عمران سیریز

جلد نمبر
30

مونالیزا

103 - مونالیزا کی نواسی

104 - خونی فنکار

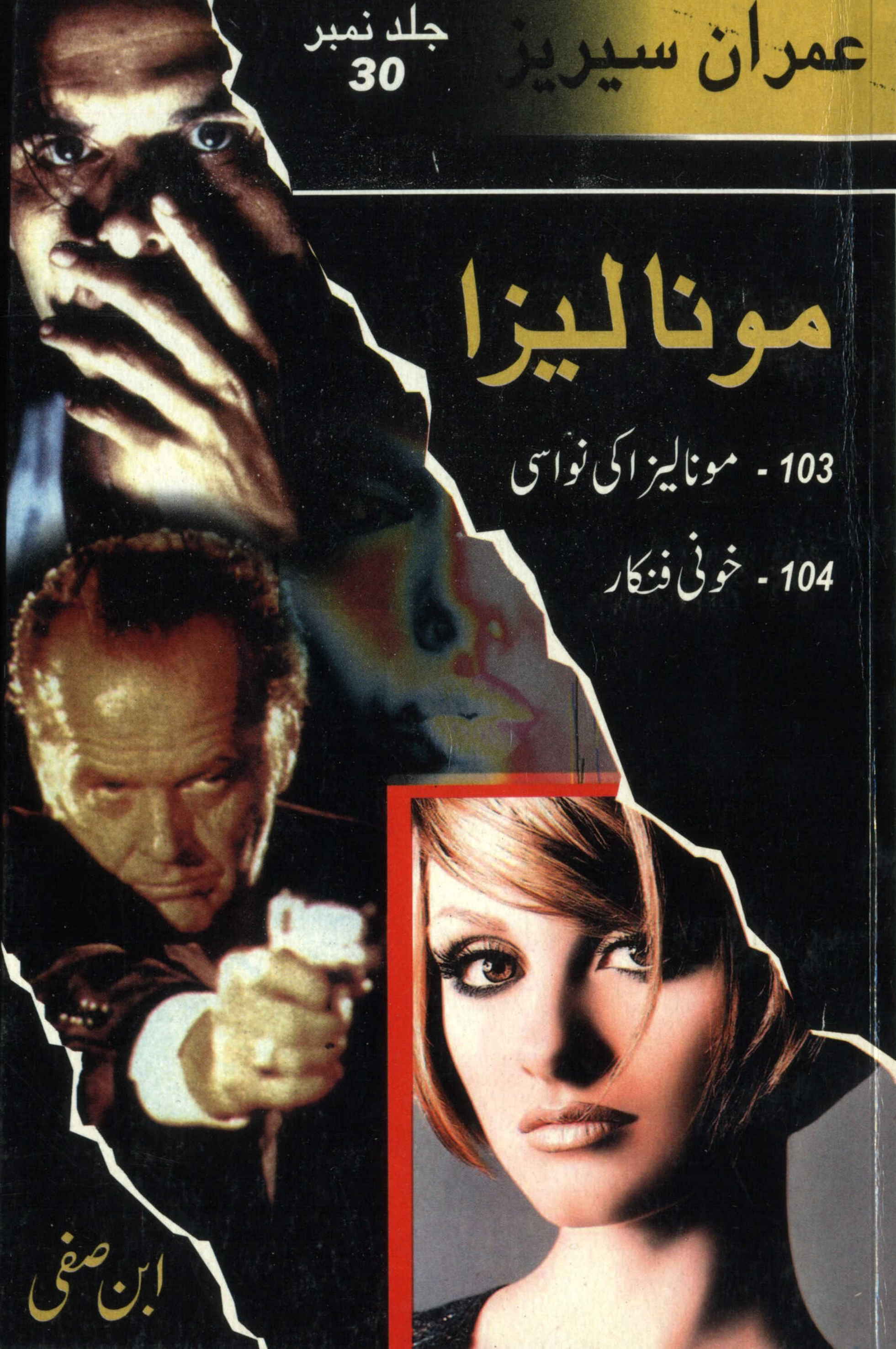

ابن صفی

پیشرس

یہ رہی مونالیزا کی نواسی۔ اُس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ ڈاونچی والی مونالیزا کی نواسی ہے۔ لیکن حقیقت کیا تھی یہ آپ کو عمران بتائے گا۔ "دہشت گر" کی پسندیدگی کا شکریہ۔! فریدی کا ناول تھا اس لیے فریدی ہی کے انداز میں پیش کیا گیا۔

ادھر کچھ دنوں سے پھر یہ فرمائش بہت زور و شور سے کی جا رہی ہے کہ فریدی اور عمران کو یکجا کر دیا جائے۔ اس کے لئے یہی مناسب ہو گا کہ آپ خود ہی انہیں یکجا کر کے اپنے طور پر کہانیاں گھڑتے رہئے! میں نے یکجا کیا تو دشواری میں پڑ جاؤں گا۔ دونوں میں سے کسی کے ساتھ بھی پورا پورا انصاف نہ ہو سکے گا۔ چونکہ مجھے دونوں ہی عزیز ہیں اس لئے میرے ہی ہاتھوں اُن کی مٹی پلید کرانے سے گریز کیجئے! اگر آپ "پلید شدہ" مٹی ہی دیکھنا چاہتے ہیں تو دوسروں کے ناول پڑھ لیجئے! بچپن سے لے کر اس وقت تک کی "پلید شدہ" مٹی آپ کے ہاتھ آجائے گی۔

رہی کچھ نئے کردار تخلیق کرنے کی بات تو اس کی کوشش برابر جاری رہتی ہے! سارجنٹ نیمو اس کی واضح مثال ہے۔ آہستہ آہستہ اُبھر کر آپ کے سامنے آئے گا۔

طرح طرح کی فرمائشات آتی رہتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فنچ فرار ہو کر عمران کے پاس پہنچ جائے اور وہ اُسے بھی بھرتی کر لے اپنی فورس میں۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ فنچ بھی اس پر آمادہ ہو جائے گا یا نہیں۔ وہ تو بالکل تارک الدنیا ہو گیا ہے۔ صرف پڑھتا لکھتا رہتا ہے۔ ہو سکتا ہے کبھی کسی بہت بڑے عالم یا فلسفی کی حیثیت سے دوبارہ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو۔ اس لئے اُسے عمران کے پاس نہ بھجوایئے تو بہتر ہو گا۔ عمران صاحب کا کیا ٹھیک.... اگر انہوں نے اُس بیچارے کو بھی سلیمان اور گلرخ کے ساتھ باورچی خانے میں ٹھونس دیا تو کیا ہو گا۔

ایک صاحب اس پر برافروختہ ہیں کہ انہیں "دہشت گر" قطعی پسند نہیں آئی لیکن مجھے بہت پیار سے مخاطب کیا ہے۔ پیارے بھائی.... آپ شاید صرف "ڈزن ڈزن" پسند کرتے ہیں یا صرف سائینس فکشن کے رسیا ہیں۔ لیکن مجھے تو اپنے ہر قسم کے پڑھنے والوں کو مطمئن کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے ہر کتاب آپ کی پسند کی نہیں ہو سکتی۔ اس کے باوجود بھی میرا دعویٰ ہے کہ آپ میری ہر کتاب پڑھتے رہیں گے خواہ آپ کو کم پسند آئے یا زیادہ پسند آئے... آخر کوئی بات تو ہے... ورنہ کبھی کا گمنامیوں کی گود میں جا سویا ہوتا۔

کچھ فرمائشات اس سلسلے میں بھی آئی ہیں کہ عمران ہی کی طرح فریدی اور حمید کے بھی کچھ سلسلہ وار ناول لکھوں! میں خود بھی یہی سوچ رہا تھا۔ جیسے ہی کوئی ڈھنگ کا پلاٹ اُن کے شایانِ سوجھ گیا یہ فرمائش بھی پوری کر دی جائے گی۔

اس بار ایک بچے نے شکوہ کیا ہے کہ میں بچوں کے لئے کچھ نہیں لکھتا۔ جبکہ دوسرے عمران اور فریدی کے بچپن سے متعلق کہانیاں لکھ رہے ہیں۔ اس کا خیال ہے کہ اگر میں نے ان کرداروں کے بچپن سے متعلق کہانیاں لکھیں تو بچوں میں دھوم مچ جائے گی۔

ننھے میاں! میری جانب توجہ کا شکریہ.... بشرطِ فرصت آپ کی فرمائش بھی پوری کرنے کی کوشش کروں گا۔ اگر خود نہ کر سکا تو اپنی نگرانی میں کسی ذہین آدمی سے لکھوانے کی کوشش کروں گا۔

والسلام

۱۹/ اکتوبر ۱۹۷۷

دونوں لڑکیوں نے اپنی دانست میں اُسے بے حد خوفزدہ کر دیا تھا۔ بار بار اس طرح اپنی گاڑی اُس کی گاڑی کے قریب کر دیتیں۔ جیسے سائیڈ مارنے کا ارادہ رکھتی ہوں اور وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں اپنی گاڑی بچانے کی کوشش کرتا۔ کبھی کبھی کسی خوف زدہ بچے کے سے انداز میں چیخ بھی پڑتا اور لڑکیاں زور زور سے قہقہے لگاتیں۔

اس سنسان سڑک پر بڑی دیر سے یہ کھیل جاری تھا۔ ڈرائیو کرنے والی لڑکی عقب نما آئینے میں اگر کوئی گاڑی دیکھ لیتی تو رفتار کم کر کے اُسے نکل جانے کا موقع دیتی۔ اتنی دیر میں اُس گاڑی کا فاصلہ کسی قدر بڑھ جاتا جس کے ڈرائیور کو وہ ہراساں کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ پھر گیئر بدل کر ایکسیلریٹر پر دباؤ ڈالتی اور اُسے جالیتی اور وہ بیچارہ بالکل رو دینے کی سی شکل بنا کر رہ جاتا۔

امریکی وضع کی یہ خبط الحواس دیسی لڑکیاں۔ چست ترین پتلونوں اور قمیضوں میں ملبس تھیں۔ ڈرائیو کرنے والی لڑکی کو شاید اس کی بھی پرواہ نہیں تھی کہ اُس کی گاڑی کی سائیڈ دوسری گاڑی سے رگڑ کھا کر بدنما ہو جائے گی۔

"میرا خیال ہے کہ ذرا سی دیر میں یہ رونا شروع کر دے گا۔!" ڈرائیو کرنے والی ہنس کر بولی۔

"میری جان تو جل رہی ہے....!" دوسری بولی۔

"کیوں جان من....!"

"اتنا ہینڈسم ہے.... لیکن چہرے پر کیسی حماقت طاری ہے۔ ذرا تصور کرو اگر اسمارٹ بھی ہوتا تو کیسا لگتا۔!"

"واقعی اتنے دلکش چہرے پر چھائی ہوئی بیوقوفی گراں گذرتی ہے۔!"

"بس تو پھر مار ہی دو ٹکر.... نہ جئے گا نہ جان جلائے گا....؟"

"لیکن میرا خیال ہے کہ اُسے روکا جائے۔!"

"ہائیں.... روک کر کیا کرو گی۔!"

"دیکھیں.... بولتا کس طرح ہے۔!"

"کیا مطلب....!"

"حسن اور حماقت تو دور ہی سے نظر آجانے والی چیزیں ہیں.... لیکن اندر سے کیا چیز ہے۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے۔!"

"تو کیا تم کئی دنوں سے اس کے پیچھے ہو۔!"

"نہیں صرف کل سے.... کل میں نے اُسے ریالٹو میں دیکھا تھا.... اپنی میز پر تنہا تھا۔ ویٹر نے اس کے قریب پہنچ کر سلام کیا اور وہ سلام کا جواب دے کر بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا اور اُس سے نہ صرف مصافحہ کیا بلکہ شاید سامنے والی کرسی پر بیٹھنے کی بھی استدعا کر ڈالی۔ ویٹر ہونقوں کی طرح اُس کی شکل دیکھے جا رہا تھا۔ پھر اچانک ایسا لگا جیسے اُسے اپنی اس حماقت کا احساس ہو گیا ہو۔ شرمندہ سا ہو کر بیٹھ گیا۔!"

"بس تو اسی سے اندازہ لگالو کہ اندر سے کیا چیز ہوگا۔ روکنے اور گفتگو کرنے کی کیا ضرورت ہے۔!"

"بس دل چاہتا ہے۔ ارے...... یہ کیا کر رہا ہے...... اس نے تو سڑک ہی چھوڑ دی۔ اوہ میدان میں گاڑی اتار لے گیا۔ گڈ.... یہ تو بہت اچھا ہوا.... اب میں اُسے رکنے پر مجبور کر دوں گی۔!"

عقب نما آئینے میں دو موٹر سائیکلیں نظر آ رہی تھیں۔ اُس نے اُن کی طرف خصوصی توجہ دیئے بغیر اپنی گاڑی بھی میدان میں اُتار دی چونکی تو اس وقت تھی جب اُس نے موٹر سائیکلوں کو بھی میدان کی طرف مڑتے دیکھا تھا۔

"اوہ.... یہ کون ہیں....!" وہ بڑبڑائی۔

دوسری لڑکی بھی عقب نما آئینے کی طرف متوجہ ہوگئی اور بوکھلائے ہوئے انداز میں بولی۔

"کہیں.... وہی نہ ہو....!"

"کون....؟" ڈرائیو کرنے والی نے پر تشویش لہجے میں پوچھا۔

"تین چار دن ہوئے تم نے اسی سڑک پر ایک موٹر سائیکل سوار کو بھی تو پریشان کیا تھا۔!"

"اس وقت تو چار معلوم ہوتے ہیں۔ اگر وہی اپنے ساتھیوں سمیت اُس دن کا انتقام لینے نکلا ہے تو آج ایک آدھ کی جان جائے گی۔ دل مضبوط رکھنا....!"

"کیا کرو گی....؟"

"ٹکر....!" اُس کے لہجے میں سفاکی تھی۔

دوسری کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار دکھائی دیئے۔ لیکن کچھ کہنے کی بجائے اُس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔ دونوں کی توجہ اگلی گاڑی والے بیوقوف آدمی کی طرف سے ہٹ کر پوری طرح ان چاروں پر مرکوز ہو گئی تھی۔ وہ گاڑی کی دونوں اطراف سے بالکل ریڈ انڈینوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے آگے نکلے چلے گئے اور کچھ دور جا کر موٹر سائیکلیں پھر پلٹائیں۔ ان کی چیخوں نے ڈرائیو کرنے والی کو کسی قدر نروس کر دیا تھا۔ اُس نے پورے بریک لگائے اور دوسری لڑکی کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا.... یک بیک ڈرائیو کرنے والی کو غصہ آ گیا اور وہ انہیں کچھ دور جا کر پلٹتے دیکھتی رہی۔ دائیں جانب والی موٹر سائیکل کو دھیان میں رکھ کر ایکسیلریٹر پر دباؤ ڈالا اور اُس پر چڑھتی چلی گئی۔ سائیکل سوار نے شاید پہلے ہی سے اندازہ کر لیا تھا۔ بڑی صفائی سے بچ کر نکل گیا۔ بائیں جانب والی موٹر سائیکل گاڑی کے قریب سے گذرنے لگی تو پیچھے بیٹھے ہوئے لڑکے نے دوسری لڑکی کے بال پکڑ کر جھٹکا دیا۔ وہ زور سے چیخی اُس کا سر اس طرف کے دروازے سے ٹکرا گیا تھا۔

ساتھی کی چیخ نے ایک بار پھر اُسے نروس کر دیا تھا اور اُس نے پورے بریک لگائے تھے۔

"نکل چلو.... نکل چلو....!" دوسری لڑکی ہانپتی ہوئی بولی۔

"تم چیخی کیوں تھیں....!"

"میرے بال کھینچے تھے حرام زادے نے....!"

موٹر سائیکلیں پھر پلٹ آئیں.... لڑکی نے چونک کر ایکسیلریٹر پر دباؤ ڈالا اور گاڑی جست کر کے آگے بڑھی۔ موٹر سائیکلیں اُس کی دونوں جانب چل رہی تھیں اور لڑکے گاڑی روکنے کو کہہ رہے تھے۔ لڑکی سڑک پر نکل جانا چاہتی تھی لیکن جیسے ہی اُس نے گاڑی کو سڑک کی جانب موڑنا چاہا احمق آدمی کی گاڑی تیر کی طرح سیدھی اُسی کی جانب آتی دکھائی دی۔ اگر وہ بڑی پھرتی سے بریک نہ لگاتی تو ٹکراؤ لازمی تھا۔ دونوں گاڑیاں ایک فٹ کے فاصلے پر رکی تھیں۔

موٹر سائیکلیں بھی رک گئیں اور چاروں لڑکے کود کر لڑکی کی کار کی طرف جھپٹے۔

"ٹھہر جاؤ.... یہ کیا بیہودگی ہے....!" احمق کی گاڑی سے آواز آئی ساتھ ہی وہ دروازہ کھول کر نیچے اُتر آیا۔

اُن میں سے دو گاڑی کے قریب پہنچ چکے تھے اور دو احمق کے سامنے تن کر کھڑے ہو گئے۔

"معزز خواتین کو چھیڑتے ہوئے شرم نہیں آتی۔!" احمق نے کہا۔

"بھاگ جاؤ....!" ایک لڑکا ہاتھ ہلا کر بولا۔ "ورنہ جان سے مار دیں گے۔!"

اُدھر اُن دونوں نے لڑکیوں کو گاڑی سے باہر نکالنے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ وہ چیخ رہی تھیں اور انہیں گالیاں دے رہی تھیں۔!

احمق نے اُن دونوں کو جھکائی دے کر لڑکیوں کی گاڑی کی طرف چھلانگ لگائی اور دائیں جانب والے لڑکے کی گردن پر ایک جچا تلا ہاتھ رسید کر دیا۔

اُس کا چہرہ گاڑی سے ٹکرایا اور لڑکی کا ہاتھ اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ دوسری چھلانگ احمق کو گاڑی کی چھت پر لے گئی اور وہ اُس پر سے پھسلتا ہوا بائیں جانب والے لڑکے پر جا گرا۔ لڑکے نے پلٹ کر حملہ کرنا چاہا۔ لیکن احمق کی گرفت اتنی کمزور نہیں تھی۔ البتہ لڑکے کی قوت آزمائی نے اُس کے لئے یہ آسانی پیدا کر دی کہ وہ تین چار بار اس کا سر گاڑی کی سائیڈ سے ٹکرا دیتا۔ لڑکے کی قوتِ مدافعت ختم ہو گئی اور وہ بھی پٹ سے زمین پر آ گیا۔

اتنے میں بقیہ دونوں لڑکے بیک وقت احمق پر ٹوٹ پڑے۔ ایک کے ہاتھ میں لمبے پھل والا چاقو تھا اور احمق کی نظروں سے پوشیدہ بھی نہیں تھا کیونکہ دونوں گاڑیوں کے ہیڈ لیمپس روشن تھے اور آس پاس کی ہر چیز نظر آ رہی تھی۔

ذرا سا بھی چوکتا تو چاقو کا پھل شانے میں اُترتا چلا جاتا۔ وہ تیزی سے زمین پر گرا اور لڑھکتا چلا گیا۔ چاقو والے نے اس پر چھلانگ لگادی تھی اور منہ کے بل زمین پر چلا آیا تھا۔ پھر احمق کی جوابی چھلانگ نے اُسے دوبارہ اٹھنے نہ دیا۔ چوتھا جو اپنے دونوں ساتھیوں کا حشر دیکھ چکا تھا تیسرے کو بھی اُس کی گرفت میں دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ایک موٹر سائیکل اسٹارٹ کی اور نکلا چلا گیا۔

وہ دونوں گاڑی سے اتر آئیں.... احمق اپنے نیچے دبے ہوئے لڑکے کو ہلا ہلا کر کہہ رہا تھا۔ "او بھائی صاحب.... یہ کیا ہو گیا تمہیں.... اٹھو اٹھو.... او بھائی صاحب.... ارے باپ رے....

"یہ کیا ہو گیا۔!"

دفعتاً ایک لڑکی اس کا شانہ جھنجھوڑ کر بولی۔ "یہ کیا کرنے لگے۔ بھاگو یہاں سے۔!"

"کک.... کیا....؟" وہ خوف زدہ انداز میں اچھل پڑا اور بولا۔ "میں نہیں جانتا نہیں کیا ہو گیا ہے۔ اٹھتے ہی نہیں.... اب کیا ہو گا۔!"

"میں کہتی ہوں بھاگو یہاں سے....!"

"کک.... کک.... کہاں....!" وہ آگے پیچھے جھولتا ہوا بولا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اُس پر بیہوشی طاری ہو رہی ہو۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھی تڑ سے گرا اور بے حس و حرکت ہو گیا۔

"لو.... اور مصیبت آئی....!" لڑکی بولی۔ "ایک بھاگ گیا۔ ہو سکتا ہے اپنے اور ساتھیوں کو بلانے گیا ہو۔!"

"ہم تو نکل ہی چلیں.... جلدی کرو....!" دوسری لڑکی بولی۔

"یہ ناممکن ہے....!" ڈرائیو کرنے والی لڑکی بولی۔ "میں اسے یہاں اس حال میں نہیں چھوڑ سکتی۔ اگر یہ مدد کو نہ آتا تو ہم کہاں ہوتے۔!"

"بیوقوفی کی باتیں نہ کرو.... بھاگو....!" دوسری لڑکی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

لیکن وہ اس کی طرف دھیان نہ دیتی ہوئی بولی۔ "پہلے شاہین کی طرح جھپٹا اور آن واحد میں تین کو ڈھیر کر دیا۔ پھر کسی گیدڑ کی طرح ڈر کے مارے خود بھی بیہوش ہو گیا۔ آخر یہ ہے کیا چیز۔!"

"ہو گا کوئی چیز میں کہتی ہوں بھاگو.... کیا تم بھی پاگل ہو گئی....!"

"جو کہہ رہی ہوں کرو.... اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالیں....!"

"یہ ڈھائی من کی لاش اٹھے گی ہم سے۔!"

"کوشش کرتے ہیں.... ٹھہرو.... بغلوں میں ہاتھ دے کر گھسیٹ لے چلیں....!" بدقت تمام اُسے وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈال سکی تھیں۔!

"اب تم اس کی گاڑی میں میرے پیچھے آؤ....!" اُس نے دوسری لڑکی سے کہا۔

"لیکن لے کہاں جاؤ گی۔!"

"اپنے گھر....!"

"نکالی جاؤ گی گھر سے.... تمہارے دادا جان بہت چڑچڑے ہیں۔!"

"میرے علاوہ آج کل اور کوئی ہے ہی نہیں گھر پر....!"

"کہاں ہیں....!"

"عادل آباد گئے ہیں۔ ایک عزیز کی شادی میں شرکت کرنے۔ ایک ہفتہ سے قبل واپسی نہیں ہو گی۔!"

"اور جو ملازموں نے بتا دیا....!"

"یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔!" وہ جھنجھلا کر بولی۔ "چلو جاؤ... بیٹھو اسکی گاڑی میں اور پیچھے پیچھے آؤ!"

"وہ گاڑی کی طرف بڑھی اور پھر پلٹ آئی۔!"

"کیوں.... کیا بات ہے....!" لڑکی نے پوچھا۔

"یہ یہاں کا نہیں معلوم ہوتا۔!"

"یہ کیسے کہا جا سکتا ہے۔!"

"گاڑی کا رجسٹریشن نمبر دیکھو....!"

"ارے ہاں....! خیر ہو گا.... جلدی کرو....!" اُس نے کہا اور اپنی گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔

دونوں گاڑیاں آگے پیچھے سڑک پر مڑیں۔ احمق پچھلی سیٹ پر بے سدھ پڑا ہوا تھا اور وہ اُسے عقب نما آئینے میں دیکھے جا رہی تھی۔ اب اُسے اُس کے چہرے حماقت مآبی کی بجائے بچوں کی سی معصومیت نظر آئی اور وہ مسلسل اُسی کے بارے میں سوچتی رہی۔ اُس نے حیرت انگیز پھرتی سے اُن چاروں پر حملہ کیا تھا۔ تین ڈھیر ہو گئے تھے اور چوتھے کو اسی میں عافیت نظر آئی تھی کہ دم دبا کر بھاگ جاتا۔ لیکن پھر وہ اپنی اس کارکردگی سے اس درجہ خائف ہوا کہ بیہوش ہی ہو گیا۔ گویا حقیقتاً وہ ایک بزدل آدمی تھا اور اس کا وہ حیرت انگیز حملہ محض ایک اضطراری فعل کی حیثیت رکھتا تھا۔ کچھ بھی ہوا اس وقت وہ دونوں اُسی کی وجہ سے بچ گئی تھیں۔ ورنہ وہ لڑکے پتا نہیں اُن سے کس طرح پیش آتے۔ وہ یقیناً ایک اچھا آدمی تھا ورنہ ایسوں کی مدد کو کیوں آتا جن کے ہاتھوں خود بھی پریشان ہو چکا تھا۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک بڑی عمارت کے وسیع کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ پھر دونوں گاڑیاں آگے پیچھے پورچ میں جا رکی تھیں۔

احمق اب بھی پہلی ہی کی سی حالت میں پچھلی سیٹ پر پڑا ہوا تھا۔ تین ملازموں کی مدد سے اُسے عمارت کے اندر پہنچایا گیا اور ایک آرام دہ بستر پر لٹا دیا گیا۔ اب دونوں ہی کو فکر تھی کہ اُس کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ ملازموں کے جاتے ہی انہوں نے اُس کی جامہ تلاشی لینی شروع کی۔ پرس میں ساڑھے تین ہزار روپے موجود تھے۔ پھر شناختی کارڈ ہاتھ لگا۔

"علی عمران نام ہے۔!" لڑکی طویل سانس لے کر بولی۔ "دارالحکومت میں رہتا ہے۔!"

"گاڑی کا رجسٹریشن نمبر بھی وہیں کا ہے۔!" دوسری لڑکی نے کہا۔ "سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے اماں باوا نے اسے تنہا گھر سے کیوں نکلنے دیا۔!"

"ڈاکٹر کو بھی نہیں بلایا جاسکتا۔!" اُس نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"کیوں....؟"

"حالات ایسے نہیں ہیں....! ہو سکتا ہے ان میں سے کوئی مر ہی گیا ہو۔!"

"نن.... نہیں....!" دوسری لڑکی کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"اور دیکھو.... یہ بات یہیں ختم ہو گئی ہے۔ تم اس کا ذکر کسی سے بھی نہیں کرو گی۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ لیکن یہ ہوش میں کیسے آئے گا۔!"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا....!"

"منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے بھی تو دیتے ہیں شاید....!"

"اوہ.... مجھے تو یاد ہی نہیں آیا ٹھہرو....!" اُس نے کہا اور کمرے سے چلی گئی۔

دوسری لڑکی کرسی کھینچ کر بستر کے قریب بیٹھ ہی رہی تھی کہ احمق نے کروٹ لی لیکن آنکھیں نہیں کھولیں۔

وہ گلاس میں پانی لئے ہوئے واپس آئی اور چلو سے اُس کے منہ پر چھینٹے مارنے لگی۔ احمق جھجھکا اور.... اور اس طرح ٹانگیں چلانے لگا جیسے دوڑ لگا رہا ہو۔ پھر آنکھیں بند کئے ہی کئے چیخا.... "بارش چھتری.... سلیمان کے بچے۔!"

"بارش نہیں ہو رہی اٹھو....!" لڑکی نے اس کا شانہ جھنجھوڑ کر کہا۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور خوف زدہ نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"مم.... مم.... میں.... کہاں ہوں.... آپ ککون ہیں....!" بدقت بولا.... چہرے پر

ایسا ہی تاثر تھا جیسے اب اُٹھ کر بھاگے گا۔

"گھبراؤ نہیں سب ٹھیک ہے۔ لیٹ جاؤ!" لڑکی بولی۔ "میرا نام شلی ہے اور یہ فوزیہ ہے۔!"

"ب.... بڑی خوشی ہوئی....!" اُس نے کہا اور کراہتا ہوا لیٹ گیا۔ آنکھیں بند کر لیں۔ پھر یک بیک اچھل پڑا اور بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔ "مم.... میں.... کچھ نہیں جانتا.... پلیز.... کیا آپ لوگ مجھے پولیس کے حوالے کر دیں گے.... میں نہیں جانتا کہ انہیں کیا ہو گیا تھا۔ ارے باپ رے.... اب کیا ہو گا۔!"

"کچھ بھی نہ ہو گا.... بات وہیں ختم ہو گئی تھی.... آپ اس وقت میرے گھر میں ہیں اور آپ کی گاڑی پورچ میں کھڑی ہوئی ہے۔!" شلی نے کہا۔

"لل.... لیکن.... میں.... مجھے کیا ہوا تھا....!"

"آپ بیہوش ہو گئے تھے....!"

"کک.... کیوں....؟"

"اس کے بارے میں آپ ہی جانتے ہوں گے۔ ہم کیا بتائیں....!"

"وہ.... وہ.... مم.... میری سمجھ میں نہیں آتا....!"

"سمجھ میں نہیں آتا تو بھول جائیے....!"

"کک.... کسی کو معلوم تو نہیں ہو جائے گا۔!"

"ہرگز نہیں.... ہم بھی تو ملوث تھے۔ اس معاملے میں.... ہماری زبانوں سے کیسے نکلے گا۔!"

وہ کچھ نہ بولا۔ خوفزدگی نے چہرے پر چھائی ہوئی حماقت میں کچھ اور اضافہ کر دیا تھا۔

"کچھ کھائیں پئیں گے آپ....!" شلی نے پوچھا۔

"جی نہیں شکریہ....!"

"آپ نے اپنا نام نہیں بتایا....!"

"علی عمران.... ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی آکسن....!"

"بہت خوب....!" شلی ہنس پڑی.... اور اُس نے بھی اُس کا ساتھ دیا۔

"آپ کیوں ہنسے....!" فوزیہ نے پوچھا۔

"نہ ڈگری کام آرہی ہے اور نہ ڈاکٹریٹ....!"

"کیا مطلب....!"

"پیاز کی آڑھت کرتا ہوں....!" وہ اٹھ کر بیٹھتا ہوا بولا۔

"کمال ہے.... ڈگری اور ڈاکٹریٹ گورداسپوری تو نہیں ہے۔!"

"جی نہیں.... آکسفورڈ کی ہے۔!" وہ بڑی سادگی سے بولا۔

"یہاں کیوں آئے تھے۔!"

"پیاز کی تلاش میں.... دو ہزار ٹن.... مڈل ایسٹ بھجوانی ہے۔!"

"بڑا کاروبار معلوم ہوتا ہے۔!"

"بھینسوں کی فارمنگ بھی کرتا ہوں....!"

"وہ کیسے ہوتی ہے....!"

"بس ہو جاتی ہے.... بہت سیدھی ہوتی ہیں بھینسیں.... فارمنگ کرالیتی ہیں۔ والد صاحب پولٹری فارمنگ کرتے ہیں۔ دن بھر مرغیاں انہیں دوڑاتی رہتی ہیں۔ بھینس بیچاری تو جہاں بیٹھ گئی.... بیٹھ گئی۔!"

وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنس پڑیں۔ شلی نے پوچھا۔ "آخر آپ ہماری مدد کو کیوں دوڑے آئے تھے جبکہ ہم آپ کو بھی چھیڑتی رہی تھیں۔!"

"پتا نہیں کیوں....؟ میں نہیں جانتا.... لیکن جب کوئی مرد کسی عورت کو چھیڑتا ہے تو مجھے بے حد غصہ آتا ہے۔!"

"ہمارے چھیڑنے پر غصہ نہیں آیا تھا....!"

"اچھا لگ رہا تھا....!" وہ سر جھکا کر آہستہ سے شرمیلے لہجے میں بولا۔

اُن دونوں نے حیرت سے ایک دوسری کی طرف دیکھا۔ پھر شلی نے فوزیہ کو آنکھ ماری اور آہستہ سے بولی۔ "تب تو تم مجھے اول درجے کے بدمعاش معلوم ہوتے ہو۔!"

"جی!" اُسکے لہجے میں حیرت تھی۔ پھر دفعتاً چہرہ سرخ ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے غصہ آ گیا ہو۔

"مم.... میں ثابت کرسکتا ہوں کہ میں بدمعاش نہیں ہوں.... بلکہ فطرت کے قریب ہوں۔!" اس نے کہا۔

"وہ کس طرح....!"

"مرد عورت کو چھیڑتا ہے تو یہ ایک غیر فطری حرکت ہوتی ہے۔!"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی اس کے حق میں کوئی دلیل....!"

"دلیل یہ ہے کہ تم اُن لوگوں کے چھیڑنے سے نروس بھی ہوئیں اور تمہیں غصہ بھی آیا۔ اگر وہ فطری حرکت ہوتی تو تم اس سے محظوظ ہوئی ہوتیں۔!"

شلی خاموشی سے اُسے دیکھتی رہی اور وہ چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "اُس کے برخلاف آپ مجھے چھیڑ رہی تھیں تو بے حد مزہ آرہا تھا۔ اس لئے کہ وہ عین فطرت کے مطابق تھا۔!"

"تم تو کہہ رہی تھیں کہ یہ بیحد بیوقوف معلوم ہوتے ہیں۔!" فوزیہ نے شلی سے کہا اور ہنسنے لگی۔

"کیا....؟" وہ اچھل کر کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "یہ مجھے بیوقوف کہہ رہی تھیں۔!"

"بولو.... بولتی کیوں نہیں....!" فوزیہ نے پھر قہقہہ لگایا۔

شلی کچھ نہ بولی۔ اس کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔

"میری بدنصیبی نے پردیس میں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔" دفعتاً وہ روہانسا ہو کر بولا۔ "اپنے شہر میں تو سنتا ہی رہتا تھا ایسی باتیں۔!"

"اُوہ.... ارے نہیں یہ تو یونہی مذاق کر رہی تھی۔!"

"نہیں اب مجھے کچھ کچھ یقین سا ہو چلا ہے۔!"

"کس بات کا....!"

"اسی بات کا کہ میں واقعی بیوقوف ہوں۔!"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ دل چھوٹا نہ کرو بیٹھ جاؤ....!"

وہ ٹھنڈی سانس لے کر بستر پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد شلی نے کہا۔ "بات دراصل یہ ہے کہ تم نے یہ بات کسی قدر فلسفیانہ انداز میں ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔!"

"کک.... کون سی بات....!"

"یہی کہ اگر چھیڑ چھاڑ عورت کی طرف سے ہو تو فطری کہلائے گی۔!"

"غلطی ہوئی.... معافی چاہتا ہوں.... اب اجازت دیجئے۔!"

"کہاں قیام ہے....!"

"ابھی تو گاڑی ہی میں ہے۔ سیدھا چلا آرہا تھا کہ یہ واقعہ پیش آگیا۔!"

"اس واقعے کو بھول جاؤ....!"

"میں تو بڑی مصیبت میں پڑ گیا ہوں....!"

"کوئی مصیبت نہیں ہے۔ تمہیں کسی نے دیکھا تو نہیں....!"

"اس سے کیا ہوگا.... پولیس کو میری انگلیوں کے نشانات مل جائیں گے۔!"

"کہاں مل جائیں گے....؟"

"اُن کی کنپٹیوں پر....!"

دونوں نے بیک وقت قہقہہ لگایا اور وہ ہونقوں کی طرح اُن کی شکلیں تکتا رہا۔ آخر شلی نے خود پر قابو پا کر کہا۔ "تمہیں تو یہی پتا نہیں کہ کہاں سے انگلیوں کے نشانات حاصل کئے جاسکتے ہیں اور کہاں سے نہیں۔! انگلیوں کے نشانات صرف ٹھوس اور سخت سطح والی چیزوں سے اٹھائے جاسکتے ہیں۔ اگر میں تمہارے گال پر چٹکی لوں تو تمہارے گال پر میرے انگلیوں کے نشان کا سُراغ نہیں ملے گا۔!"

"تب تو بڑی اچھی بات ہے۔!" وہ خوش ہو کر بولا۔ "اب مجھے بھاگ لینا چاہئے۔!"

"کہاں جاؤ گے۔!"

"واپس اپنے شہر....!"

"پھر پیاز کا کیا ہوگا....!"

"پیاز کے لئے پھانسی پر تو نہیں چڑھ سکتا۔!"

"ضروری نہیں کہ اُن میں سے کوئی مر بھی گیا ہو۔!"

"تو پھر وہ بول کیوں نہیں رہے تھے۔!" اُس نے بڑی سادگی سے پوچھا۔

"تم نے بھی تو بولنا بند کر دیا تھا۔!"

"جب بہت زیادہ غصہ آتا ہے تو میں بیہوش ہو جاتا ہوں.... والد صاحب کا ایک ناہنجار مرغ بھی مجھے کبھی کبھی بے ہوش کر دیا کرتا ہے۔!"

"مرغ.... بھلا وہ کیسے....!"

"دنیا کے سارے مرغ ککڑوں کوں بولتے ہیں اور وہ بدبخت صرف ککڑوں کر کے رہ جاتا ہے۔!"

"کیا بات ہوئی۔!"

"کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔!" وہ ہاتھ نچا کر بولا۔ "کیا تم صرف ککڑوں سن کر "کوں" کے

انتظار میں بیٹھی نہ رہ جاؤ گی۔!"

"مجھے کیا پڑی ہے۔!"

"مزاج، مزاج میں فرق ہوتا ہے.... میں "کوں" کے انتظار میں بے ہوش ہو جاتا ہوں۔ کئی بار کوشش کر چکا ہوں کہ اُس کا قصہ پاک کردوں مگر کم بخت کسی طرح ہاتھ ہی نہیں آتا۔!"

"کیا اب مرغ ہی کی باتیں ہوں گی۔!" فوزیہ بھنا کر بولی۔

"مرغیاں اور بھینسیں میرا موضوع ہیں محترمہ....!" اُس نے اکڑ کر کہا۔

"آرٹ سے دلچسپی نہیں ہے آپ کو....!"

"آرٹ میں پکاسو موضوع ہے۔!"

"شکل ہی سے ظاہر ہے۔!" فوزیہ منہ بنا کر بولی۔

"اوہ تو تجریدی آرٹ سے دلچسپی ہے تمہیں....!"

"جی ہاں.... بالکل ہے۔!"

"اچھا تو پھر اٹھو.... تمہیں آرٹ گیلری میں لے چلتے ہیں.... وہاں آج کل "مونالیزا" کی تجرید ہو رہی ہے۔!"

"مونالیزا کی تجرید....!"

"ہاں... پکاسو نے بھی تو اپنی محبوبہ کی تجرید کر ڈالی تھی۔ میں نے اسکی کئی پورٹریٹس دیکھی ہیں۔!"

"اچھا.... میں سمجھا.... لیکن مونالیزا کا تو صرف ایک ہی پہلو ہے.... اس کی غیر یقینی مسکراہٹ.... جس کی تجرید ممکن ہی نہیں۔ نہ وہ بھینس میں سما سکتی ہے اور نہ مرغی میں۔!"

"تم آخر ہو کیا چیز....!" شلی اُسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"کک.... کیا مطلب....!"

"اول درجے کے جھوٹے ہو....!"

"مم... میں نہیں سمجھا....!"

"تم کہتے ہو کہ ابھی سیدھے اپنے شہر سے چلے آرہے ہو لیکن کل میں نے تمہیں ریالٹو میں دیکھا تھا۔!"

"او... ارے ہاں... شاید پرسوں سے سیدھا چلا آرہا ہوں۔!" وہ شرمندہ سی ہنسی کیساتھ بولا۔

"جھوٹ بولنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔!"

"بس یونہی زبان سے پھسل گیا تھا۔ تم لوگوں سے رشتہ تو کرنا نہیں کہ تمام پرائیویٹ حالات کھول کھول کر بیان کر دیئے جاتے۔ اچھی بات ہے.. معافی چاہتا ہوں.. ساتھ ہی اجازت بھی چاہوں گا۔!"

"جانے سے پہلے اپنی جیب میں رکھی ہوئی رقم چیک کر لو....!"

"ارے باپ رے!" وہ بوکھلا کر کوٹ کی اندرونی جیب ٹٹولنے لگا۔ پھر پرس نکالا اور نوٹ گننے لگا، اسکے بعد پرس کے خانوں میں کچھ اور بھی تلاش کرنے لگا تھا۔ چہرے پر تشویش کے آثار تھے۔

"کیا بات ہے....!" شلی اسے گھورتی ہوئی بولی۔!

"ایک چونی بھی تھی۔!"

فوزیہ بے اختیار ہنس پڑی اور وہ اچھل کر بولا۔ "یاد آ گیا چونی کے چھولے کھائے تھے۔!"

"چلے کہاں....؟" شلی ہاتھ نچا کر بولی۔ پھر خونخوار لہجے میں غرائی۔ "بیٹھ جاؤ۔!"

"یعنی کہ.... یعنی کہ....!" وہ خوفزدہ نظروں سے اُسے دیکھتا ہوا ہکلایا۔

"تم اپنی اصلیت ظاہر کئے بغیر یہاں سے نہیں جا سکتے۔!"

"اصلیت.... اصلیت تو کمینوں کی ہوتی ہے.... میں بالکل شریف آدمی ہوں۔!"

دفعتاً شلی چونک کر اُسے ایسے انداز میں دیکھنے لگی جیسے کچھ یاد آ گیا ہو۔ پھر سرد لہجے میں بولی۔

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم پانچویں نہیں ہو....!"

"میں نے سنا ہے کہ پانچواں ہر دور میں گدھے کی پشت پر رہا ہے۔ میں اکلوتا ہوں۔!"

"تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔!"

"بچ کر پہنچا بھی نہیں ہوں.... مجھ میں اب باقی ہی کیا رہا ہے۔!"

"کوئی بات نہیں بنا سکو گے۔ تم انہی کے ساتھی ہو وہ سب کچھ محض اداکاری تھی۔ ایک فلمی قسم کی فائیٹ....!"

"مقصد محترمہ....!"

"یہی کہ تم اس وقت میری چھت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہو اور میں ہی تمہیں یہاں لائی ہوں۔!"

"شکریہ....!" وہ خوش ہو کر بولا۔ "اب اسی بات پر کافی کا ایک کپ ضرور چلے گا۔!"

"شٹ اپ....!"

وہ اس طرح مڑ کر پیچھے دیکھنے لگا جیسے شلی نے کسی اور کو ڈانٹا ہو۔

"میری طرف دیکھو....!" وہ تلخ لہجے میں بولی۔ "ریالٹو میں تم نے وہ حرکت اسی لئے کی تھی کہ میں تمہاری طرف متوجہ ہو جاؤں....!"

"کون سی حرکت....!"

"بس دفع ہو جاؤ....!" وہ دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "اگر زندگی عزیز ہے تو کبھی ادھر کا رخ نہ کرنا۔!"

اُس نے سعادت مندانہ انداز میں سر کو جنبش دی اور وہ دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"ذرا رہنمائی بھی فرما دیجئے... یہ میرے باپ کا گھر نہیں ہے۔ پتا نہیں کہاں کہاں بھٹکتا پھروں گا۔!"

فوزیہ نے اُسے باہر جانے کا راستہ دکھایا تھا۔

آرٹ گیلری کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ شانے سے شانہ چھل رہا تھا۔ ساری دنیا میں شاید ہی کبھی کہیں اس نوعیت کی تصویری نمائش ہوئی ہو۔ ڈاونچی نے تو مونالیزا کا صرف ایک ہی پورٹریٹ تیار کیا تھا۔ لیکن اس آرٹ گیلری میں مونالیزا کی عملداری تھی۔ مونالیزا کے درجنوں مختلف النوع پوز یہاں موجود تھے۔ مونالیزا قہقہہ لگاتی ہوئی.... مونالیزا کچن میں.... مونالیزا کپڑوں پر استری کرتی ہوئی.... مونالیزا بچے کو دودھ پلاتی ہوئی.... مونالیزا شوہر پر غراتی ہوئی.... مونالیزا شوہر کی جیبیں ٹٹولتی ہوئی.... مونالیزا اونگھتی ہوئی.... مونالیزا چھینکتی ہوئی وغیرہ وغیرہ... اُن کے ساتھ ہی تجریدی مصوری کے بھی کچھ نمونے تھے اور اُن کا موضوع بھی مونالیزا ہی تھا۔

یہ سب کچھ ایک ہی مصور کا کارنامہ تھا اور مصور بھی دیسی تھا کوئی غیر ملکی نہیں۔ البتہ یہ ضرور تھا کہ اس نمائش سے قبل کبھی اُس کا نام تک نہیں سنا گیا تھا۔ ایک ہفتہ قبل کسی کو بھی علم نہیں تھا کہ جلال آباد میں سہراب نام کا کوئی مصور بھی رہتا ہے۔ ایک ہفتے کے اندر اندر اس نمائش کی اتنی شہرت ہوئی تھی کہ اندرون ملک کے لوگ بھی جلال آباد کی طرف کھنچے چلے آئے تھے۔

اس بھیڑ میں شلی اور فوزیہ بھی شامل تھیں اور فوزیہ کہہ رہی تھی۔ "عجیب دیوانگی ہے آخر ان تصویروں میں رکھا ہی کیا ہے۔!"

"تم احمق ہو....!"

"نہیں بتاؤ.... مونالیزا کا چہرہ بنا لینا مشکل تو نہیں.... اصل پورٹریٹ سے نقل کیا جا سکتا

ہے پھر اُسے جس طرح چاہو پیش کردو....!"

"لیکن مصور کا دعویٰ ہے کہ اُس نے وہ چہرہ مونالیزا کے پورٹریٹ سے نقل نہیں کیا بلکہ وہ ماڈل ہے۔!"

"یعنی مونالیزا کی کوئی ہمشکل....؟" فوزیہ نے پوچھا۔

"وہ یہی کہتا ہے۔!"

"بکواس کرتا ہے... مشابہت سی مشابہت ہے... ایسا لگتا ہے چہرہ اصل سے ٹریس کیا گیا ہو۔!"

"آج شاید وہ ماڈل بھی شائقین کے سامنے پیش کرنیوالا ہے۔ اسی لئے یہاں اتنی بھیڑ ہے۔!"

"یعنی وہ اُس لڑکی کو یہاں گیلری میں لائے گا۔!"

"ہاں کل اُس نے یہی اعلان کیا تھا....!"

بھیڑ بڑھتی ہی جارہی تھی اور لوگ گھٹن سے محسوس کرنے لگے تھے۔ دفعتاً مائیکروفون سے آواز آئی۔ "خواتین و حضرات میں نے وعدہ کیا تھا کہ آج ان تصاویر کے ساتھ ہی آپ ماڈل کو بھی دیکھ سکیں گے۔ وہ ایک اطالوی لڑکی ہے اور اُس کا دعویٰ ہے کہ اُس کی رگوں میں مونالیزا کا خون دوڑ رہا ہے۔ خود کو مونالیزا کی نواسی بتاتی ہے۔ لڑکی کا نام لوئیسا ہے۔ لیکن بے حد افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج آپ اُسے نہ دیکھ سکیں گے وہ کسی قدر علیل ہوگئی۔ امید ہے کہ آپ مجھے معاف فرمائیں گے اور ابھی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ اپنا وعدہ کب تک پورا کر سکوں گا۔!"

"تو یہ وہی بول رہا تھا....!" فوزیہ نے اعلان ختم ہوتے ہی پوچھا۔

"اور کون ہوگا....!" شلی نے کہا۔

"اول درجے کا فراڈ معلوم ہوتا ہے۔!" عقب سے آواز آئی.... اور وہ دونوں چونک پڑیں۔ پھر شلی نے کسی قدر ترچھی ہو کر کنکھیوں سے عقب میں دیکھا.... ایم ایس سی ڈی ایس سی احمق ان سے دو فٹ کے فاصلے پر موجود تھا۔

شلی کو حرارہ آگیا۔ مڑ کر بولی۔ "تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اُسے فراڈ کہو۔!"

"مم.... میں نے.... کب کہا ہے....؟" وہ ہکلایا۔ "میرے پیچھے جو صاحب کھڑے ہیں انہوں نے فرمایا تھا۔!"

"تم یہاں کیا کر رہے ہو....!"

"مم.... معاف کیجئے گا.... میں اجنبیوں سے بے تکلف ہونا پسند نہیں کرتا۔!"

"اجنبی....!" فوزیہ ہنس کر بولی۔ "اتنی جلدی بھول گئے.... ابھی کل ہی کی تو بات ہے۔!"

"کیا بات ہے....؟" عمران نے نتھنے پھلائے۔

"کل ہماری ملاقات ہوئی تھی۔!"

"خواب میں ہوئی ہوگی۔!" اس نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا اور تیزی سے مڑ کر بھیڑ میں غائب ہو گیا۔

"کمال ہے!" فوزیہ شلی کی طرف دیکھ کر بولی۔ "اُس نے ہمیں پہچاننے ہی سے انکار کر دیا۔!"

"میرے پلے نہیں پڑا یہ آدمی....!"

"تم نے خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ انہی چاروں کا ساتھی معلوم ہوتا ہے۔!"

"لیکن وہ محض خیال ہی تھا۔ اگر حقیقت ہوتی تو اتنی آسانی سے پیچھا نہ چھوڑ دیتا۔!" شلی نے کہا۔

"تو پھر اُس نے ہمیں پہچاننے سے انکار کیوں کر دیا۔!"

"ہم نے بڑا اچھا برتاؤ کیا تھا اُس کے ساتھ کہ ہمیں سر پر اٹھائے پھرتا۔!"

"واقعی بڑی سرد مہری کے ساتھ تم نے اُسے گھر سے نکالا تھا۔!"

"اب سوچ کر افسوس ہوتا ہے۔!"

"آج اخبار میں اُن چاروں کے متعلق کوئی خبر نہیں تھی۔!"

"خبر کیا ہوتی.... ہوش میں آنے کے بعد وہاں سے نو دو گیارہ ہو گئے ہوں گے۔!"

"لیکن یہ تو طے شدہ ہے کہ وہ تمہیں پہچانتے ہیں۔!"

"پہچانتے ہوں گے....!" شلی نے لاپرواہی سے کہا۔ "اگر اب کبھی مڈ بھیڑ ہو گئی تو واقعی ایک آدھ کی جان جائے گی۔!"

دفعتاً مائیکروفون جاگ اٹھا۔ کوئی کہہ رہا تھا۔ "خواتین و حضرات! براہِ کرم آپ جہاں ہیں وہیں ٹھہریں۔ گیلری کے سارے دروازے پولیس نے بند کرا دیئے ہیں۔ کیونکہ یہاں ایک قتل ہو گیا ہے۔!"

"قق.... قتل....!" فوزیہ ہکلائی اور بوکھلائے ہوئے انداز میں شلی کی طرف دیکھنے لگی۔

پوری بھیڑ میں بے چینی پھیل گئی تھی۔ لوگ اونچی آوازوں میں گفتگو کرنے لگے تھے پھر ذرا ہی سی دیر میں آرٹ گیلری مچھلی بازار بن کر رہ گئی۔

"یہ تو بہت بُرا ہوا.... پتا نہیں یہاں کتنی دیر لگ جائے۔!" فوزیہ منمنائی۔

"مگر قتل کیوں....؟ یہاں قتل کا کیا کام....!" شلی نے اپنی پیشانی مسلتے ہوئے کہا۔

"پولیس نے دروازے کیوں بند کرا دیئے ہیں... کیا قاتل قتل کے بعد یہاں ٹھہرا ہو گا۔!"

"ضابطے کی کارروائی تو ہوتی ہی ہے۔!"

"مجھے ٹھیک نو بجے گھر پہنچنا تھا.... اب میں کیا کروں....!"

دفعتاً عمران پھر دکھائی دیا... قریب سے گذر ہی رہا تھا کہ شلی نے ہاتھ بڑھا کر اُس کا بازو پکڑ لیا۔

وہ اس طرح اچھلا جیسے بے خیالی میں شلی کو پولیس سمجھا ہو۔

"اوہ.... میرے خدا....!" وہ شلی کی طرف مڑ کر ہانپنے لگا۔

"تم بہت زیادہ خائف نظر آ رہے ہو....!" شلی نے کہا۔

"نن.... نہیں.... میں کیوں خائف نظر آؤں گا....!" وہ ہانپتا ہوا بولا اور فوزیہ نے کہا۔

"اپنی حالت پر قابو پانے کی کوشش کرو.... ورنہ پولیس شبہے میں دھر لے گی۔!"

"تمہیں معلوم ہے کہ لاش کہاں ہے....!" شلی نے پوچھا۔

"ٹوائیلٹ میں....!"

"عورت ہے یا مرد....!"

"مرد ہے.... آخر اُسے یہاں آنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔!"

"ظاہر ہے کہ اب وہ اس سوال کا جواب نہیں دے سکے گا۔!"

"پہلے ہی کسی کو بتا دیا ہوتا۔!" اس نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"اب تم ہمارے ہی ساتھ رہو....!"

"اس سے کیا ہو گا....!"

"تمہاری تنہائی رفع ہو جائے گی.... اور ہمیں ایک مرد کا سہارا مل جائے گا۔!"

"مم.... میں.... ابھی مرد نہیں ہوا....!"

"کیا مطلب....؟"

"خدا جانے....!" وہ اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔ "میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔!"

"کیا واقعی تم نے اُسے قتل کیا ہے۔!" شلی نے آہستہ سے پوچھا۔

"مم.... میں.... کیوں....!"

"تم سے کیا بعید ہے.... اُسے ٹوائیلٹ میں دیر لگی ہو.... اور تمہیں غصہ آ گیا ہو۔ پھر جیسے ہی اس نے باہر نکلنے کی کوشش کی تو اُسے دھکیل کر اندر گھسے اور گلا دبا دیا۔!"

"ارے بس جاؤ....!" وہ ہاتھ نچا کر بولا۔ "اس کی کنپٹی میں سوراخ ہو گیا ہے۔!"

"گولی ماری گئی ہے۔!"

"اور کیا....!"

"لیکن فائر کی آواز تو نہیں سنی گئی۔!"

"ارے اُس نے پستول کی نال پر وہ پھکنی چڑھا لی ہو گی جس سے آواز نہیں ہوتی.... میں نے انگلش فلموں میں دیکھا ہے۔!"

"پھکنی....!" فوزیہ ہنس کر بولی۔ "اُسے سائیلنسر کہتے ہیں۔!"

"کہتے ہوں گے....!" وہ جھنجھلا کر بولا۔

"تو تم نے لاش دیکھی ہے....!" شلی نے پوچھا۔

"دور سے دیکھی ہے....!"

"آخر یہ لوگ ہمیں روکے رکھ کر کیا کریں گے۔!"

"لاش کی شناخت کرا رہے ہیں.... لیکن ابھی تک اُسے کوئی نہیں پہچان سکا۔!"

"ارے تو کیا وہ لاش ہمیں بھی دکھائی جائے گی۔!"

"یہی ہو رہا ہے.... دو دو آدمی ٹوائیلٹ میں لے جائے جا رہے ہیں۔ لاش دکھائی جاتی ہے اور پھر انہیں باہر نکال دیا جاتا ہے۔!"

"اس طرح تو صبح ہو جائے گی.... خاصی بھیڑ ہے۔!" شلی نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"فنونِ لطیفہ سے محظوظ ہونے کے لئے تھوڑی تکلیف بھی اٹھانی پڑتی ہے۔!" فوزیہ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"شاید آپ کو فنون چچی جان سے دلچسپی نہیں ہے۔!"

"یہ کون سے فنون ہوتے ہیں....!" شلی اُسے گھورتی ہوئی بولی۔

"میں بزرگوں کے نام نہیں لیتا۔!" عمران شرما کر بولا۔

"کیابات ہوئی....!"

"فنون کے ساتھ آپ جو لفظ بولی تھیں وہ میری چچی جان کا نام ہے۔!"

"اوہ.... لطیفہ....!" فوزیہ ہنس پڑی۔

"جی ہاں....!" عمران مزید جھینپ کر بولا۔

"اوہ... تو آپ کوئی لطیفہ سناتے وقت لوگوں سے کہتے ہوں گے کہ آپ ایک چچی جان سنئے۔!"

"اس دشواری کی بناء پر سناتا ہی نہیں ہوں....!"

شلی اُسے عجیب انداز میں گھورے جا رہی تھی۔ فوزیہ کے کچھ کہنے سے قبل بولی۔ "تمہارا قیام کہاں ہے۔!"

"اسی ہوٹل کے ایک کمرے میں....!"

آرٹ گیلری کے اوپر کی تین منزلیں ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل پر مشتمل تھیں..... اور وہ "ہوٹل آرٹ سرکل" کہلاتا تھا۔

شلی عمران کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔ "واقعی خاصے مالدار معلوم ہوتے ہو۔!"

"بھینسیں نہ ہوتیں تو میں کچھ بھی نہ ہوتا۔!"

"غالباً پلے بھی ہو بھینس ہی کے دودھ پر....!" فوزیہ ہنس کر بولی۔

"اس وقت میں بھینسوں کی فارمنگ نہیں کرتا تھا۔ کیا آپ نے ٹی وی پر وہ اعلان نہیں سنا کہ اگر ماں کا دودھ میسر نہ ہو تو والد صاحب کے لئے بھینس کا انتظام کیجئے۔!"

"کہاں کی اوٹ پٹانگ ہانکنے لگے....!" شلی بولی۔ "مسئلہ یہ ہے کہ ہم لوگ باہر کیسے نکلیں... پولیس کا یہ طریق کار تو صبح کر دے گا۔!"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ میں پولیس آفیسر کے آگے روؤں اور گڑگڑاؤں اور اسے اُس کے والدین یاد دلا کر اپیل کروں کہ تم بیچاریوں پر رحم کرے۔!"

"ہم بیچاریاں نہیں ہیں....!" فوزیہ بھنا کر بولی۔

"اچھا تو پھر میں بیماریاں کہہ دوں گا۔!"

"تم حد سے بڑھ رہو....!" فوزیہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"میں تو اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں کھسکا۔!"

"اوہ... کیا رکھا ہے ان باتوں میں!" شلی نے کہا۔ "ہمیں یہاں سے نکالنے کی کوئی تدبیر سوچو!"

"سوچ لی....!"

"کیا سوچا....!"

"وہ جو پولیس والا صدر دروازے پر کھڑا ہے اُس کی کنپٹی پر ایک ہاتھ جڑ دوں پندرہ منٹ سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گا۔ سرکش بھینسوں کو میں اسی طرح بیہوش کیا کرتا ہوں۔!"

"کیا بات ہوئی....!"

"ارے وہ بیہوش ہو کر گرے گا اور تم اُدھر ہی سے نکل جانا....!"

"ہمیں بھی مصیبت میں پھنسواؤ گے۔!"

"دوسری تدبیر یہ ہے کہ تم یہاں کسی کی جیب کاٹو اور میں شور مچادوں.... اس طرح پولیس والے خود ہی تمہیں باہر لے جائیں گے۔!"

اتنی سادگی سے یہ بات کہی گئی تھی کہ دونوں ہنس پڑیں.... اور فوزیہ نے کہا "جان پہچان پرانی ہوتی تو میں تمہیں مار بیٹھتی۔!"

"مار بیٹھنے کے لئے مجھ سے تو اتنا انتظار نہیں ہو سکتا۔" وہ مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ اس کی آنکھیں سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ پھر دفعتاً اس نے پوچھا "تمہارے پاس کوئی نوکیلی چیز ہے؟"

"کیا مطلب....!" شلی کا انداز جارحانہ ہو گیا۔

"میرا مطلب کوئی ایسی نوکیلی چیز جو قفل کے سوراخ میں جا سکے۔!"

"اُس سے کیا ہو گا....!"

"ہم لوگ نہایت خاموشی سے نکل جائیں گے.... کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو گی۔!"

"میرے پاس ایک ایسا چاقو ہے جس میں اسکریو ڈرائیور اور کارک اسکریو بھی لگا ہوا ہے۔!" فوزیہ نے کہا۔

"بب... بس کام چل گیا!" وہ خاموش ہو کر بولا۔ "چاقو مجھے دو اور میرے پیچھے پیچھے چلی آؤ!"

فوزیہ نے شلی کی طرف دیکھا اور وہ سر ہلا کر بولی۔ "کیا حرج ہے۔!"

فوزیہ نے اپنے پرس سے چھوٹا سا چمکدار چاقو نکال کر عمران کے حوالے کر دیا۔

"اِدھر اُدھر دیکھنے کی ضرورت نہیں.... بس سیدھی میرے پیچھے چلی آنا....!" کہتا ہوا وہ

ایک طرف بڑھ گیا۔

وہ بھیڑ سے کٹ کر ایک سنسان راہداری میں پہنچا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ یہ دونوں بھی اُس کے پیچھے تھیں۔

پھر وہ بائیں جانب مڑا اور رک کر بولا۔ "تم دونوں یہاں رک کر دیکھتی رہو کہ کوئی ادھر آتا تو نہیں ہے.... کوئی نظر آئے تو مجھے اشارہ کر دینا۔!"

وہ دونوں رک گئیں اور عمران راہداری کے موڑ کے قریب ہی والے ایک دروازے کے قفل پر جھک پڑا۔

"یہ آخر کر کیا رہا ہے....!" شلی بڑبڑائی۔ "کہیں واقعی کسی بڑی دشواری میں نہ ڈال دے۔!"

"بس دیکھے جاؤ.... اپنی نوعیت کا ایک آدمی معلوم ہوتا ہے۔!" فوزیہ ہنس کر بولی۔

اتنے میں عمران نے انہیں قریب آنے کا اشارہ کیا۔ دروازہ کھول لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وہ قریب پہنچیں تو بولا۔

"اندر چلو....!"

کمرے میں اندھیرا تھا۔ وہ ہچکچائیں.... اور عمران نے کہا۔ "اب اگر یہاں اس حال میں دھر لئے گئے تو تینوں جیل جائیں گے۔!"

وہ بوکھلا کر کمرے میں داخل ہو گئیں.... عمران اُن کے پیچھے تھا.... دروازہ بند کر کے اُس نے بائیں جانب دیوار پر سوئچ بورڈ ٹٹول کر سوئچ آن کر دیا۔ کمرے میں روشنی ہوتے ہی اُن دونوں نے اطمینان کا سانس لیا۔

"یہاں کیوں لے آئے ہو....!" فوزیہ نے سوال کیا۔

"میں جہاں بھی جاتا ہوں اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ہوں۔ یہ ہمارے آرٹسٹ مسٹر سہراب کا دفتر ہے۔!"

"تو پھر.... اس میں آنکھیں کھلی رکھنے کی کیا بات ہوئی۔!"

"اوہ.... میرا دماغ بھی گھوم جاتا ہے۔ میں سمجھ رہا تھا کہ شائد بھینسوں سے مخاطب ہوں۔ واقعی یہ بات تم دونوں کی سمجھ میں آنے والی نہیں ہے۔!"

آگے بڑھ کر اُس نے رائیٹنگ ٹیبل کے عقب والا دروازہ کھولا ادھر بھی اندھیرا تھا.... لیکن

پھر روشنی ہو گئی۔

"آگے بڑھو بھئی....!" عمران مڑ کر بولا۔

دونوں نے بے بسی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور اُس دروازے سے بھی گذر کر چکر دار زینوں تک جا پہنچیں۔

"یہ چور زینہ ہے۔!" عمران نے کہا۔ "اس کے ذریعے ہم کسی کے علم میں آئے بغیر ہوٹل کی پہلی منزل پر جا پہنچیں گے۔ ذرا جلدی کرو.... ٹھہرو میں آگے چل رہا ہوں۔!"

اُس نے پہلے زینے پر قدم رکھ دیا.... اور پھر وہ اُس کی تقلید کرنے لگیں۔

زینوں کا قطر اتنا ہی تھا کہ ایک زینے پر ایک وقت میں ایک ہی آدمی کھڑا ہو سکتا تھا۔

پہلی منزل تک پہنچتے پہنچتے بُری طرح ہانپنے لگیں اور پہنچ کر عمران کو ایک بار پھر چاقو کا باریک سا اسکریو ڈرائیور ایک دروازے کے قفل پر آزمانا پڑا پھر دروازہ کھلنے میں دیر نہیں لگی تھی۔

اب وہ پھر ایک پتلی سی راہداری میں کھڑے تھے۔ عمران نے ایک جانب ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"آگے خواتین کا ٹوائیلٹ ہے.... آپ دونوں وہاں ہاتھ منہ دھوئیے.... میک اپ درست کیجئے اور پھر نہایت اطمینان سے رخصت ہو جائیے.... کوئی کچھ نہ کہے گا۔!"

"اب ہم اتنی آسانی سے رخصت نہیں ہوں گی....!" شلی مسکرا کر بولی۔ "ہمیں اپنے کمرے میں لے چلو....!"

"ارے باپ رے....!" وہ پیٹ پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

"کیا ہم سے ڈرتے ہو.... چلو آگے بڑھو....!" فوزیہ اُسے دھکیلتی ہوئی بولی۔

"کہاں چلوں....!"

"اپنے کمرے میں....!"

"ایک بار پھر ارے باپ رے....!"

"چلو.... چلو....!" شلی نے بھی اُسے دھکا دیا.... اور پھر وہ لفٹ کے قریب آرکے۔

"تیسری منزل پر کمرہ ہے....!" عمران بے دلی سے بولا۔

تیسری منزل پر پہنچ کر فوزیہ نے کہا۔ "کہیں مونالیزا کی نواسی بھی نہ یہیں مقیم ہو۔!"

"میں نے اُسے دیکھا ہے....!" عمران بولا۔

"کہاں....؟" شلی نے سوال کیا۔

"اسی ہوٹل میں وہ بھی مقیم ہے....!"

"ہمیں بھی دکھاؤ....!" فوزیہ نے کہا۔

"یہ دوسری ہوئی....ابھی میرے کمرے میں جارہی تھیں اب میں انہیں مونالیزا کی نواسی دکھاتا پھروں۔!"

"چلو....چلو....کمرے میں چلو....!" شلی نے کہا۔

وہ آگے بڑھا اور پھر ایک کمرے کے دروازے پر رک کر بولا۔ "کتنی دیر قیام فرمائیں گی۔!"

"جب تک ہمارا دل چاہے گا۔!"

"تو یہ والدین کی خفگی کا اندیشہ محض دکھاوا تھا۔!"

"ہم کسی سے بھی نہیں ڈرتے....!" فوزیہ اکڑ کر بولی۔

"سسرال میں ایسی مار پڑے گی کہ چوکڑی بھول جاؤ گی۔!"

"فضول باتیں کرو گے تو جبڑے پر گھونسہ رسید کردوں گی۔!"

"چلو کمرہ کھولو....!" شلی نے اُس کے شانے پر تھپکی دی اور وہ اس طرح اچھل پڑا جیسے شانے پر بجلی گری ہو۔

کمرہ کھول کر اندر داخل ہوا اور دیوار پر ٹٹول کر روشنی کا سوئچ آن کردیا اور مڑ کر بڑے ادب سے بولا۔ "تشریف لائیے۔!"

وہ کمرے میں داخل ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگیں اور عمران نے کہا۔ "یہاں دیواروں پر چھپکلیاں نہیں پائی جاتیں۔!"

"تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو....!" فوزیہ پھر جھنجھلا گئی۔

"ایک ناقص العقل مرد....!"

"باتوں میں وقت نہ ضائع کرو....روم سروس پر فون کر کے ہمارے لئے کھانا منگواؤ۔!" شلی نے کہا۔

"ڈائننگ ہال میں کیوں نہ چلیں....!"

"یہیں بیٹھیں گے....!" شلی آنکھیں نکال کر بولی۔

"جیسی تمہاری مرضی....!" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔ "تم لوگوں سے بہت ڈر معلوم ہوتا ہے۔ اگر کل میں دخل اندازی نہ کرتا تو تم نے ان میں سے ایک آدھ کو مار ہی ڈالا ہوتا۔!"

"اوہو....تو اس لئے تم پلٹ آئے تھے۔!"

"بالکل....ورنہ تم دونوں پھانسی پر لٹک رہی ہوتیں....!"

"ہمیں بچانے کے لئے نہیں آئے تھے۔!"

"ہرگز نہیں....!"

"تو وہ تمہارے ساتھی تھے۔!"

"لاحول ولا قوۃ....تمہاری سمجھ میں میری بات کیوں نہیں آتی۔!"

"کسی ترجمان بھینس کو پکڑ لاؤ....!" فوزیہ ہنس کر بولی۔

"بھینس کا طعنہ مت دینا....!" عمران انگلی اٹھا کر بولا۔ "میں اس معاملے میں بے حد حساس واقع ہوا ہوں۔!"

"خود بھی عقلی طور پر بھینس ہو کر رہ گئے ہو۔!"

عمران اُسے غصیلے انداز میں دیکھ کر رہ گیا اور شلی بولی۔ "منگواتے ہو کھانا یا میں مچاؤں شور!"

"ارے باپ رے....یہ بات....!"

"بالکل یہی بات ہے۔!" وہ فون کی طرف انگلی اٹھا کر بولی۔

"اچھا....اچھا....!" وہ فون کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "لیکن کل تم نے مجھے بھوکا پیاسا اپنے گھر سے نکال دیا تھا۔!"

"میں گذرے ہوئے کل کیطرف دیکھنا پسند نہیں کرتی۔ آئندہ کل میرے ہی گھر پہ کھالینا۔!"

عمران روم سروس کو فون کر کے مینو کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگا۔

"صرف پران اور رشین سلاد منگوالو....!" شلی نے کہا۔

"اور....تم کیا کھاؤ گی....!" عمران نے ماؤتھ پیس پر ہتھیلی رکھ کر فوزیہ سے پوچھا۔

"میں بھی....یہی کھالوں گی۔!"

"لیکن افسوس میری پسندیدہ چیزیں یہاں نہیں ملتیں....!" عمران نے کہا اور روم سروس کو آرڈر پلیس کرنے لگا۔

ریسیور رکھ کر واپس آیا تو فوزیہ نے پوچھا۔ "بھلا تمہاری پسندیدہ غذا کیا ہے۔!"

"بیسنی روٹی اور لہسن کی چٹنی....!"

"اس معاملے میں بھی بھینس ہی ثابت ہوئے۔!" فوزیہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"دیکھئے انہیں سمجھائیے محترمہ چلی....!"

"محترمہ شلی....!" شلی غرائی۔

"اوہ.... آئی ایم سوری.... مجھے نام ٹھیک سے یاد نہیں رہتے۔!"

"میرا کیا نام ہے....!" فوزیہ نے اُسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"پپ.... پلٹینہ.... شاید....!"

"پلٹینہ....!" شلی ہنس پڑی۔ "بہت خوبصورت نام ہے۔!"

"میرا نام فوزیہ ہے....!" وہ پیر پٹخ کر بولی۔

"ارے توبہ....!" عمران دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹتا ہوا بولا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اپنے دماغ کا کیا کروں.... فوزیہ پر فوج یاد آتی ہے.... اور پھر دونوں گڈ مڈ ہو کر پلٹن کی شکل اختیار کر لیتے.... پھر پلٹن سے پلٹینہ.... سوری مس فوزیہ....!"

"اب تمہارا کیا خیال ہے....!" فوزیہ نے شلی سے پوچھا۔

"نفسیاتی کیس....!"

"کیا....!" عمران منہ پھاڑ کر رہ گیا۔

"کومپلکسز اینڈ فوبیاز....!"

"کیا.... کیا.... کیا....!"

"پرابلم چائلڈ بھی....!"

"میں سر کے بل کھڑا ہو جاؤں گا....!" عمران نے دھمکی دی۔

"مالیخولیا کی ابتدائی علامت....!"

عمران ٹھنڈی سانس لے کر بیٹھ گیا اور مری مری سی آواز میں پوچھا۔

"تمہارے ڈیڈی کیا کرتے ہیں....!"

"محکمہ خارجہ کے سیکریٹری ہیں....!" شلی نے کہا۔

"تب تو یہاں نہ رہتے ہوں گے۔!"

"ظاہر ہے کہ ان کا قیام دارالحکومت ہی میں رہتا ہوگا۔!"

"غالباً اسی لئے تم نفسیات میں پریکٹس کرنے لگی ہو۔!"

"کیا مطلب....؟"

"اور آپ کے ڈیڈی....!" عمران نے اُس کی بات کا جواب دیئے بغیر فوزیہ سے پوچھا۔

"مر گئے۔!"

"الحمد للہ....!"

"بالکل نہیں مر گئے....!"

"خوب خوب.... یعنی کہ....؟"

"شاعر ہیں.... آئے دن مرا کرتے ہیں....!"

"سبحان اللہ....!"

"کیا مُلّوں کی طرح حلق پر زور دے رہے ہو....!"

"ضروری ہے.... ورنہ شیطان گھس آئے گا.... اور میں نہیں چاہتا کہ اس وقت شیطان یہاں آجائے۔!"

"بالکل ہی بیک ورڈ معلوم ہوتے ہیں....!" فوزیہ نے بُرا سا منہ بنا کر شلی سے کہا۔

کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے....؟" عمران نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"روم سروس.... جناب....!"

"آجاؤ....!"

ویٹر نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور کھانے کی ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"بس جاؤ.... ہم خود ہی اپنی مدد کرلیں گے....!" عمران نے کہا اور ویٹر کے چلے جانے کے بعد شلی سے پوچھا۔ "کھانے سے پہلے کچھ پیتی پلاتی بھی ہو یا نہیں....!"

"میں نے یہ آزاد خیالی شراب پینے کے لئے نہیں اختیار کی....!"

"اور تم....!" عمران نے فوزیہ سے سوال کیا۔

"ہماری موجودگی میں تم بھی نہیں پیؤ گے....!" فوزیہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"بھینسوں سے غم غلط کرنے والے پینے پلانے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میں نے تو تم لوگوں سے اخلاقاً پوچھ لیا تھا۔ اچھا چلو شروع کردو....!"

کھانے کے دوران میں مونالیزا کی نواسی کا ذکر چھڑ گیا.... اور شلی نے کہا۔ "اگر آج یہ واقعہ نہ ہو گیا ہوتا تو سہراب مجھے اس سے ضرور ملوا دیتا۔!"

"اوہ.... تو اُس سے تمہاری ملاقات ہے....!" عمران نے پوچھا۔

"ہاں کیوں نہیں.... وہ مجھے اُس سے تنہائی میں ملوانے والا تھا....!"

"اس حد تک تعلقات ہیں سہراب سے....!"

"قطعی نہیں.... اس سے صرف دو ہی ملاقاتیں ہوئی ہیں۔!"

"اور وہ اس حد تک چلا گیا۔!"

"یہاں ہمارا گھرانا خاص پوزیشن کا مالک ہے۔!"

"اچھا.... اچھا میں سمجھ گیا....!" عمران نے پرتشویش لہجے میں کہا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "اُسے اس کا علم نہ ہونے پائے کہ ہم اُس کے دفتر میں غیر قانونی طور پر داخل ہو کر چور زینے سے اوپر آئے تھے۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا....!" شلی نے کہا۔ "لیکن کیا اُسے اُس کا پتا نہ چل جائے گا تم دروازہ کھلا ہی چھوڑ آئے ہو گے۔!"

"ہرگز نہیں.... نہ دروازہ کھلا چھوڑا تھا اور نہ روشنی ہی رہنے دی تھی۔ اُس کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو سکے گا۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کس قسم کے آدمی ہو....!"

"میں تو خود کو آدمی ہی نہیں سمجھتا پھر قسم کا تعین کیسے ہو سکے گا۔!"

"بالکل ٹھیک.... بھینس ہو تم.... اور بھینس کی صرف دو اقسام ہیں کالی بھینس یا سفید بھینس....!" فوزیہ بولی۔

"کیا مجھے اس بات پر ہنسنا چاہیئے....!" عمران نے شلی سے پوچھا۔

"میں اس وقت بالکل سنجیدہ ہوں....!" جواب ملا۔

"تو پھر مجھے تمہارے سلسلے میں کیا کرنا چاہیئے....!"

"میں نے تسلیم کیا کہ تم اُن چاروں کے ساتھی نہیں تھے۔ لیکن کیا یہ غلط ہے کہ تم ہمارا تعاقب کر رہے تھے۔ پھر ایک جگہ تم نے ہمیں اوورٹیک کرنے کی کوشش کی تو مجھے غصہ آ گیا۔!"

"اوورٹیک کرنے والے کو سائیڈ نہیں مارا کرتے۔!"

"تو تمہیں اعتراف ہے کہ ہمارا تعاقب کر رہے تھے۔!"

"ہرگز نہیں.... اگر اتفاقاً میری گاڑی تمہاری گاڑی کے پیچھے ہو تو اسے عمداً تعاقب نہیں کہا جا سکتا۔ میں جلدی میں تھا اس لئے آگے نکل جانا چاہتا تھا۔ لیکن تم نے چھیڑ خانی شروع کر کے میرے لئے لجانے اور شرمانے کا موقع فراہم کر دیا۔ پھر کہاں کا کام اور کہاں کی جلدی۔!"

"بات حلق سے نہیں اُترتی....!"

"کھانے کے ساتھ نہیں اُترے گی.... بعد میں ٹرائی کرنا....!"

"تم بیوقوف بھی نہیں معلوم ہوتے....!"

"قطعی نہیں.... صرف تھوڑا سا بھینسایا ہوا ہوں....!"

"تمہیں اس عمارت سے متعلق اتنی معلومات کیونکر حاصل ہو گئیں.... میرا خیال ہے عام طور پر لوگ نہ جانتے ہوں گے کہ سہراب کے دفتر میں کوئی چور زینہ بھی موجود ہے۔!"

"سہراب کو میں اُس وقت سے جانتا ہوں جب وہ پی ڈبلیو ڈی کی ٹھیکیداری کرتا تھا۔!"

"میرے لئے نئی اطلاع ہے....!"

"اور آج سے ہفتہ قبل کوئی یہ نہیں جانتا تھا کہ سہراب آرٹسٹ بھی ہے۔!"

"ہاں اس نمائش سے قبل میں نے کبھی اس کا نام نہیں سنا....!"

"پی ڈبلیو ڈی کے ٹھیکیداروں سے کسی کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ ہوٹل سہراب ہی کی نگرانی میں تعمیر ہوا تھا.... اور اس کا نچلا حصہ جسے اب آرٹ گیلری کی شکل دے دی گئی ہے پہلے صرف کار پارکنگ کے کام آتا تھا۔"

"مجھے علم ہے میں یہیں کی باشندہ ہوں....!"

"آپ کے ڈیڈی دارالحکومت میں تنہا کیوں رہتے ہیں....!"

"ان کی مرضی....!"

"خیر.... خیر.... میں خواہ مخواہ نجی معاملات میں ٹانگ اڑا رہا ہوں۔!"

"یہ بھی شاید بھینسوں ہی کی خصلت ہے۔!" فوزیہ بولی۔

"جی نہیں بھینسوں سے زیادہ لاتعلقی میں نے اور کسی جاندار میں نہیں دیکھی....!"

"بس اب تم لوگ بھینس کا نام مت لینا....!" شلی فوزیہ کی طرف دیکھ کر غرائی۔

"تو کیا تم لوگ کبھی دارالحکومت میں نہیں جاتے۔!" عمران نے ایسے انداز میں شلی سے سوال کیا جیسے اُس کی توجہ فوزیہ کی طرف سے ہٹانا چاہتا ہو۔

"کیوں نہیں... جب بھی دل چاہتا ہے چلے جاتے ہیں.... ڈیڈی سے ہمارا جھگڑا تو نہیں ہے۔ بس گرینڈ فادر دارالحکومت میں نہیں رہنا چاہتے۔ اس لئے ہمیں ان کے ساتھ رہنا پڑتا ہے۔!"

"تب تو تم لوگ بہت اچھے ہو ورنہ ایک بوڑھے آدمی کے جذبات کا احترام کون کرتا ہے۔!"

"ہم دادا جان کو بہت چاہتے ہیں۔!"

"اچھا اب یہ بتاؤ اس وقت سہراب نے تمہیں آرٹ گیلری میں دیکھا تو نہیں تھا۔!"

"میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی۔!"

"لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ تم سے کیا ہوا وعدہ بھولا نہ ہوگا۔!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....!" وہ اُسے گھور کر بولی۔

"اگر اُس نے تمہیں دیکھ لیا ہوگا تو بھیڑ ختم ہونے کا انتظار کر رہا ہوگا۔ لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ اب تم دونوں اس طرح یہاں سے روانہ ہو جاؤ کہ اُس کی نظر تم پر دوبارہ نہ پڑنے پائے۔!"

"آخر کیوں....؟"

"وہ الجھن میں پڑ جائے گا کہ آخر تم پولیس کی نظر میں آئے بغیر آرٹ گیلری سے کیوں کر نکل سکیں اور یہ ایک قتل کا معاملہ ہے محترمہ شلی....!"

فوزیہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور اُس نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ "بات تو ٹھیک کہہ رہے ہیں۔!"

شلی کچھ سوچ رہی تھی چونک کر بولی۔ "آخر وہ کون تھا؟ اور اُسے یہیں کیوں قتل کیا گیا۔!"

"صبح اخبارات میں اس سے متعلق کچھ نہ کچھ ضرور دیکھو گی۔!"

"لیکن ہم کس طرح باہر نکلیں کہ اُسے خبر نہ ہونے پائے....!" فوزیہ نے سوال کیا۔

"یہ مجھ پر چھوڑ دو.... جب یہ ہوٹل زیر تعمیر تھا تو مزدوروں کی چائے کے لئے میں ہی دودھ وغیرہ سپلائی کیا کرتا تھا۔!"

فوزیہ اُسے عجیب نظروں سے دیکھ کر رہ گئی۔

اُن کی گاڑی سڑک کے کنارے ایک نیم روشن جگہ پر کھڑی تھی ہوٹل سے نکل کر وہ اُس میں آ بیٹھیں۔ عمران گاڑی تک اُن کے ساتھ نہیں آیا تھا۔ لیکن ہوٹل سے اس طرح نکال لایا تھا کہ کسی کی نظر اُن پر نہیں پڑی تھی۔

شلی نے گاڑی اسٹارٹ کی اور فوزیہ نے کہا۔ "اب مجھے پرنس اسٹریٹ میں اتار دینا وہاں سے گھر چلی جاؤں گی۔!"

"گھر ہی پر کیوں نہ اُتار دوں....!"

"نہیں ذرا ایک کام ہے....!"

"تمہاری مرضی.... لیکن یہ شام بُری طرح تباہ ہوئی....!"

"اور اگر وہ بیچارہ مدد نہ کرتا تو ہم کہیں کے نہ رہتے۔!" فوزیہ نے کہا۔

"یہ آدمی ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آیا....!"

"سمجھ میں تو میری بھی نہیں آیا.... لیکن بُرا آدمی نہیں معلوم ہوتا۔!" فوزیہ بولی۔

"اُس نے سہراب سے متعلق اتنے سوالات مجھ سے کیوں کر ڈالے تھے۔!"

"خدا جانے.... یہ بات میرے پلے بھی نہیں پڑی.... اُوہ.... ادھر کہاں میں نے کہا تھا کہ مجھے پرنس اسٹریٹ میں اُتار دینا....!"

"اوہ.... اچھا....!"

"کس الجھن میں ہو....!" فوزیہ اُسے کنکھیوں سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"قتل....! وہ کون تھا جو اس طرح قتل کر دیا گیا.... اور کیوں....؟"

"تم اپنا سر نہ کھپاؤ.... پولیس پر قوم کی خاصی رقم صرف ہوتی ہے۔!"

"ہاں.... تمہیں کس جگہ اُتاروں.... پرنس اسٹریٹ آ گئی....!"

"بس وہ سامنے ڈرگ اسٹور کے قریب....!"

شلی نے گاڑی فٹ پاتھ سے لگا کر کھڑی کر دی۔

"تم تو گھر ہی جاؤ گی....!" فوزیہ نے پوچھا۔

"ظاہر ہے....!"

فوزیہ اُتری اور گاڑی آگے بڑھ گئی پھر جیسے ہی وہ اگلے موڑ پر نظروں سے اوجھل ہوئی فوزیہ نے ڈرگ اسٹور کی جانب قدم بڑھائے اور کاؤنٹر پر پہنچ کر سیلز مین سے ٹیلی فون کرنے کی اجازت چاہی۔

اُس نے فون اُس کی طرف کھسکا دیا۔ فوزیہ نے کسی کے نمبر ڈائیل کئے اور دوسری طرف سے جواب ملنے پر بولی۔ "اٹ از فوزیہ.... سہراب سے ملاؤ....!"

"ٹھہریئے.... کوشش کرتا ہوں.... وہ ایک دشواری میں پڑ گئے ہیں....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"مجھے دشواری کا علم ہے.... اس کے باوجود ان سے رابطہ ضروری ہے۔!"

"بہتر ہے.... ہولڈ آن کیجئے....!"

"تھوڑی دیر بعد آواز آئی ہیلو فوزیہ.... تم کہاں سے بول رہی ہو۔ میں نے تم لوگوں کو یہاں سے نکلتے نہیں دیکھا۔!"

"تمہارے آفس میں داخل ہو کر پہلی منزل پر پہنچ گئے تھے۔!"

"کیا مطلب....!"

"پوری بات سنو.... میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ تمہارے آفس میں داخل ہو کر یہ امر ممکن ہو جائے گا۔ لیکن جس نے یہ تدبیر بتائی تھی وہ کمرہ نمبر بانوے میں مقیم ہے اسی نے تمہارے آفس کا قفل کھولا تھا۔!"

"کمرہ بانوے میں میرا کوئی شناسا مقیم نہیں ہے۔!"

"لیکن اُس کے قول کے مطابق تم اُس کے لئے اجنبی نہیں ہو۔ تمہیں اُس وقت سے جانتا ہے جب تم پی ڈبلیو ڈی میں ٹھیکیداری کرتے تھے۔!"

"نام بتاؤ....!"

"علی عمران....!"

"میرے لئے بالکل اجنبی ہے۔!"

"اور دوسری بات جس نے پچھلی رات ہمیں اُن غنڈوں سے بچایا تھا۔ وہی تھا۔!"

"بڑی عجیب باتیں کر رہی ہو.... خیر میں دیکھتا ہوں۔!"

"ٹوائیلٹ میں پایا جانے والا کون ہے....!"

"بھلا میں کیا بتا سکتا ہوں.... اُس کی وجہ سے آج کی رات تباہ ہو گئی۔!"

"وہ یہ بھی کہہ رہا تھا کہ آج تم جس کے درشن کرانے والے تھے وہ اس کی جائے قیام سے بھی واقف ہے۔!"

"اوہ اچھا....!" کہہ کر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

کال کا معاوضہ ادا کر کے مڑی تو اپنے پیچھے ایک آدمی کو کھڑا پایا شاید وہ بھی فون کرنا چاہتا تھا۔

وہ فٹ پاتھ پر آکھڑی ہوئی.... دور دور تک کوئی ٹیکسی نہیں دکھائی دیتی تھی۔

دفعتاً ایک گاڑی اُسکے قریب ہی آرکی جسے ایک سفید فام غیر ملکی عورت ڈرائیو کر رہی تھی۔

"کیا لفٹ چاہئے....!" اُس نے فوزیہ سے پوچھا۔ "کدھر جانا ہے۔!"

"ذرا تغلق روڈ تک....!"

"اوہو.... اُدھر سے تو ہمیں گذرنا ہی ہے.... تمہیں ڈراپ کر دوں گی۔!"

"بہت بہت شکریہ....!" کہہ کر فوزیہ نے اگلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور اُس کے برابر بیٹھ گئی۔

"بس دو منٹ لگیں گے.... میرا آدمی ڈرگ اسٹور سے کچھ دوائیں خرید رہا ہے۔!"

"کوئی بات نہیں....!"

"آج شہر ویران ویران سا لگ رہا ہے۔!" غیر ملکی عورت بولی۔

"میرا خیال ہے کہ یہ موسم کی خرابی کا اثر ہے۔!" فوزیہ بولی۔ "کیا تم آسٹریلین ہو۔!"

"اب تو میں یہیں کی شہری ہوں.... کیونکہ میرا آدمی یہیں کا باشندہ ہے۔!"

فوزیہ کچھ کہنے والی تھی کہ وہی آدمی گاڑی کے پاس آکھڑا ہوا جسے ذرا ہی دیر پہلے ڈرگ اسٹور میں دیکھ چکی تھی۔

"ڈارلنگ... انہیں لفٹ دی ہے... تم پیچھے بیٹھ جاؤ....!" غیر ملکی عورت نے اُس سے کہا۔

"اچھا... اچھا....!" کہتا ہوا وہ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر گاڑی میں بیٹھ گیا اور گاڑی حرکت میں آگئی۔

فوزیہ خاموش بیٹھی رہی غیر ملکی عورت بھی اب کچھ بول نہیں رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد

فوزیہ نے محسوس کیا کہ گاڑی تغلق روڈ کی طرف نہیں جارہی۔

"غالباً تمہیں راستے کا اندازہ نہیں ہے۔!" اس نے غیر ملکی عورت سے کہا۔

"اندازہ تو ہے.... لیکن تم وہاں نہیں جارہیں جہاں جانا چاہتی تھیں۔!"

"کک.... کیا مطلب....!" وہ ہکلائی اور ٹھیک اسی وقت کوئی ٹھنڈی سی چیز اُس کی گردن سے آلگی۔

"یہ ریوالور کی نال ہے محترمہ....!" عقب سے مرد کی آواز آئی۔ ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ فوزیہ کے سارے جسم سے پھوٹ پڑا۔

"لل.... لیکن کیوں....؟" بدقت اُس کی زبان سے نکل سکا۔

"وقتی ضرورت.... اگر تم ہم سے تعاون کرتی رہیں تو تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔!"

"کک.... کیسا تعاون....!"

"بس خاموشی سے ہمارے ساتھ چلتی رہو۔ اگر شور مچانے کی کوشش کی تو ٹریگر دبادوں گا۔!"

فوزیہ کچھ نہ بولی۔ بات آہستہ آہستہ اُس کی سمجھ میں آتی جارہی تھی۔ شاید ان دونوں نے ان کا تعاقب ہوٹل کے قریب ہی سے شروع کردیا تھا اور اس شخص نے ڈرگ اسٹور میں اس کی وہ ساری گفتگو سن لی تھی جو اُس نے فون پر سہراب سے کی تھی۔ لیکن اب کیا ہوگا۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی شہر سے باہر نکل آئی اور فوزیہ کا دل حلق میں دھڑکنے لگا۔ ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑگئے پچھلی شب بھی اتنی خوف زدہ نہیں تھی۔ جب اُن وحشت زدہ لڑکوں نے گھیر نے کی کوشش کی تھی۔ ریوالور کی نال بدستور گردن سے لگی رہی۔

دل مضبوط کرنے کی کوشش بھی جاری تھی۔ آخر اُس نے کچھ دیر بعد خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔ "آخر تم لوگ چاہتے کیا ہو۔!"

"فی الحال تمہیں ایک جگہ لے جانا ہے کیوں لے جانا ہے اس کا علم ہمیں نہیں ہے۔!"

گویا کسی اور کے حکم کے تابع ہو۔

"ایسی ہی بات ہے۔ میں نے کہا تھا کہ تمہیں یہ سفر خاموشی سے طے کرنا ہے۔!"

مرد نے کہا اور ساتھ ہی گردن پر ریوالور کا دباؤ مزید بڑھ گیا۔ غیر ملکی عورت لاتعلقی سے ڈرائیو کرتی رہی۔

فوزیہ نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبالیا۔ گاڑی سڑک چھوڑ کر کچے میں چل رہی تھی۔ اس لئے خاصے جھٹکے لگ رہے تھے۔ فوزیہ کا دم نکلا جارہا تھا کہیں ایسے میں بے ارادہ ٹریگر نہ دب جائے۔ ریوالور اب بھی گردن ہی پر رکھا ہوا تھا۔

اس نے جی کڑا کر کے کہا۔ "ریوالور ہٹالو.... اگر میں نے اس ویرانے میں شور بھی مچایا تو مجھے اُس سے کوئی فائدہ نہ پہنچ سکے گا۔!"

"بات معقول ہے....!" کہہ کر مرد نے ریوالور کی نال اُس کی گردن سے ہٹالی۔

آخر یہ کس کی حرکت ہوسکتی ہے۔ فوزیہ مسلسل سوچے جارہی تھی۔ کیا وہ احمق کوئی اہم شخصیت ہے۔ کہیں یہ اُسی کے گرگے تو نہیں.... ہوسکتا ہے کہ وہ آدمی ڈرگ اسٹور میں دیر سے اُس کے پیچھے کھڑا رہا ہو اور اُس نے وہ ساری باتیں سن لی ہوں جو اُس نے فون پر سہراب سے کی تھیں۔ ظاہر ہے کہ وہ احمق ہی کی کہانی اُسے سنا رہی تھی۔

دفعتاً گاڑی جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔ ہیڈ لیمپس کی روشنی ایک چھوٹے سے کچے مکان پر پڑ رہی تھی۔ غیر ملکی عورت نے روشنی بجھا کر انجن بند کردیا اور مرد نے فوزیہ سے کہا۔ "نیچے اُترو۔!"

"آخر کیوں؟ تم کون ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو!" فوزیہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولی۔

"اگر مجھے علم ہوتا تو پہلے ہی بتادیتا۔!"

"کیا بتادیتے....!"

"یہی کہ میں تم سے کیا چاہتا ہوں.... ویسے فی الحال اتنی گذارش ہے کہ میرے کہنے کے مطابق عمل کرتی رہو.... ورنہ بڑے خسارے میں رہو گی۔ گاڑی سے اُتر کر اندر چلو۔!"

"اندر کون ہے....؟"

"تم خواہ مخواہ بات بڑھا رہی ہو۔!"

دفعتاً ایک اور گاڑی بھی اُدھر ہی آتی دکھائی دی اور فوزیہ زور سے چیخی۔ "بچاؤ.... بچاؤ۔!"

گاڑی قریب ہی آرکی اور اُس کے اندر سے آواز آئی۔ "کہاں کہاں اور کس کس طرح بچاتا پھروں.... تم نے تو الجھنیں پیدا کرنے کی قسم کھا رکھی ہے۔!"

آواز اسی احمق کی تھی۔ ایک بار پھر فوزیہ کا دل ڈوبنے لگا۔ وہ گاڑی سے اترتا دکھائی دیا۔ اندھیرے میں شکل تو نظر نہیں آئی تھی۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے....!" وہ دل کڑا کر کے بولی۔

"مجھ سے پوچھ رہی ہو....؟"

"محترمہ....! میں نے کہا تھا کہ گاڑی سے اُتر آیئے۔!" دوسرے آدمی نے کہا۔

لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ آخر اُس نے دروازہ کھولا اور غیر ملکی عورت نے اُسے گاڑی سے باہر دھکیل دیا۔

"یہ کیا بیہودگی ہے....!" وہ زمین پر گر کر چیخی اور ٹھیک اُسی وقت غیر ملکی عورت نے اُس پر چھلانگ لگائی.... وہ پھر چیخی اور غیر ملکی عورت کی گرفت سے نکل جانے کی کوشش کرنے لگی۔

"ہٹ جاؤ....!" عمران بولا۔ "اب وہ ہدایات پر عمل کرے گی۔!"

غیر ملکی عورت اُسے چھوڑ کر ہٹی۔ فوزیہ بدحواس ہو گئی تھی۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا ہو گا۔ بہر حال اٹھ کر ان کے ساتھ اُس کچے مکان میں جانا ہی پڑا تھا۔

یہاں ایک بڑے کمرے میں دو کیروسین روشن تھے اور ایک دیہاتی وضع کا آدمی ایک گوشے میں بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ ان کی آہٹ پر وہ چونکا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔

"اوہ.... یہ کیا ہوا ہے....!" غیر ملکی عورت کہہ کر عمران کی طرف جھپٹی فوزیہ بھی متوجہ ہو گئی۔ اُس نے عمران کے کوٹ کی بائیں آستین پر خون کے دھبے دیکھے۔

"فکر نہ کرو سب ٹھیک ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا اور فوزیہ کو بغور دیکھتا رہا پھر ایک مونڈھے کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ "بیٹھ جاؤ۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ میرے ساتھ اس قسم کا برتاؤ کیوں کیا جا رہا ہے۔!" فوزیہ ڈھٹائی سے بولی۔ نہ جانے کیوں عمران کی شکل دیکھتے ہی ذہن پر چھائی ہوئی سراسیمگی کافور ہو گئی تھی۔

عمران نے اپنا کوٹ اُتارا.... قمیض کی آستین پوری کی پوری خون میں ڈوبی ہوئی تھی۔

غیر ملکی عورت پھر اُس کی طرف جھپٹی۔ لیکن عمران داہنا ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"ٹھہر جاؤ.... اسے بعد میں دیکھیں گے۔!"

"فضول باتیں نہ کرو.... مجھے زخم دیکھنے دو.... گولی لگی ہے کیا....؟"

"چاقو.... ہاں تو محترمہ فوزیہ.... سہراب نے واقعی بڑی پھرتی دکھائی.... مجھ تنہا کے لئے تین آدمی بھیجے تھے۔ تین چاقو باز....!"

"مم.... میں.... کک.... کیا جانوں....!" فوزیہ ہکلائی۔

"سہراب سے شلی کو تمہی نے متعارف کرایا تھا۔!"

"نہیں.... قطعی نہیں.... وہ خود ہی ملی تھی.... میں تو جانتی ہی نہیں سہراب کو....!"

"آگ سے کھیل رہی ہو....!" عمران اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

دفعتاً غیر ملکی عورت نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "جہنم میں جائے سب کچھ مجھے زخم دیکھنے دو۔!"

"جولیا.... پلیز....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "یہ لڑکی اپنے ایک بہت بڑے خسارے سے لاعلم ہے۔ مجھے اس پر رحم آ رہا ہے۔!"

"نیمو....!" جولیا نے اپنے ساتھی کو مخاطب کیا۔ "گاڑی سے فرسٹ ایڈ باکس نکال لاؤ۔!"

گاڑی کی کنجی وہ اُسے تھما کر عمران کی طرف بڑھی اور آستین کا بٹن کھول کر اُسے آہستہ آہستہ اوپر سرکانے لگی۔ عمران کی نظر فوزیہ کے چہرے پر جمی ہوئی تھی اور فوزیہ شاید اپنے کسی خسارے کے حوالے پر مجسم سوال بن گئی تھی۔

جولیا نے بالآخر عمران کی آستین ہی پھاڑ دی.... اور فوزیہ کو اُس کے بائیں بازو کا زخم دور ہی سے نظر آ گیا.... اور اُس نے بوکھلا کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

"زخم گہرا ہے....!" جولیا نے پر تشویش لہجے میں کہا۔ لیکن عمران سنی ان سنی کر کے فوزیہ سے بولا۔ "کیا تمہیں علم ہے کہ آرٹ گیلری میں قتل کیا جانے والا کون تھا۔!"

"مم.... میں کیا جانوں....!"

"تم نے لاش نہیں دیکھی.... لیکن تم اُسے جانتی ہو....!" عمران نے کہا۔ اتنے میں نیمو واپس آ گیا.... اُس کے ہاتھ میں فرسٹ ایڈ باکس تھا۔

"چلو ادھر بیٹھ جاؤ....!" جولیا عمران کو ایک مونڈھے کی طرف دھکیلتی ہوئی بولی۔ اس بار عمران کچھ نہ بولا۔ چپ چاپ جولیا کی ہدایات پر عمل کرتا رہا۔

فوزیہ جہاں کھڑی تھی وہیں کھڑی رہی۔ عمران کے رویئے نے اُس کا اعصابی تناؤ کم کر دیا تھا اور اُس کی خواہش تھی کہ وہ جو کچھ بھی کہنا چاہتا ہے جلدی سے کہہ ڈالے۔

جولیا اسپرٹ سے اُس کا زخم صاف کرنے لگی تھی اور وہ طرح طرح کے منہ بنا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے پھر فوزیہ کو مخاطب کیا۔

"مجھے امید ہے کہ سہراب کے اُن تینوں چاقو بازوں میں سے ایک ضرور ختم ہو چکا ہو گا۔!"

"لل.... لیکن تم اس کی بات کر رہے تھے.... جو قتل کر دیا گیا ہے۔!"

"ہاں.... میں یہ کہہ رہا تھا کہ تم اُسے جانتی ہو....!"

"جانتی ہوں.... تو بتاتے کیوں نہیں....!" وہ کسی قدر جھنجھلا کر بولی۔

"سن کر کلیجہ پھٹ جائے گا.... اور تم مر جاؤ گی۔!"

"میرے پاس فضول باتوں کے لئے وقت نہیں تم لوگ مجھے یہاں دھوکے سے لائے ہو۔ اس کے لئے تمہیں جوابدہ ہونا پڑے گا۔!"

"میں نہیں چاہتا کہ تمہیں کوئی گہرا صدمہ پہنچے لیکن آخر کب تک اسے چھپایا جا سکے گا۔ اچھا تو دل مضبوط کر کے سنو.... وہ تمہارے کزن صمد نظامی کی لاش تھی۔"

"نہیں....!" فوزیہ بے تابانہ انداز میں چیخی۔

"یقین کرو....!"

"تت.... تم.... اُسے کیا جانو....!"

"پچھلے ایک ماہ سے میں سہراب ہی کی فکر میں گھلتا رہا ہوں.... اس لئے اُس سے تعلق رکھنے والے ہر فرد سے واقف ہوں۔!"

"لیکن.... صص.... صمد....!"

"ہاں میں جانتا ہوں کہ صمد کا سہراب سے کوئی تعلق نہیں تھا.... لیکن تم سے تو تھا۔!"

فوزیہ کا چہرہ زرد پڑ گیا اور آنکھوں سے ایسا لگتا تھا جیسے اب کھڑے رہنے کی تاب نہ رہ گئی ہو۔

"انہیں سہارا دے کر مونڈھے پر بٹھا دو....!" عمران نیمو سے بولا۔

"نہیں.... ٹھیک ہے....!" وہ ہاتھ ہلا کر بولی۔ "میں خود بیٹھ جاؤں گی۔!"

پھر وہ لڑکھڑاتی ہوئی مونڈھے کی طرف بڑھی لیکن بیٹھتے وقت فرش پر لڑھک گئی۔

"اسے دیکھو....!" عمران نے جولیا سے کہا جو اُس کے زخم کی ڈریسنگ کر رہی تھی۔

"جہنم میں جائے مجھے بینڈیج کرنے دو....!"

"بے ہوش ہو گئی ہے....!" عمران نے کہا۔

"مر جانے دو....!"

"اسی کی بدولت اس حشر کو پہنچے ہیں جناب....!" سارجنٹ نیمو نے کہا۔

"میں نہیں سمجھی....!"

"اسی نے فون پر نشاندہی کی تھی کہ مسٹر عمران کس کمرے میں مقیم ہیں۔!"

"اوہ....!" جولیا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گئی۔

وہ بینڈیج کر چکی تھی۔ عمران نے خود اٹھ کر فوزیہ کو اٹھانا چاہا۔

"ٹھہرو!" جولیا قہر آلود لہجے میں بولی۔ "وزن اٹھانے سے دوبارہ خون جاری ہو جائے گا۔!"

پھر اُس نے نیمو کی مدد سے اُسے فرش سے اٹھا کر تخت پر لٹا دیا۔

"آخر وہ کون تھا جس کے لئے یہ بیہوش ہو گئی ہے۔!" نیمو نے عمران سے پوچھا۔

"اس کا منگیتر اور محبوب.... عم زاد بھی تھا۔!"

"تو دونوں ہی سہراب کے لئے کام کر رہے تھے۔!"

"نہیں صرف فوزیہ.... اس کے منگیتر کو تو اس پر شبہ ہو گیا تھا اور وہ اس کے علم میں لائے بغیر اس کے اور سہراب کے تعلقات کے بارے میں چھان بین کر رہا تھا۔ لہٰذا سہراب نے اُسے وہیں آرٹ گیلری میں ختم کرا دیا۔ لیکن یہ ابھی محض قیاس ہے ویسے اس پر یقین ہے کہ صمد کا سہراب سے کوئی تعلق نہیں تھا۔!"

"اب اس کا کیا ہو گا....؟" جولیا نے سوال کیا۔

"فی الحال اس کی واپسی ناممکن ہے۔!"

"کیا مطلب....!"

"یہ ہماری تحویل میں رہے گی۔!"

جولیا بُرا سا منہ بنا کر رہ گئی.... اور عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "صفدر اور صدیقی کو فی الحال آرام کرنے دو۔ لیکن اُن کی ضرورت بھی جلد ہی پڑ سکتی ہے۔ بہر حال میں تمہیں مطلع کر دوں گا۔!"

"لیکن تم چلے کہاں....!"

"مجھے تم لوگوں کی تحویل میں نہیں رہنا.... اسے وہیں لے جاؤ.... اور ہوش آنے پر اس سے نہ کسی قسم کی پوچھ گچھ کرنا اور نہ اس کے کسی سوال کا جواب دینا....!"

"میں نے پوچھا تھا کہ اب تم کہاں جاؤ گے۔!"

"پہلے ہسپتال.... پھر اور کہیں....!" کہتا ہوا عمران باہر نکل گیا۔

شلی بے خبر سو رہی تھی۔ دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور اُس نے کروٹ لے کر دوبارہ سو جانے کے لئے کان پر تکیہ رکھ لیا۔ لیکن فون کی گھنٹی بجتی ہی رہی بالآخر جھلا کر اٹھی گھڑی پر نظر ڈالی۔ صبح کے پانچ بجے تھے۔ ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھے ہوئے فون کا ریسیور اٹھایا۔

دوسری طرف سے نسوانی آواز آئی۔ "کون صاحبہ ہیں۔!"

"شلی....!" وہ ماؤتھ پیس میں غرائی۔

"باجی میں رابعہ ہوں.... کیا فوزیہ باجی آپ کے ساتھ ہیں۔!"

"نہیں تو....!" شلی چونک کر بولی۔

"خدا جانے کہاں ہیں!" دوسری طرف سے روہانسی سی آواز آئی۔ "ساری رات گذر گئی۔!"

"کیا وہ گھر پہنچی ہی نہیں.... میں نے نو بجے اُسے پرنس اسٹریٹ میں اُتارا تھا۔!"

"وہ کہاں اُتری تھیں....!"

"یہ تو یاد نہیں.... اُس نے کہا تھا کہ اُسے کوئی کام ہے۔ اُس سے نپٹنے کے بعد وہ خود ہی گھر چلی جائے گی۔!"

"وہ اب تک نہیں آئیں.... ہر جگہ معلوم کر لیا۔ کہیں سے بھی کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملا۔!"

"حیرت ہے۔!"

"اب کہیں اور دیکھتے ہیں....!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

شلی کی نیند غائب ہو چکی تھی۔ اس نے اپنی دوسری ملنے جلنے والیوں کے نمبر ڈائیل کر کر کے فوزیہ کے بارے میں پوچھنا شروع کیا۔ لیکن کوئی کچھ نہ بتا سکی۔!

اس کی الجھن بڑھتی جا رہی تھی۔ پھر ناشتے کی میز پر اخبار دیکھ کر پچھلی رات والا قتل یاد آیا جس کی بناء پر انہیں چوروں کی طرح آرٹ گیلری سے فرار ہونا پڑا تھا۔

جھپٹ کر اخبار اٹھایا۔ آرٹ گیلری والے قتل کی خبر پہلے ہی صفحے پر نظر آئی اور مقتول کی تصویر دیکھ کر تو شاید وہ کچھ دیر کے لئے اپنے حواس ہی کھو بیٹھی تھی۔ وہ صمد نظامی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ صمد نظامی فوزیہ کا کزن اور منگیتر.... جسے فوزیہ بے حد چاہتی تھی۔ خبر کے

مطابق آرٹ گیلری میں موجود کوئی فرد بھی لاش کو شناخت نہیں کر سکا تھا۔ لہٰذا تصویر کا کلوز اپ اسی لئے شائع کیا گیا تھا کہ لاش کی شناخت ہو سکے۔

اس خبر کے نیچے دوسری خبر نظر آئی۔ یہ آرٹ گیلری کے اوپر والے ہوٹل سے متعلق تھی۔ کمرہ نمبر بانوے میں بھی ایک لاش پائی گئی تھی۔ جس کے عین دل کے مقام پر چاقو سے وار کیا گیا تھا۔ اُس لاش کی شناخت ہو گئی تھی۔ شہر کے ایک دس نمبری بدمعاش فرازے کی لاش تھی۔ لیکن اُس شخص کا سراغ نہیں مل سکا تھا جو اُس کمرے میں مقیم تھا۔ ہوٹل کے رجسٹر میں اُس کا نام مرزا طاہر بیگ درج تھا۔ لیکن حلیہ عمران پر فٹ ہوتا تھا۔ تو کیا اُس نے ہوٹل کا کمرہ غلط نام سے حاصل کیا تھا....؟ لیکن کیوں؟ آخر وہ تھا کیا....؟ شلی کا ذہن الجھتا ہی چلا گیا۔ اگر واقعی کوئی اچھا آدمی تھا تو اس کے کمرے میں لاش کیوں پائی گئی اور خود غائب کیوں ہو گیا۔ کہیں صمد نظامی کا قاتل بھی خود وہی نہ رہا ہو۔ خدا کی پناہ.... صمد نظامی قتل کر دیا گیا اور فوزیہ غائب ہو گئی۔ یہ کیا ہو رہا ہے....؟

پوری خبر پڑھے بغیر وہ سوچ میں گم ہو گئی تھی۔ کچھ دیر بعد چونک کر خبر کا بقیہ حصہ دیکھنے لگی اور پھر دفعتاً اُس کے کانوں میں سیٹیاں بجنے لگی تھیں۔ کیونکہ اب خبر کے اُس مرحلے میں تھی۔ جہاں اس کا اور فوزیہ کا ذکر بھی موجود تھا۔ روم نمبر ۹۲ میں اُن کے لئے کھانا لانے والے ویٹر نے ان دونوں کے بارے میں بھی پولیس کو بتایا تھا اور اُن کے حلئے بھی درج کرائے تھے۔

اب کیا ہوگا.... اگر پولیس اُس تک پہنچ گئی۔ کتنی بدنامی ہوگی اور پھر اُس سے فوزیہ کے بارے میں بھی استفسار کیا جائے گا۔ وہ کیا بتائے گی کہ وہ کہاں اور کیوں غائب ہو گئی۔

"تم ناشتہ کیوں نہیں کر رہیں بے بی....!" خانساماں نے کہا۔

"اوہ....!" وہ چونک کر بولی۔ "پتہ نہیں کیوں....؟ بالکل خواہش نہیں ہے۔!"

"طبیعت تو ٹھیک ہے۔!"

"پتا نہیں....!"

"کارن فلیک ہی لے لو تھوڑا سا....!"

"نہیں بھئی....!" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔ شلی ڈرپوک نہیں تھی۔ لیکن پولیس کا معاملہ جگ ہنسائی.... باپ کی پوزیشن کا خیال۔

سڑکوں پر چھیڑ چھاڑ کرتے چلنا اور بات تھی۔ فطرتاً بری لڑکی نہیں تھی۔ البتہ مزاج میں ضد کا عنصر غالب تھا۔ اگر لڑکے چھیڑ سکتے تھے لڑکیوں کو.... تو لڑکیاں کیوں پیچھے رہیں.... اور وہ چھیڑتی کب تھی۔ وہ تو انہیں خوفزدہ کرنے کی کوشش کرتی رہتی تھی۔

لیکن اب کیا ہوگا.... وہ سوچتی اور الجھتی رہی۔ اگر کسی نے اس کی اور فوزیہ کی صحیح نشاندہی کردی تو کیا ہوگا۔ دادا جان تو زندہ ہی دفن کردیں گے۔ وہ اس کی آزاد روی کے پہلے ہی سے مخالف تھے۔ لیکن ان کی لاڈلی بھی تو تھی۔ اس لئے برداشت کر رہے تھے۔

دفعتاً ایک ملازم نے ڈائننگ روم میں داخل ہو کر اطلاع دی کہ اُس کی خواب گاہ والے فون کی گھنٹی بج رہی ہے۔ وہ مضطربانہ انداز میں اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف چل پڑی۔

عجیب سی ہچکچاہٹ کے ساتھ اُس نے فون کا ریسیور کریڈل سے اٹھایا اور ماؤتھ پیس میں بولی۔

"شلی اسپیکنگ....!"

"گڈ....!" دوسری طرف آواز آئی۔

"کون....؟" شلی غرائی۔

"جب سے پیدا ہوا ہوں کسی نہ کسی طرح ملک و قوم کے کام آتا رہا ہوں لہٰذا ایک عدد نغمہ عرض ہے۔!"

احمقوں کی طرح ایک اک کی شکل تک رہا ہوں میں
کبھی ادھر کبھی اُدھر نہ جانے کیوں بھٹک رہا ہوں میں

"اوہ.... سمجھی....!" وہ دانت پیس کر رہ گئی پھر بولی۔ "تو یہ تم ہو....!"

"اور بے حد پریشان ہوں کہ اب تم کیا کرو گی۔ اسی لئے میں تم دونوں کو اپنے کمرے میں نہیں لے جانا چاہتا تھا۔!"

"لل.... لیکن یہ ہوا کیا....!"

"غنڈہ گردی.... اچھا بھلا بیٹھا ہوا تھا کہ تین بدمعاش چاقو سنبھالے ہوئے گھس آئے۔ بس پھر جلدی میں ایک کا کام ہی بن سکا۔!"

"تم آخر ہو کون.... اور یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے.... فوزیہ رات سے غائب ہے۔ میں نے اُسے پرنس اسٹریٹ میں اُتارا تھا۔!"

"گھر ہی پر کیوں نہیں چھوڑا تھا....!"

"اُسے وہاں کوئی کام تھا۔ مجھ پر نہیں ظاہر کرنا چاہتی تھی۔!"

"میں نے یہ بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ اگر تم اپنی اصلی وضع قطع پر آجاؤ تو تمہیں وہ بھی نہ پہچان سکے گا جس نے میرے کمرے میں تمہیں دیکھا تھا۔!"

"کیا کہنا چاہتے ہو....!"

"پتلون اور شرٹ ترک کر کے شلوار قمیض میں آجاؤ.... ہیر اسٹائل بدلو.... یعنی بیچ کی مانگ اور چوٹی.... سر پر دوپٹہ بھی ڈالے رہو تو کیا بات ہے۔ باون کی ہلمین جو میں نے تمہاری کمپاؤنڈ میں کھڑی دیکھی تھی ڈرائیو کرو....!"

"دادا جان کی گاڑی ہے کسی کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دیتے۔!"

"بہر حال وہ گاڑی ہرگز استعمال نہ کرنا جسے اب تک چلاتی رہی ہو۔!"

"کب تک....!"

"جب تک میں نہ کہوں....!"

"تم آخر ہو کون مجھے ڈکٹیٹ کرنے والے....!"

"شیر اں دا شیر....!"

"بکواس بند کرو اور فوراً مجھ سے ملو....!" شلی بھنا کر بولی۔

"بکواس بند ہو سکتی ہے لیکن مجھ سے ملنا خوشی کی بات نہیں....!"

"نہ ملے تو پچھتاؤ گے....!"

"مل کر پچھتا رہا ہوں محترمہ....!"

"میں فوزیہ کے لئے بے حد پریشان ہوں.... جانتے ہو ٹوائیلٹ والا کون تھا۔!"

"نہیں.... کون تھا....!"

"فوزیہ کا منگیتر اور عم زاد....!"

"لیکن تم شناخت اور نشاندہی کی حماقت نہ کر بیٹھنا یہ معاملہ اُسکے اپنے آدمیوں پر چھوڑ دو۔!"

"آخر فوزیہ کہاں غائب ہو گئی۔!"

"تم ہی بہتر اندازہ لگا سکو گی۔ مجھ سے تو دوسری ہی ملاقات تھی۔!"

"میں پوچھتی ہوں تم سے کس طرح ملاقات ہو سکے گی۔ بالمشافہ گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔"

"لائبریری میں آجاؤ....!"

"کیا مطلب.... کس لائبریری کی بات کر رہے ہو....!"

"تمہاری لائبریری کی.... یہیں کے انسٹرومنٹ پر تم سے گفتگو کر رہا ہوں.... پچھلی رات بھی یہیں گذاری تھی۔ لہٰذا اب ناشتے کا منتظر ہوں۔!"

"کیوں ہوائیاں چھوڑ رہے ہو.... سیدھی طرح بات کرو....!"

"چند زینے طے کر کے تصدیق کر سکتی ہو.... میں تمہیں یہ بھی دکھانا چاہتا ہوں کہ تمہارا گھر کتنا غیر محفوظ ہے۔ چوکیدار رات بھر ٹانگ پھیلا کر مزے سے سوتا ہے۔!"

"اچھی بات ہے میں آرہی ہوں۔!"

"خالی ہاتھ نہ آنا.... باورچی خانے سے کچھ پار کر لاؤ....!"

شلی نے ریسیور رکھ دیا.... اور دروازے کی طرف مڑی۔ لائبریری دوسری منزل پر تھی اور پھر اُس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اُس نے سچ مچ وہاں عمران کو ایک آرام کرسی پر نیم دراز پایا۔ اُس نے اُس کے دادا جان کا سلیپنگ سوٹ اور سلیپنگ گاؤن پہن رکھا تھا۔

وہ دروازے ہی پر رک کر اُسے گھورتی رہی۔

"اگر میں تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں تو۔!" وہ بالآخر غصیلے لہجے میں بولی۔

"میرے ساتھ تم بھی جاؤ گی اور پھر ایسی صورت میں جب کہ ہوٹل کا بیرا تمہیں میرے کمرے میں دیکھ چکا ہے۔ اُس کی شہادت تمہارے دعویٰ کے باطل قرار دیئے جانے کا باعث بن جائے گی۔!"

شلی طویل سانس لے کر رہ گئی۔ اُسکے جواب نے اُسے بے بسی کے احساس میں مبتلا کر دیا تھا۔

"لیکن تم یہاں آئے ہی کیوں....؟"

"ہوٹل سے بھاگ کر اور پھر کہاں جاتا.... اس شہر میں بس یہی ایک گھر دیکھا ہوا تھا۔!"

"یہاں پہنچے کس طرح....!"

اکزھاسٹ پائپ کے سہارے اوپر چڑھ آیا تھا۔ کھڑکی کا ایک شیشہ توڑ کر چٹخنی گرائی اور پھر اندر.... شاید برابر والے کمرے میں تمہارے دادا جان رہتے ہیں۔ لہٰذا لباس تبدیل کرنے میں

بھی کوئی دشواری پیش نہ آئی۔

"تمہیں اس کی جرأت کیسے ہوئی....!"

"اسی یقین کے تحت کہ تم میرے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ کر سکو گی۔ لیکن ناشتے کا کیا ہوگا۔!"

شلی نے آگے بڑھ کر فون کا ریسیور اٹھایا اور انسٹرومنٹ کا ایک بٹن دبا کر کال ریسیو کئے جانے کا انتظار کرنے لگی۔ اس دوران میں عمران کو مسلسل گھورتی رہی تھی۔

دوسری طرف سے جواب ملنے پر بولی۔ "خانساماں سے کہو کہ اب میں ناشتہ کر سکوں گی۔ لائبریری میں ہوں۔ یہیں لے آئے۔!"

ریسیور کریڈل پر رکھ کر عمران سے بولی۔ "دادا جان کے کمرے میں چلے جاؤ.... میں نہیں چاہتی کہ میرے علاوہ کسی اور کو بھی یہاں تمہاری موجودگی کا علم ہو جائے۔!"

"قاعدے کی بات ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا اور آرام کرسی سے اٹھ کر برابر والے کمرے میں چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد ناشتہ آگیا۔

"بس اب جاؤ....!" اُس نے ملازم سے کہا۔ "برتن خالی ہو جانے کے بعد بُلا لوں گی۔!"

ملازم چلا گیا.... اور اُس نے تھوڑی دیر بعد عمران کو آواز دی۔

آتے ہی ناشتے پر ٹوٹ پڑا.... شلی خاموشی سے اُسے دیکھتی رہی۔ آخر تھوڑی دیر بعد بولی "کہیں تمہی اُس کے قاتل نہ ہو....!"

"کس کا....!" عمران نے سر اٹھائے بغیر پوچھا۔

"صمد نظامی کے....!"

"اگر میرے پاس سائیلنسر لگا ہوا پستول ہوتا تو میرے کمرے میں پوری تین عدد لاشیں پائی جاتیں۔!"

"تم نے اُسے چاقو سے مارا تھا....!"

"چاقو کے علاوہ اور کچھ تھا ہی نہیں میرے پاس....!" عمران نے مایوسی سے کہا۔ "ممی اور ڈیڈی دھماکے والی چیزوں کے سخت مخالف ہیں....!"

"آخر ممی اور ڈیڈی نے اپنی بلا جلال آباد کے سر کیوں منڈھ دی ہے۔!"

"آس پاس کے شہروں میں تو مجھے کوئی گھسنے ہی میں دیتا۔!"

"تم بھی دس نمبری ہو.....!"

"ابھی میرا نمبر ہی نہیں آیا.... آیا بھی تو چار ہی تک محدود رہے گا.... مسلمان ہوں لاکھ برس دس نمبری نہیں ہو سکتا۔!"

"میں کہتی ہوں سنجیدگی سے گفتگو کرو.... ورنہ....!"

"ورنہ کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی میں نے.... ارے ہاں کیا فوزیہ نے تمہارا تعارف سہراب سے کرایا تھا۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... وہ اُسے کیا جانے.... میں خود ہی ملی تھی اُس سے۔!"

"فوزیہ کی تحریک پر....؟" عمران نے سوال کیا۔

"نہیں.... وہ تو آرٹ کے معاملے میں خاصی بے حس واقع ہوئی ہے اور آرٹسٹوں کو دنیا کی ناکارہ ترین مخلوق سمجھتی ہے۔!"

"لیکن آرٹ گیلری تک تو اُسی کی ایما پر گئی ہو گی۔!"

"ذرا ٹھہرو....!" شلی ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "فوزیہ کو سہراب سے منسلک کرنے کی کوشش کیوں کر رہے ہو....!"

"مجھے کیا پڑی ہے.... سہراب مجھ سے زیادہ خوبصورت تو نہیں ہے۔!"

"اوہ.... تو فوزیہ پر نظر ہے تمہاری....!"

"اب میں اتنا کم نظر بھی نہیں ہوں....!"

"پھر کیوں جھک مار رہے ہو....!" وہ میز پر ہاتھ مار کر بولی۔

"جھک مارنے سے دماغ روشن ہوتا ہے۔!"

"میں سمجھ گئی.... صمد نظامی کے قاتل بھی تمہی ہو....!"

"اگر واقعی ہوں تو تم دونوں نے مل کر مجھے اس قتل پر اکسایا تھا۔ روم سروس کا بیرا فوزیہ کو بھی شناخت کرے گا۔ تم دونوں اسکے قتل کا معاوضہ ادا کرنے میرے کمرے میں آئی تھیں۔!"

"خدا غارت کرے تمہیں!" وہ گھونسہ اٹھا کر بولی۔ "میرا کھا رہے ہو اور مجھی پر غرا رہے ہو۔!"

"میں کیا کر سکتا ہوں اس سلسلے میں.... مقدرات....!"

"بلیک میلر بھی معلوم ہوتے ہو....!" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"تم دوپہر کا کھانا بھی لائبریری ہی میں کھانے کی کوشش کرنا....!"

"ارے تو کیا مستقل قیام کی سوچ رہے ہو....!"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں.... رات کو جب تمہارا چوکیدار میٹھی نیند کے مزے لے رہا ہو گا چپ چاپ کھسک جاؤں گا۔!"

"اُس کمبخت سے تو میں نمٹوں گی۔!"

"آپے سے باہر کیوں ہو رہی ہو کیا تمہیں ابھی تک میری ذات سے کوئی نقصان پہنچا ہے۔!"

شلی سوچ میں پڑ گئی۔ واقعی سوچنے کی بات تھی۔ نہیں اس کی ذات سے فائدے ہی پہنچے تھے۔ نقصان تو نہیں۔ لیکن یہ اس وقت یہاں کیوں دھرا ہوا ہے۔ کیا ان احسانات کا معاوضہ طلب کرے گا۔!

"مجھے ٹارزن ٹائپ کی لڑکیاں پسند نہیں ہیں۔!" دفعتاً وہ شلی کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"اپنی وضع میں وہی تبدیلی لاؤ جس کے بارے میں پہلے کہہ چکا ہوں۔!"

"تم میرے نجی معاملات میں دخیل نہیں ہو سکتے۔!"

"تو پھر پردے میں بیٹھ جاؤ.... ورنہ تمہارا حلیہ تو جاری ہی ہو چکا ہے۔ کوئی ڈیوٹی کانسٹیبل تمہیں پہچان کر تھانے کی طرف کھدیڑ لے جائے گا۔!"

"خاموش رہو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "مجھے سوچنے دو....!"

عمران نے شانے سکوڑے اور پھر ڈھیلے چھوڑ کر کافی پاٹ میں جھانکنے لگا۔ شاید دوسری پیالی بھی پینا چاہتا تھا۔ لیکن کافی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ طویل سانس لے کر کتابوں کی الماریوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔!

"تم آخر فوزیہ کو سہراب سے نتھی کرنے کی کوشش کیوں کر رہے تھے۔!"

"میں کوشش کر رہا تھا....!" عمران نے حیرت سے کہا۔

"ہاں میں یہی کہوں گی۔!"

"کہنے کو تو تم مجھے مریخ کا باشندہ بھی کہہ سکتی ہو۔!"

"جہنم میں جاؤ میں تمہیں یہاں نہیں رہنے دوں گی۔!"

"اس وقت گھر سے نکالو گی تو نوکروں میں چہ میگوئیاں ہوں گی۔ کیونکہ انہوں نے مجھے یہاں آتے نہیں دیکھا تھا۔!"

"تب پھر میں تمہیں گولی مار دوں گی۔!"

"شلوار قمیض پہن کر مارنا.... تاکہ مرتے وقت اطمینان رہے کہ اپنے وطن ہی میں مر رہا ہوں۔ ویسے ایک بات سوچنی ہی پڑے گی کہیں فوزیہ انہی چاروں کے ہاتھ نہ لگ گئی ہو جن سے تمہاری مڈبھیڑ ہوئی تھی۔!"

"خدا جانے....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"آخر تم لڑکوں کو کیوں چھیڑتی پھرتی ہو....!"

"وہ سور کے بچے لڑکیوں کو کیوں پریشان کرتے ہیں۔ میری تو ہابی ہو گئی ہے۔ اگر کسی دن کسی لڑکے کو خوفزدہ نہیں کر پاتی تو رات کو گہری نیند سے محروم رہتی ہوں۔!"

"اور فوزیہ ایسے مواقع پر تمہارے ساتھ ہوتی ہے۔!"

"ضروری نہیں.... ایسی مہم پر نکلتی ہوں تو زیادہ تر تنہا رہنے کی کوشش کرتی ہوں۔!"

"بے حد خوفناک ہو....!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔ پھر بولا۔ "ذرا اپنی کلائیوں پر سے آستینیں تو ہٹانا....!"

"کیا مطلب....!" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"دیکھوں گا کہ انجکشنوں کی عادی تو نہیں ہو....!"

"بکواس مت کرو.... میں نشے باز نہیں ہوں....!" وہ آپے سے باہر ہوتی ہوئی بولی۔

"معافی چاہتا ہوں....!" عمران نے مسمسی صورت بنا کر کہا۔ "یہ میں نے اس لئے معلوم کرنا چاہا تھا کہ تمہاری دوست فوزیہ انجکشنوں کی عادی ہے۔!"

"میں سوچ بھی نہیں سکتی....!"

"میں حقیقت بیان کر رہا ہوں....!"

"کر رہے ہو گے....!" وہ اسے گھورتے ہوئی بولی۔ "کہنا کیا چاہتے ہو....!"

"میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم خود اپنے فیصلے کے تحت آرٹ گیلری گئی تھیں یا

اس کی تحریک فوزیہ کی طرف سے ہوئی تھی۔!"

"آخر یہ کیوں معلوم کرنا چاہتے ہو....!"

"بعد میں بتاؤں گا.... پہلے تم اپنے حافظے پر زور دے کر میرے اس سوال کا صحیح جواب دینے کی کوشش کرو....!"

"میں کہہ چکی ہوں کہ فوزیہ کو کسی قسم کے بھی آرٹ سے دلچسپی نہیں ہے۔!"

"نہ ہو.... لیکن مونا لیزا کی نواسی اسی کی ہم شکل ہے بہتیرے ایسے افراد کو اپنی طرف کھینچ لائی ہے جو ہر معاملے میں بالکل بھینس ہوتے ہیں۔!"

"ہاں.... یہ بات تو ہے....!"

"لہٰذا ہو سکتا ہے فوزیہ ہی نے کہا ہو کہ چلو اُس کے درشن ہی کر آئیں....!"

"اگر کہا بھی ہو تو اس کی کیا اہمیت ہے۔!"

"بڑی نازک سی اہمیت ہے۔!"

"ہاں.... شاید اُسی نے کہا تھا۔!"

"ٹھیک یہ ہوئی نا بات....!"

"لیکن میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آیا....!"

"سمجھنے میں تھوڑا سا وقت لگے گا.... اچھا ہاں.... تو تم نے سہراب سے گفتگو کرنے سے قبل اپنا تعارف کرا دیا تھا۔!"

"بیوقوفی کی باتیں مت کرو.... میرا اس سے تعارف نہیں تھا۔ لیکن وہ مجھے پہچانتا تھا۔!"

"اور جیسے ہی تم نے اُس سے گفتگو شروع کی تھی اُس نے اس کا اظہار بھی کر دیا تھا۔!"

"اظہار نہ کرتا تو مجھے کیسے معلوم ہوتا کہ وہ مجھے جانتا ہے۔!"

"ٹھیک.... ٹھیک....!" عمران پر تفکر انداز میں سر ہلا کر بولا۔

"ٹھیک ٹھیک کیا لگا رکھی ہے۔ فوزیہ پر کیوں اتنا زور دے رہے تھے۔!"

"پہلی بات تو یہ ہے کہ تمہارے اُس سے قریبی تعلقات تھے۔ لیکن تمہیں اس کا علم نہیں تھا کہ وہ پیتھڈین کے انجکشنوں کی عادی ہے۔!"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ بہتیرے لوگ اپنی کمزوریاں دوستوں پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔!"

"خیر اسے بھی گولی مارو اور ذرا ایک وقوعے کا تصور کرنے کی کوشش کرو.... پچھلی رات اگر میں تمہیں وہاں نہ ملتا تو کیا ہوتا۔!"

"دوسروں ہی کی طرح ہمیں بھی پولیس کے احکامات کا پابند ہونا پڑتا۔!" اور وہ جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہوگئی اور عمران کو غور سے دیکھنے لگی۔

"ہاں.... ہاں.... اور کیا....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "بات پوری کرو....!"

"ہمیں بھی وہ لاش دیکھنی پڑتی....!" شلی نے آہستہ سے کہا۔

"اور پھر فوزیہ پر اس کا کیا ردعمل ہوتا....!" عمران نے سوال کیا۔

"ظاہر ہے کہ وہ اُسے شناخت کر لیتی۔!"

"اور پھر پولیس کا کیا رویہ ہوتا اُس کے ساتھ....!"

"میں کیا جانوں....!"

"وہ مشتبہ افراد میں سے ایک ہوتی....!"

"ہاں.... شاید....!"

"میں تم دونوں کو نکال لے گیا اور پھر تمہارے رخصت ہو جانے کے بعد ان تین غنڈوں نے مجھ پر حملہ کیا.... آخر کیوں....؟"

"واقعی الجھن کی بات ہے....!"

"ہے نا....!" عمران خوش ہو کر بولا۔

"لیکن اب خدا کے لئے بتادو کہ تم حقیقتاً کون ہو.... اور کیا چاہتے ہو....!"

"میں بہت دنوں سے سہراب کے چکر میں ہوں.... اور اسی چکر کی بناء پر فوزیہ کی شخصیت سامنے آئی۔ فوزیہ کے توسط سے تمہارے درشن بھی ہوئے۔!"

"پھر وہی فوزیہ کی شخصیت....!"

"کیا تم سمجھتی ہو کہ فوزیہ اور سہراب ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہیں....!"

"کیوں نہ سمجھوں جب کہ حقیقت بھی یہی ہے۔!"

"غلط فہمی میں مبتلا ہو.... پہلی فرصت میں اس نے سہراب کو آگاہ کر دیا تھا کہ وہ آرٹ گیلری سے نکل جانے میں کس طرح کامیاب ہوئی تھی۔!"

"میں یقین نہیں کر سکتی۔!"

"لیکن میں اپنے یقین کے لئے ٹھوس دلیل رکھتا ہوں....!"

"وہ کیا ہے....!"

"میرے بائیں بازو کا زخم.... جو اُن میں سے کسی ایک کے چاقو سے لگا تھا....!"

"اوہ.... تو تم زخمی ہو....!"

"بایاں بازو ہلانے میں بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔!"

"لیکن یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ فوزیہ نے اُسے اس کی اطلاع دی تھی۔!"

"اگر یہ بات نہ ہوتی تو تم اتنے سکون سے کھانا کھا کر میرے کمرے سے رخصت نہ ہو سکتیں۔ وہ پرنس اسٹریٹ میں اسی لئے اُتری تھی کہ وہ جلد از جلد تم سے علیحدہ ہو کر سہراب کو فون کر سکے۔ تم نے اُسے ایک ڈرگ اسٹور کے قریب ہی تو اُتارا تھا۔!"

"خدا کی پناہ.... تم اس حد تک جانتے ہو.... ہاں میں نے اُسے عوامی ڈرگ اسٹور کے سامنے اتارا تھا۔!"

"اور اُس نے وہیں سے فون پر سہراب کو مخاطب کیا تھا۔!"

"لیکن کیوں؟ اگر وہ سہراب کو اس حد تک جانتی تھی تو مجھ پر کیوں نہیں ظاہر ہونے دیا۔!"

"میں بھی دراصل اسی کا جواب چاہتا ہوں....!"

"لیکن تم تو ہوٹل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تمہیں کیونکر علم ہوا کہ اُس نے عوامی ڈرگ اسٹور سے سہراب کو فون کیا تھا۔!"

"راز کی بات ہے.... تمہیں نہ بتاؤں گا....!"

"تو پھر میں یقین بھی نہیں کرتی تمہاری بات پر....!"

"اُف فوہ کیا مصیبت ہے....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "اچھا بتائے دیتا ہوں لیکن کسی کو علم نہ ہونے پائے۔ میں نے سہراب کے ایک آدمی کو توڑ لیا ہے معقول معاوضے پر وہ میرے کام کی اطلاعات فراہم کرتا رہتا ہے۔!"

وہ بے یقینی سے اُسے دیکھتی رہی۔ پھر بولی۔ "اب یہ بتاؤ کہ سہراب نے تمہاری کون سی گٹھری کاٹی ہے کہ تم اس طرح اس کے پیچھے لگ گئے ہو۔!"

"بھینسوں کا چکر ہے۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کیا مطلب....!"

"یہ شخص کبھی پی ڈبلیو ڈی کی ٹھیکیداری کرتا ہے۔ کبھی بھینسوں کا تاجر بن جاتا ہے اور کبھی آرٹسٹ۔ میرے منیجر سے اس نے پچھلے سال پورے چالیس ہزار ٹھگ لئے تھے اور غائب ہو گیا تھا۔ ادھر دو تین ماہ سے پھر دکھائی دیا ہے اور مونالیزا کی نواسی کے ساتھ نمودار ہوا ہے۔ کوئی لمبا چکر ہے اس بار....!"

"جب تم اتنا کچھ جانتے ہو تو یہ بھی جانتے ہو گے کہ فوزیہ کہاں غائب ہو گئی....!"

"یہ تو نہیں جانتا.... ورنہ تمہیں بور کرنے کی بجائے براہِ راست اُسی سے بات کرتا۔!"

"اور وہ پیتھیڈین کے انجکشنوں والی بات....!"

"شاید یہ نشہ ہی فوزیہ اور سہراب کے درمیان تعلق کا باعث بنا ہو۔ فوزیہ اتنی مالدار تو نہیں ہے کہ اس قسم کے اخراجات برداشت کر سکے۔!"

"شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو....!" شلی سر ہلا کر بولی۔

"خدا کا شکر ہے کہ باتیں تمہاری سمجھ میں آنے لگی ہیں۔!"

"لیکن تم کیا بلا ہو.. جو کچھ اپنے بارے میں بتاتے رہے ہو اُس پر مجھے ابھی تک یقین نہیں آیا!"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... اب دیکھنا یہ ہے کہ سہراب تم سے کیوں تعلقات بڑھانا چاہتا ہے۔!"

"تم یہ دیکھ کر کیا کرو گے.... اپنی بھینسوں سے سروکار رکھو....!"

"یہ بھی ٹھیک ہے.... لیکن میں اس کی کسی دوسری غیر قانونی حرکت کا پتا لگانا چاہتا ہوں کیوں کہ میرے چالیس ہزار کے ضائع ہو جانے کا کوئی دستاویزی ثبوت نہیں ہے میرے پاس۔ محض اعتبار پر ہم لوگ لاکھوں کا لین دین کرتے ہیں۔ کسی سے کبھی کوئی لکھا پڑھی نہیں ہوتی۔!"

"تو تمہارا خیال ہے کہ وہ مجھے کسی غیر قانونی حرکت میں ملوث کرنا چاہتا ہے۔!"

"اور نہیں تو کیا تم دونوں کے درمیان آخرت کے سودے ہوں گے۔!"

"مجھے بہلانے کی کوشش نہ کرو.... تم ضرور کوئی سرکاری جاسوس ہو۔!"

"میری شکل....!"

"ایسی ہی شکلوں والے تو ہوتے ہیں کہ کوئی سوچ بھی نہ سکے۔!"

"میں ایسا کوئی الزام اپنے سر لینے کو تیار نہیں....!"

شلی اُسے غور سے دیکھتی رہی۔ لیکن چہرے پر حماقت مآبی کے علاوہ اور کچھ بھی نظر نہ آیا۔

صفدر اور نیمو ٹاؤن ہال کے سامنے کھڑے اُس اژدھام کو دیکھ رہے تھے جو صدر دروازے سے ہال میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔

"کیا دیوانگی ہے....!" صفدر بولا۔

"اگر ہم ڈیوٹی پر نہ ہوتے تو ہم بھی اس دیوانگی میں مبتلا نظر آتے۔!" نیمو نے بائیں آنکھ دبا کر کہا۔

"لیکن یک بیک یہ ہوا کیا....!" صفدر بولا۔

"آرٹ گیلری کو پولیس نے سیل کر دیا ہے.... لہٰذا فی الحال تصویروں کی نمائش ختم ہو گئی ہے۔ اس کی بجائے سہراب نے اپنے موڈل مونالیزا کی نواسی کی نمائش کا انتظام کر لیا۔ ٹکٹ لگا دیا ہے اور ٹکٹوں کی بھی بلیک ہو رہی ہے۔"

"کمائی کا بہترین ذریعہ....!"

"پتہ نہیں کہاں سے ہاتھ لگ گئی ہے۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ہمارے محکمے کو ان معاملات سے کیا سروکار....!"

"سہراب عرصہ سے زیر نگرانی ہے۔ چھ ماہ قبل دارالحکومت میں تھا۔ پھر دفعتاً غائب ہو گیا۔ ادھر ایک ماہ سے پھر ایکس ٹو نے اُس کا فائیل کھول دیا ہے۔!"

"اور حضرت عمران لڑکیاں پکڑتے پھر رہے ہیں....!"

صفدر کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد نیمو نے کہا۔ "مجھ سے تو اُس کی حالت نہیں دیکھی جاتی۔ بُری طرح بلبلا رہی ہے۔!"

"اپنے منگیتر کے لئے....!" صفدر نے پوچھا۔

"جی نہیں نشے کے انجکشن کے لئے.... بیچارہ منگیتر تو شائد یاد ہی نہ ہو....!"

"دفعتاً بائیں جانب سے لیفٹیننٹ صدیقی نمودار ہوا۔ دفتر سے واپس ہونے والے تھکے ہارے کلرک کا سا حلیہ بنا رکھا تھا۔

"آپ حضرات کے ٹکٹ....!" وہ ان کی طرف ایک لفافہ بڑھاتا ہوا بولا۔

"اُف فوہ.... تو کیا اسی دروازے سے ہمیں بھی گذرنا پڑے گا۔!" نیمو کراہ کر رہ گیا۔

صدیقی اس کا یہ ریمارک سننے کے لئے رکا نہیں تھا۔ جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی نکلا چلا گیا۔

"میرا خیال ہے کہ ٹکٹوں کے بغیر بھی داخل ہو سکتے تھے۔!" صفدر نے کہا۔ "یہ اژدھام جس انداز سے اندر داخل ہو رہا ہے اس کا تقاضا یہی ہے کہ گیٹ کیپر ایک ٹکٹ چیک کرنے لگے تو چھ عدد یونہی اندر پہنچ جائیں۔!"

"دیکھوں تو لفافے میں ہے کیا....!" نیمو لفافہ چاک کرتا ہوا بولا۔

لفافے سے دو عدد ٹکٹ ہی برآمد ہوئے تھے۔ نیمو نے کہا۔ "ہمیں بھی جلدی ہی کرنی چاہئے ورنہ بہت پیچھے جگہ ملے گی۔!"

"شاید ہی کسی کو جگہ ملے....!" صفدر بڑبڑایا۔

"کیا مطلب....!"

"یہ بھیڑ دیکھ رہے ہو.... اس کے لئے ایسے ہی تین ہال درکار ہوں گے۔!"

"یہ بات تو ہے.... آخر کس حساب سے ٹکٹ فروخت ہوئے ہیں۔!"

"آؤ.... آؤ....!" صفدر آگے بڑھتا ہوا بولا۔ "ہمیں بھی ایسے ہی والہانہ پن کا اظہار کرنا ہے۔!"

پھر وہ بھی اُسی بھیڑ میں شامل ہوئے اور اپنے عقب میں آنے والے ریلے کے زور میں صدر دروازے سے گذرتے چلے گئے۔ ٹکٹ نیمو کے ہاتھ ہی میں رہ گئے تھے اندر پہنچے تو اول سے آخر تک ساری سیٹیں بھری ہوئی نظر آئیں۔ زیادہ تر ایک پر دو دو نظر آ رہے تھے اور ہال کے تین اطراف میں چھوٹی ہوئی جگہوں پر لوگ کھڑے دکھائی دیئے۔

"یار کھڑے ہی رہنا ہے تو اسٹیج کے قریب ہی کیوں نہ رہیں۔!" صفدر نے کہا اور بائیں جانب کھڑے ہوئے لوگوں کے درمیان سے راستہ بنانے لگا۔ وہ احتجاج کرتے رہے لیکن ان دونوں کے قدم نہ رکے کوئی زیادہ الجھتا تو صفدر کہہ دیتا کہ وہ دونوں منتظموں میں سے ہیں۔ اس طرح اسٹیج کے قریب تک اُن کی رسائی ہو گئی۔

"واقعی....!" نیمو ہانپتا ہوا بولا۔ "اس شہر کے لوگ بے حد شریف ہیں۔ جنہوں نے ٹکٹ خریدے ہیں وہ بھی اس بھیڑیا دھسان پر احتجاج نہیں کر رہے۔!"

"یہاں کی کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی....!" صفدر بولا۔

دفعتاً اسٹیج پر ایک آدمی نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں مائیک تھا۔ اُس نے مجمعے کو مخاطب کر کے کہا۔ "خواتین و حضرات.... آپ کا بہت بہت شکریہ۔ جلال آباد خوش ذوقی کے معاملے میں پورے ملک کی ناک ہے۔ فنون لطیفہ سے جو لگاؤ یہاں کے باشندوں میں پایا جاتا ہے ہم نے اور کہیں نہیں دیکھا۔ میں ذاتی طور پر یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ انتہائی مہذب اور ترقی یافتہ ممالک میں بھی میں نے جوش و خروش کا ایسا مظاہرہ نہیں دیکھا۔ بہر حال آج اب ملک کے مایہ ناز مصور مسٹر سہراب کے ماڈل کو ضرور دیکھیں گے۔ لیکن اس سے قبل ایک پروگرام ملاحظہ فرمایئے۔!"

ہال تالیوں سے گونج اٹھا اور معلن کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔ "پروگرام کی ابتداء قہقہوں سے ہونی چاہئے.... کیا خیال ہے آپ کا....!"

"ضرور ضرور....!" آوازیں آئیں۔

"تو پھر میں جناب چغد صحرائی کو زحمت دیتا ہوں۔ جناب چغد صحرائی۔!"

معلن کے پیچھے ہٹتے ہی ایک ہونق سا آدمی اسٹیج کے وسط میں آ کھڑا ہوا۔ بہت زور و شور سے تالیاں بجائی گئیں۔ شائد موصوف جلال آباد والوں کے لئے اجنبی نہیں تھے۔

انہوں نے مشہور اداکاروں اور گلوکاروں کے چلنے بولنے اور گاتے کے انداز کی نقلیں اُتارنی شروع کیں۔

"لاحول ولا قوۃ....!" نیمو بڑبڑایا۔ "یہ کیا مذاق ہے۔!"

صفدر کچھ نہ بولا۔ قریباً بیس پچیس منٹ اسی نقال کی نذر ہو گئے۔ اس کے بعد گلوکاراؤں کی آمد شروع ہوئی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ وہ آج بھی لوگوں کو بے وقوف بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔!" نیمو طویل سانس لے کر بولا۔

"آپکا خیال درست ہے۔!" قریب ہی کھڑا ہوا کوئی آدمی بولا۔ "اول درجے کا فراڈ ہے سالا!"

"اتنی بے دردی سے اظہار خیال نہ فرمایئے۔!" صفدر نے بڑی شائستگی سے کہا۔

"آپ حمایتی ہیں اُس کے۔!" وہ آدمی پلٹ پڑا۔

"جی نہیں.... میں نے تو اس کی شکل بھی نہیں دیکھی صرف نام سنا ہے۔!"

"اور شاید جلال آباد میں رہتے بھی نہیں ہیں۔!"

"آپ کا خیال درست ہے۔!"

"اسی لئے اُس مردود کی طرف داری کر رہے ہیں۔!"

"کیا وہ جھوٹا ہے....؟ مونالیزا کی نواسی کا وجود نہیں ہے۔!" صفدر نے بڑی معصومیت سے سوال کیا۔

"میں یہی سمجھتا ہوں....!"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ پہلے بھی اس قسم کے کام کرتا رہا ہے۔!"

"یقیناً جناب میں یہیں کا باشندہ ہوں اور پہلے کبھی میں نے سہراب کے مصور ہونے کے بارے میں کچھ نہیں سنا۔ لوگ اُسے پی ڈبلیو ڈی کے ایک ٹھیکیدار کی حیثیت سے جانتے تھے۔!"

"کچھ لوگ کمال حاصل کئے بغیر پبلک کے سامنے آنا پسند نہیں کرتے۔ نہایت خاموشی سے اپنا کام کرتے رہے ہیں۔!"

"چھوڑیئے جناب....!" نیمو بول پڑا۔ "جو کچھ بھی ہے جلد سامنے آجائے گا۔!"

"بہر حال میں اتنا ضرور کہوں گا کہ جلال آباد کے لوگ بھی حیرت انگیز ہیں۔!" صفدر بولا "یہ جانتے ہوئے بھی کہ سہراب فراڈ ہے اُس کی باتوں میں آکر اس کے گرد مجمع لگائے رہتے ہیں۔!" اس آدمی نے خاموشی اختیار کرلی۔

اُدھر چوتھے گلوکار نے جیسے ہی الاپنا شروع کیا ایک ٹماٹر اس کی پیشانی سے ٹکرا کر پھٹ گیا۔ ٹماٹر مجمعے سے پھینکا گیا تھا۔ پھر تو اسٹیج پر ٹماٹروں اور انڈوں کی بارش ہونے لگی تھی۔ ساتھ ہی لوگ مونالیزا کی نواسی کو فوراً پیش کر دینے کا مطالبہ بھی کر رہے تھے۔

گلوکار پہلے ہی بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ معلن نے اسٹیج پر برآمد ہو کر کچھ کہنا چاہا لیکن ٹماٹروں اور گندے انڈوں کی بارش نے اُسے زبان ہی نہ کھولنے دی۔

پھر اچانک سارے ہال میں اندھیرا چھا گیا.... چیخوں کراہوں اور غل غپاڑے سے کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔ یہ دونوں دیوار سے چپک کر کھڑے ہو گئے۔ اندھیرا ہوتے ہی نہ جانے کیا ہوا تھا کہ بھگدڑ سی مچ گئی تھی۔ ان دونوں نے دیوار سے چپکے چپکے اُسی جانب کھسکنا شروع کردیا جدھر سے ہال میں داخل ہوئے تھے۔

رات کے گیارہ بجے تھے اور عمران اب بھی شلی کی لائبریری ہی میں مقیم تھا۔ ملازموں کو حیرت تھی کہ آخر شلی پر یک بیک "لائبریری" کا دورہ کیوں پڑا ہے۔ دوپہر کا کھانا لائبریری میں شام کی چائے لائبریری میں حتیٰ کہ رات کا کھانا بھی وہیں۔!

نوکروں کو ہدایت کردی گئی تھی کہ اگر باہر سے اس کے بارے میں کوئی پوچھے تو اس سے کہہ دیا جائے کہ وہ گھر پر موجود نہیں ہے۔ لیکن خود وہ عمران سے کئی بار پوچھ چکی تھی کہ آخر وہ وہاں سے کب اور کیسے ٹل سکے گا۔

"کل تو وہ مردود جلد سو گیا تھا۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"ضروری نہیں آج بھی سو جائے۔!" شلی نے جھنجھلا کر کہا۔

"اگر ایسا ہوا تو پھر آج بھی یہیں قیام رہے گا۔!"

"یہ قطعی ناممکن ہے....!"

"نپولین کی ڈکشنری میں یہ لفظ سرے سے تھا ہی نہیں....!"

"میں کہہ رہی ہوں کہ تم رات کو یہاں قیام نہیں کر سکتے۔!"

"مجھے ایسی کوئی مجبوری نہیں ہے کہ قیام نہ کر سکوں....!"

"مجھے اس پر مجبور نہ کرو کہ تمہاری موجودگی سے نوکروں کو باخبر کردوں۔!"

"ایسی صورت میں پائپ کے سہارے نیچے اترنے سے بچ جاؤں گا۔!"

"پتا نہیں کس مٹی کے بنے ہو....!"

"چکنی مٹی زیادہ استعمال ہوئی ہے میری تعمیر میں....!"

"خدا کرے غارت ہو جاؤ....!" وہ جھلا کر بولی۔

"اب لڑکی لگ رہی ہو۔ سبحان اللہ....!"

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے شلی کو ریسیور اٹھانے کا اشارہ کیا۔ اشارہ نہ کرتا تب بھی شلی خود ہی اٹھاتی اسے ہاتھ بھی نہ لگانے دیتی۔

"شلی اسپیکنگ....!" اُس نے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔

"اوہ.... یہ بہت اچھا ہوا کہ آپ ہی مل گئیں....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کون صاحب ہیں....!" شلی نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"سہراب.... ہم دوبار مل چکے ہیں۔!"

"ج.... جی ہاں....!" وہ ہکلا کر رہ گئی۔ سارے جسم میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔

"میں ایک دشواری میں پڑ گیا ہوں.... اُمید ہے کہ آپ میری مدد ضرور کریں گی۔!"

"م.... میں نہیں سمجھی....!"

"آپ کچھ گھبرائی ہوئی سی لگ رہی ہیں۔!"

"سونے کے لئے لیٹ گئی تھی۔ اونگھ رہی تھی۔!" شلی نے سنبھالا لے کر کہا۔

"میں نے عرض کیا تھا کہ ایک دشواری میں پڑ گیا ہوں۔!"

"لل.... لیکن میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں....!"

"پہلے میری بپتا تو سن لیجئے.... مجھے یقین ہے کہ آپ کو مجھ پر ضرور رحم آئے گا اور آپ مجھے مایوس نہیں کریں گی۔!"

"کچھ کہئے بھی تو....!"

"آپ کو آج کے اخبارات سے علم ہو گیا ہو گا کہ پچھلی رات مجھ پر کیا گذری....!"

"ج.... جی ہاں....!"

"پولیس نے آرٹ گیلری کو سیل کر دیا ہے۔ لیکن میں نے جو وعدہ کیا تھا اُسے پورا کرنے کے لئے ٹاؤن ہال میں ایک ورائٹی پروگرام پیش کرنے کا انتظام کیا۔ خیال تھا کہ پروگرام کے دوران میں اپنے موڈل کی رونمائی بھی کر دوں گا۔ لیکن یہاں ہال میں بعض مفسدوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ مونالیزا کی نواسی کو اٹھا لے جانے کی کوشش کی۔ دراصل جلال آباد کے ایک بااثر رئیس ان حرکتوں کی پشت پر ہے۔!"

"تو میں اس سلسلے میں کیا کر سکوں گی۔!" شلی نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"لوئیسا کو وقتی طور پر اپنی کوٹھی میں پناہ دے دیجئے۔!"

"کون لوئیسا....!"

"میرا مطلب تھا مونالیزا کی نواسی کو.... لوئیسا اُس کا نام ہے۔!"

"آپ پولیس کی مدد کیوں نہیں لیتے۔!"

"پولیس وہی کرے گی جو بااثر آدمی چاہے گا؟" دوسری طرف سے گھگھیاتی ہوئی سی آواز آئی۔ "اگر آپ صرف دو دنوں کے لئے اپنی کوٹھی میں رکھ لیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔!"

"آخر وہ بااثر آدمی چاہتا کیا ہے۔!"

"اب میں کیا عرض کروں.... وہ لوئیسا پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔!"

"لیکن میرے گھر والے شاید اس پر تیار نہ ہوں۔!"

"صرف دو دن کے لئے محترمہ زندگی بھر احسان مند رہوں گا۔ آپ کی کوٹھی کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی جرأت نہ کر سکے گا خواہ وہ کتنا ہی بااثر کیوں نہ ہو۔ لوئیسا جلال آباد میں اور کہیں محفوظ نہ رہ سکے گی۔!"

"دیکھئے میں خود مختار نہیں ہوں۔ گھر والوں سے مشورہ کئے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتی۔!"

"اچھی بات ہے میں آدھے گھنٹے بعد پھر رنگ کر لوں گا۔!"

"ویسے مجھے اُمید نہیں ہے کہ اجازت مل ہی جائے۔!"

"پھر بھی کوشش کر دیکھئے....!" دوسری طرف سے آواز آئی اور رابطہ منقطع ہو گیا۔

شلی نے ریسیور رکھ کر طویل سانس لی اور عمران کی طرف دیکھنے لگی۔

"کیا بات ہے۔!"

"کم از کم تمہارے لئے بے حد سنسنی خیز ثابت ہو گی۔!" شلی نے کہا اور اُسے سہراب کی کال کے بارے میں بتانے لگی۔

"بہت خوب....!" وہ سر ہلا کر بولا۔ "اُس نے میرا یا میرے کمرے میں پائی جانے والی لاش کا حوالہ تو نہیں دیا۔!"

"نہیں....!"

"تو پھر تمہارا کیا ارادہ ہے۔!"

"یہاں رکھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"لیکن یہ تو دیکھنا ہی پڑے گا کہ وہ چاہتا کیا ہے۔!"

"میں کسی قسم کا خطرہ مول نہیں لے سکتی۔ پتا نہیں کیا چکر ہے۔!"

"اچھا اگر تم سے کورا جواب پا کر اُس نے تمہیں بلیک میل کرنے کی کوشش کی تو کیا کرو گی۔!"

"مجھے کیسے بلیک میل کرے گا۔!"

"میرے کمرے میں تم دونوں کی موجودگی کا حوالہ دے کر....!"

"مجھے تمہاری اس بات پر یقین نہیں آیا کہ فوزیہ نے اُسے ہمارے احوال سے آگاہ کر دیا تھا۔!"

"اچھی بات ہے.... تو آدھے گھنٹے بعد جب اُس کی کال آئے تو انکار کر کے دیکھ لینا۔ اگر اس نے اُسی حوالے سے بلیک میل کرنے کی کوشش نہ کی تو اپنا نام بدل دوں گا۔!"

"دیکھا جائے گا۔!"

"میرا مشورہ ہے کہ اس کی بات مان لو.... فی الحال تمہارے گھر والے موجود نہیں ہیں اور پھر دو ہی دن کی بات ہے۔!"

"ملازموں سے کیا کہوں گی؟"

"میرے سلسلے میں بھی ملازموں سے کچھ نہ کچھ کہا ہوگا۔ جب میں بیہوشی کے عالم میں یہاں لایا گیا تھا۔!"

"بیہوشی کے عالم میں۔" وہ زہریلی سی ہنسی کے ساتھ بولی۔ "مجھے اس پر شبہ ہے کہ تم بیہوش تھے۔!"

"کیا مطلب....!"

"تم قطعی بے ہوش نہیں تھے۔ بلکہ یہ طریقہ اختیار کر کے یہاں تک پہنچے۔ تم نے ہماری مدد کی تھی اسی لئے ہم تمہیں وہاں بے ہوشی کی حالت میں چھوڑ کر نہیں آسکتے تھے۔!"

"تمہیں تو اب میری کسی بات پر یقین نہیں آتا....!"

"ایسے حالات میں کسی کو بھی نہیں آئے گا۔!"

"اچھی بات ہے تو پھر میں چلا۔" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "کسی نہ کسی طرح نکل ہی جاؤں گا۔!"

"اب تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بیٹھ جاؤ....!" وہ ہاتھ ہلا کر بولی۔

"میں تمہاری موجودگی ہی میں سہراب کی مدد کرنے سے انکار کرنا چاہتی ہوں تاکہ اپنا اطمینان کر سکوں....!"

"کس سلسلے میں....!"

"فوزیہ کے سلسلے میں.... اگر سہراب نے میرے انکار پر تمہارے ہوٹل والے کمرے کا حوالہ نہ دیا تو میں سمجھ لوں گی کہ تم اول درجے کے جھوٹے ہو....!"

"میں تیار ہوں....!" عمران دوبارہ بیٹھتا ہوا بولا۔ تھوڑی ہی دیر خاموش رہ کر کہا۔ "اگر میرے قول کی صداقت ثابت ہو گئی تو پھر تمہارا کیا رویہ ہوگا۔!"

"میں تم پر اعتماد کر لوں گی۔!"

"اس سے مجھے کیا فائدہ پہنچے گا۔!"

"کس قسم کا فائدہ چاہتے ہو....!"

"مطلب یہ کہ اگر اس سے میری بھینسوں کی تعداد میں اضافہ ہو سکے۔ تبھی تو میں سمجھوں گا کہ مجھے کوئی فائدہ پہنچا ہے۔!"

"اب بھینسوں کا نام لیا تو مجھ سے بُرا کوئی نہ ہوگا۔!"

"پیاز کی آڑھت بھی تباہ ہو گئی اس چکر میں پڑ کر....!"

آدھے گھنٹے تک اس قسم کی بکواس جاری رہی تھی۔ پھر فون کی گھنٹی بجی اور شلی نے جھپٹ کر ریسیور اٹھا لیا۔

"شلی اسپیکنگ....!"

"کیا فیصلہ کیا آپ نے....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ناممکن ہے.... سہراب صاحب....!"

"پھر سوچ لیجئے....!"

"آپ تو اس طرح کہہ رہے ہیں جیسے اس میں میری کوئی غرض مضمر ہو۔!"

"مطلب یہ تھا کہ جسطرح میں آپکے کام آتا رہا ہوں اُسی طرح آپ بھی میرے کام آئیے۔!"

"آپ میرے کس کام آتے رہے ہیں۔!" شلی نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"ناراض ہونے کی ضرورت نہیں میں نے آپ کے ایک راز کو ابھی تک راز ہی رکھا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھی آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔!"

"ہوٹل آرٹ سرکل کا کمرہ نمبر بانوے تو یاد ہی ہوگا آپ کو اور روم سروس کا وہ ویٹر بھی یاد ہوگا جس نے کمرے میں کھانا سرو کیا تھا۔!"

"یہ کیسی اوٹ پٹانگ باتیں کر رہے ہیں آپ.... میں کچھ نہیں سمجھی....!"

"اچھی بات ہے تو پھر وہ ویٹر پولیس کے ساتھ جلد ہی آپ کی کوٹھی تک پہنچ جائے گا۔!"

شلی نے بے بسی سے عمران کی طرف دیکھا۔ عمران کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

"ٹھہریئے....!" شلی نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "مم.... میں تیار ہوں.... لیکن آپ کو اپنے وعدے پر قائم رہنا ہوگا۔!"

"کس وعدے پر....!" دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔

"یہی کہ یہاں لوئیسا کی مدت قیام دو دن سے زیادہ نہ ہو گی۔!"

"بالکل بالکل....!" سہراب کی آواز آئی۔ "میں آپ کی دشواریوں سے واقف ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ آج کل گھر میں تنہا ہیں.... بہر حال لوئیسا ایک گھنٹے کے اندر ہی اندر وہاں پہنچ جائے گی۔ آپ اس دوران میں اپنے ملازموں کو آگاہ کر دیجئے کہ آپ کی ایک غیر ملکی دوست جو باہر سے آئی ہے وہاں پہنچنے والی ہے اور دو ایک دن آپ کے ساتھ مقیم رہے گی۔!"

"ہاں.... یہ بہانہ مناسب رہے گا....!"

"آپ.... بہت ذہین ہیں....!" دوسری طرف سے آواز آئی اور رابطہ منقطع ہو گیا۔

شلی کے چہرے پر پسینے کی بوندیں پھوٹ آئی تھیں۔ ریسیور کریڈل پر رکھ کر ایک کرسی پر گر گئی۔

"کیا ہوا....!" عمران نے اپنی جگہ سے جنبش کئے بغیر پوچھا۔

"تمہارا خیال درست نکلا.... وہ اُسے لا رہا ہے.... ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ یہاں پہنچ جائے گی۔!"

"اب کیا خیال ہے تمہارا فوزیہ کے بارے میں....!"

"شاید مجھے تم سے متفق ہونا پڑے گا۔!" شلی نے کہا اور اس بار کی گفتگو دہراتی رہی۔

عمران نے چیونگم کا پیکٹ نکالا اور ایک پیس منہ میں ڈال کر اُسے آہستہ آہستہ کچلنے لگا۔

شلی خاموش ہوئی تو اُس نے کہا۔ "اب میں ذرا دیکھوں کہ چوکیدار کی کیا پوزیشن ہے۔!"

پھر وہ اٹھ ہی رہا تھا کہ شلی ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "اب سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"کس بات کا....!"

"تمہارے یہاں سے جانے کا....!"

"کیا بات ہوئی....!"

"جب تک وہ یہاں رہے گی تم بھی رہو گے۔!"

"اور پھر جب تمہارا جی چاہے گا قلابازی کھا جاؤ گی....؟"

"کیسی قلابازی....!"

"بڑی جلدی جلدی خیالات بدلتی ہو....!"

"اب نہیں بدلوں گی....!"

"کوئی خاص وجہ....!"

"کوئی دلیل نہیں رکھتی بس وجدان سمجھ لو۔ تم پر اعتماد کر لینے کو دل چاہتا ہے۔!"

"میں خود ہی توجہ دلا دوں۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "تم مجھے سہراب کا ساتھی بھی تصور کر سکتی ہو اور اب تک جو کچھ بھی ہوتا رہا ہے وہ تمہیں صرف ایک ڈرامہ بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ ان لڑکوں کے متعلق بھی اس نہج پر سوچ چکی ہو۔!"

"میں بڑی دشواری میں پڑ گئی ہوں.... اور خواہ مخواہ....!"

"جو بھی اپنی حدود سے تجاوز کرے گا دشواری میں ضرور پڑے گا۔!"

"اب میں بھی یہی سوچتی ہوں....!"

"ہمارے سماج میں عورتوں اور مردوں کے مقامات کا روائتی تعین حقیقتاً بے حد سائنٹیفک تھا جسے بیرونی اثرات نے تباہ کر دیا۔!"

"اوہ.... اب تم پروفیسروں کی زبان بول رہے ہو.... آخر ہو کیا چیز....!"

"ناچیز کو علی عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں۔!"

"کیا واقعی ڈاکٹر آف سائنس ہو.... یقین نہیں آتا....!"

"بے یقینی کی وجہ....!"

"نہ عادات واطوار سے لگتے ہو اور نہ صورت سے....!"

"ڈگریاں اصلیت پر پردے نہیں ڈال سکتیں۔ اسی لئے آبائی پیشے سے چمٹا ہوا ہوں۔!"

"یعنی بھینسوں کی فارمنگ....!"

"تم وقت کیوں ضائع کر رہی ہو۔ جاؤ ملازموں کو جگا کر آگاہ کر دو کہ ایک مہمان آرہی ہے۔ جو کچھ دن تمہارے ساتھ قیام کرے گی۔!"

"لیکن تم لائبریری ہی تک محدود رہو گے۔!"

"وہ تو رہنا ہی پڑے گا ورنہ یہ کیسے معلوم ہو سکے گا سہراب کا اصل کھیل کیا ہے۔!"

شلی نیچے چلی آئی اور ان ملازموں کو ہدایات دینے لگی جو ابھی جاگ ہی رہے تھے۔ سوئے ہوؤں کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ ملازموں کو جب یہ معلوم ہوا کہ وہ کوئی غیر ملکی مہمان ہے تو کسی قدر نروس نظر آنے لگے۔

شلی نے عمران کو روک تو لیا لیکن ایک عجیب طرح کی خلش ذہن پر مسلط ہو گئی تھی۔ کیا یہ مناسب تھا....؟ وہ اُس کی باتوں میں کیوں آ گئی۔ کاش اُس سے ملاقات نہ ہوئی ہوتی۔ لیکن اپنے قول کے مطابق وہ تو تھا ہی فوزیہ کی فکر میں۔ فوزیہ کی وجہ سے وہ بھی اُس کی نظروں میں آئی تھی۔ لیکن آخر سہراب اس سے کیا چاہتا تھا۔!

ملازموں کو مہمان کے بارے میں ہدایات دے کر پھر اُوپری منزل پر واپس آئی لیکن عمران وہاں نہ دکھائی دیا۔ آہستہ آہستہ اُسے آوازیں دیں اور پھر دادا جان کے کمرے میں داخل ہوئی۔ اکزہاسٹ پائپ کے قریب والی کھڑکی کھلی نظر آئی تھی۔

"اوہ تو چلا گیا....!" وہ طویل سانس لے کر بڑبڑائی۔

نیمو اور صفدر بدقت تمام ٹاؤن ہال سے باہر نکل سکے تھے۔ لیکن حالت ایسی نہیں تھی کہ زیادہ دیر تک روشنی میں رہ سکتے۔ کپڑے پھٹ گئے تھے اور چہرے پر خراشیں تھیں۔

گلی کوچوں سے گذرتے ہوئے اپنی اقامت گاہ کیطرف بڑھتے رہے۔ نیمو کچھ بڑبڑا بھی رہا تھا۔

"کیا ہذیاں بک رہے ہو.... بخار ہو گیا ہے....؟" صفدر نے پوچھا۔

"نہیں یار.... اُجالے میں کیسے نکلیں....!"

"فکر مت کرو.... اس وقت ہم جیسے سینکڑوں ان گلی کوچوں میں بھٹکتے پھر رہے ہوں گے۔!"

"آخر یہ کیا ہوا کیا....!"

"خدا جانے.... آخر آگ آگ کا شور بھی تو سنا تھا....!"

"ہو سکتا ہے.... کسی نے دروازوں کے پردوں پر آگ لگا دی ہو....!"

"مونالیزا کی نواسی....!" صفدر طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"اور جناب علی عمران موظلہ العالی....!" نیمو ہنس پڑا۔

"بہر حال وہ آج بھی اُس لڑکی کو پیش نہ کر سکا....!"

"سہراب پہلے کس سلسلے میں زیر نگرانی رہا تھا۔!" نیمو نے پوچھا۔

"کسی غیر ملکی سفارت خانے کا کوئی چکر تھا۔ بہر حال بات عمران صاحب سے آگے نہیں بڑھ سکی تھی۔!"

دفعتاً صفدر زور سے چیخا "ٹیکسی....!"

ایک ٹیکسی دوسری گلی میں مڑتی نظر آئی تھی۔ آواز دینے پر روک دی گئی اور اتفاقاً روشنی میں رکی تھی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے انہیں گھور کر دیکھا ہی تھا کہ نیمو بولا۔ "یار شریف آدمی ہیں۔ ٹاؤن ہال میں ہم بھی پھنس گئے تھے۔!"

"اچھا.... اچھا.... جناب بیٹھ جائیے....!"

پچھلی نشست پر بیٹھ جانے کے بعد صفدر نے اُسے بتایا کہ انہیں کہاں جانا ہے۔

"ٹاؤن ہال میں کیا ہو گیا جناب....!" ڈرائیور نے گاڑی کو آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ پتا ہی نہ چل سکا۔!" نیمو جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالتا ہوا بولا۔ "اچھا خاصا پروگرام چل رہا تھا کہ دفعتاً گندے انڈے اور ٹماٹر چلنے لگے پھر لائٹ غائب ہو گئی بڑی مشکل سے نکل کر بھاگے۔!"

"آگ بھی لگی تھی شائد....!" ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"ہاں شاید....!"

"برا نہ مانئے گا صاحب.... پہلے خاص خاص جگہوں پر مجرے ہوا کرتے تھے عام لوگ محفوظ رہتے تھے۔ لیکن جب سے عوامی مجرے ٹکٹ پر شروع ہوئے ہیں کوئی بھی محفوظ نہیں رہا۔!"

"بڑی اچھی بات کہی تم نے اگر میں ڈپٹی کمشنر کا پیش کار ہوتا تو تمہیں دانشور بنا دیتا۔!" نیمو نے کہا۔

"جی صاحب....!"

"کچھ نہیں....!" صفدر جلدی سے بولا۔ "تم ٹھیک کہہ رہے ہو....!"

پندرہ بیس منٹ بعد ٹیکسی ایک بڑی سی عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور انہوں نے اُتر کر کرایہ ادا کیا۔ ٹیکسی باہر نکل گئی تو وہ پورچ کی طرف بڑھے۔ برآمدے میں روشنی تھی اور جولیا ایک آرام کرسی پر نیم دراز کوئی کتاب دیکھ رہی تھی اُن پر نظر پڑتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"یہ کیا ہوا۔۔۔!"

"یقین کرو ہمیں علم نہیں کہ اس حال کو پہنچنے کی وجہ کیا ہے۔۔۔!" نیمو ہنس کر بولا۔

"تم بتاؤ۔۔۔ یہ تو کبھی سنجیدہ نہیں ہوتا۔!" جولیا نے صفدر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔۔!" صفدر اسٹول پر بیٹھتا ہوا بولا اور نیمو اندر چلا گیا۔ پھر صفدر نے جولیا کو ٹاؤن ہال کی روداد سنائی تھی۔

جولیا تھوڑی خاموش رہ کر بولی۔ "اس کا ابھی تک کہیں پتا نہیں۔۔۔!"

"بازو کا زخم گہرا تو نہیں تھا۔۔۔!" صفدر نے پوچھا۔

"گہرا تو نہیں تھا۔۔۔ لیکن طوالت خاصی تھی۔!"

"لڑکی کا کیا حال ہے۔!"

"عمران نے منع کر دیا تھا کہ نہ اُس سے کچھ پوچھا جائے اور نہ اُسکے کسی سوال کا جواب دیا جائے۔!"

"مجھے علم ہے۔۔۔!" صفدر سر ہلا کر بولا۔

"لیکن اب وہ کچھ بتانا چاہتی ہے۔!"

"ایک انجکشن کے عوض۔۔۔!" صفدر نے مسکرا کر پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ غالباً۔۔!" جولیا طویل سانس لیکر بولی۔! "کبھی کبھی بہت زیادہ شور مچانے لگتی ہے۔!"

"صدیقی کہاں ہے۔۔۔!" صفدر نے پوچھا۔

"ابھی تک اُس کی بھی واپسی نہیں ہوئی۔۔۔!"

پھر صفدر بھی اٹھ کر اندر چلا آیا۔۔۔ آٹھ دس کمروں پر مشتمل بڑی سی عمارت تھی لیکن یہاں کوئی ملازم نہیں تھا۔ سارے کام اپنے ہاتھوں سے کرنے پڑتے تھے۔ البتہ جولیا نے کھانا پکانے سے قطعی انکار کر دیا تھا اس لئے کھانا باہر سے آتا تھا۔ عمران نے تو خاص کوشش کر ڈالی تھی کہ جولیا کچن سنبھال لے۔ لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی۔

نیمو اور صفدر نے لباس تبدیل کئے اور پھر نکل کھڑے ہوئے۔ اُن کا ارادہ تھا کہ کسی اچھے سے ہوٹل میں رات کا کھانا کھائیں گے۔!

"کیوں نہ ہوٹل آرٹ سرکل ہی چلیں۔۔۔!" نیمو نے کہا۔

"چلو۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔!"

"آخر یہ عمران صاحب کہاں غائب ہو گئے۔۔۔!"

"مجھے تو صرف اُن کے بازو کے زخم کی وجہ سے تشویش ہے۔۔۔!" صفدر بولا۔

"اُن حضرت کو شاید یاد بھی نہ ہو بازو زخمی ہے۔!" نیمو نے کہا۔

"ٹائپ تو یہی ہے۔۔۔!"

"ایسا آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گذرا۔۔۔!" نیمو نے طویل سانس لے کر کہا۔

"شاید میں زندگی بھر ان کا احسان مند رہوں گا۔!"

"اوہو۔۔۔ کس سلسلے میں۔۔۔!"

"ایسے نفسیاتی طریقے اختیار کر کے میری شراب نوشی ترک کروائی کہ مجھے احساس تک نہ ہو سکا اور اب سوچتا ہوں کہ اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو اسی شراب بندی کے دور میں کیسی اذیتوں سے گذرنا پڑتا۔!"

"لیکن جوزف کی چھ عدد اب بھی بر قرار ہیں۔!"

"غیر مسلموں کے لئے ویسے بھی کوئی پابندی نہیں۔۔۔!" نیمو نے کہا۔

"شاید اسی اصول کے تحت اُس کی بوتلیں محفوظ ہیں۔۔۔!"

"لیکن افسوس ناک بات یہ ہے کہ جن پر پابندی عائد کی گئی ہے وہ اب بھی پی رہے ہیں۔ غیر مسلموں سے تین گنی قیمت پر خریدتے ہیں اور پیتے ہیں۔!"

"محض تعزیری قوانین سے کام نہیں چلے گا۔ کبھی نہیں چلا۔۔۔ تعزیری قوانین صدیوں سے موجود ہیں۔۔۔ پھر کیا ہوتا رہا ہے۔!"

"پھر کیا صورت ہو گی۔۔۔؟ تبلیغ۔۔۔؟"

"تبلیغ بھی صدیوں سے جاری ہے۔۔۔!"

"کوئی حل۔۔۔!"

"پورے ڈھانچے کو بدلنا پڑے گا۔۔۔ صدق دل سے اللہ کی حاکمیت تسلیم کرنی پڑے گی۔!"

"کس کو۔۔۔؟ مجھے اور تمہیں۔۔۔ بس۔۔۔؟"

"نہیں!نہیں۔۔۔ جو زمین پر ہمارے حاکم ہیں۔۔۔ اللہ کی حاکمیت کو صدق دل سے تسلیم کر لینے کے بعد ہی وہ ہم سے بھی اللہ کے احکامات کی تعمیل کروا سکیں گے۔!"

"یوں تو سبھی الحمد اللہ اور انشاء اللہ کہتے ہوئے آتے ہیں۔!"

"کبھی نہ کبھی کوئی آئے گا دل کی آواز سمیت.... میں مایوس نہیں ہوں۔!"

ہوٹل آرٹ سرکل پہنچ کر انہوں نے لفٹ استعمال کرنے کی بجائے زینوں کا رخ کیا۔ ڈائننگ ہال پہلی منزل پر تھا یہاں کی رونق حسب دستور برقرار تھی۔ نیمو صدر دروازے ہی کے قریب ٹھٹک گیا۔!

"کیا بات ہے....!" صفدر نے مڑ کر پوچھا۔

"کمال ہے.... وہ یہاں موجود ہے۔!" نیمو نے سر کی جنبش سے بائیں جانب اشارہ کیا۔

صفدر نے اُسی سمت نظر دوڑائی اور سمجھ گیا کہ اشارہ کس کی طرف تھا۔

"سہراب ایک میز پر دکھائی دیا۔ اُس کے ساتھ ایک آدمی اور بھی تھا اور سہراب کے چہرے پر ایسی طمانیت نظر آرہی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ وہ آرٹسٹ سے زیادہ ایک پیشہ ور باکسر معلوم ہوتا تھا۔ بایاں کان بھی ٹوٹا ہوا تھا۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے بے پناہ قوت کا اظہار ہوتا تھا۔ صفدر نے نیمو کو اُسی گوشے کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔ اُن کے عقب میں کئی میزیں خالی تھیں۔ صفدر نے قریب ترین میز منتخب کی۔

یہاں سے وہ ان دونوں کی آوازیں صاف سن سکتے تھے۔ سہراب اپنے مقابل بیٹھے ہوئے آدمی سے کہہ رہا تھا۔ "یہ شخص دردِ سر بن گیا ہے۔!"

"کیا نام بتایا تھا آپ نے....!" سامنے بیٹھے ہوئے آدمی نے پوچھا۔

"علی عمران....!"

"نام کچھ سنا ہوا سا لگتا ہے....!"

"میں نے اُس کے بارے میں خاصی معلومات حاصل کرلی ہیں۔!" سہراب نے کہا۔ "بلیک میلر بھی ہے اور پولیس انفارمر بھی۔ سی آئی بی کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے انہی حرکتوں کی بناء پر باپ نے گھر سے نکال دیا تھا۔!"

"تو پھر کیا خیال ہے ہمارے سلسلے میں اُس کا رویہ کس نوعیت کا ہے۔!"

"دونوں ہی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ بلیک میل کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا تو پولیس انفارمر بن جائے گا۔!"

"کیا اس قسم کی کوئی تحریک ہوئی ہے اُس کی طرف سے....!"

"ابھی تک تو نہیں ہوئی۔ لیکن ہمیں اس کا منتظر رہنا چاہئے۔!"

"تلاش کر کے ٹھکانے کیوں نہ لگادیں....!" دوسرے آدمی نے کہا۔

"میں یہی چاہتا ہوں....!" سہراب طویل سانس لے کر بولا۔

"بس اس کی ایک تصویر چاہئے.... تلاش کر کے ختم کردوں گا۔!"

"فوزیہ کا سراغ ملا....!" سہراب نے سوال کیا۔

"نہیں.... تلاش جاری ہے۔!"

"تمہارے آدمی کاہل ہوتے جارہے ہیں۔!"

"ایسا تو نہیں ہے.... کیا تم نے اُن کی کارکردگی ٹاؤن ہال میں نہیں دیکھی۔!"

"ہاں.... یہ کام تو سلیقے سے کیا گیا تھا۔!"

"فوزیہ کو بھی جلد ہی ڈھونڈھ نکالیں گے۔!"

"آج کے کام کا چیک تمہیں کل مل جائے گا۔!"

"کیش ہو تو بہتر رہے گا۔!"

"کیش ہی سہی....!" سہراب نے لاپرواہی کے اظہار میں شانوں کو جنبش دی۔

پھر ان کی میز پر کھانا سرو کیا گیا تھا۔ ادھر نیمو اور صفدر بھی آرڈر پلیس کر چکے تھے۔

"کیا خیال ہے۔!" نیمو نے صفدر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"فوزیہ کی طرح اسے بھی غائب ہوجانا چاہئے۔!"

"اس سے کیا ہوگا....!"

"سہراب کو مزید تھوڑی سی پریشانی ہوجائے گی۔ ویسے میرا خیال ہے کہ وہ ٹھیکے پر کام کرارہا ہے۔!"

"کیا طریقہ اختیار کروگے....!" نیمو نے پوچھا۔

"یہاں سے نکل کر دونوں کے راستے الگ الگ ہوں گے۔ فی الحال سہراب کو نظر انداز کر کے اسی پر نظر رکھی جائے۔ اُس کے بعد پھر جہاں بھی موقع ملے ہاتھ صاف کردیں۔!"

"ٹھیک ہے....!" نیمو سر ہلا کر بولا۔

"فون کا ریسیور عمران کے ہاتھ میں تھا اور طویل فاصلے کی کال ہو رہی تھی۔ دوسری طرف محکمہ خارجہ کے سیکریٹری سر سلطان تھے۔ شاید سوتے سے جگائے گئے تھے اس لئے لہجے سے جھلاہٹ کا عنصر نمایاں تھا۔

"پچھلی رات بھی دیر سے سویا تھا۔ اب آج تم نے جگا دیا۔!"

"مجھے افسوس ہے جناب....!"

"تو کہو جلدی سے کیا کہنا ہے۔!"

"آپ کے ڈپٹی سیکریٹری والا معاملہ ہے۔!"

"کوئی نئی بات....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اول تو یہ ڈپٹی سیکریٹری کی بجائے سیکریٹری مشہور ہے۔ لیکن محل نما دولت خانہ اُسے سیکریٹری سے بھی بڑی چیز ثابت کر رہا ہے۔!"

"بڑا تیر مارا ہے تم نے....!" سر سلطان کا لہجہ طنز آمیز تھا۔

"جی میں نہیں سمجھا....!"

"وہ محل نما عمارت مسعود وارث کے باپ نوابزادہ وارث علی خان کی ملکیت ہے اور نوٹ کرو کہ وہ پشتینی رئیس ہے۔!"

"مسعود وارث کی بیٹی نے بتایا تھا کہ وہ وزارت خارجہ کا سیکریٹری ہے۔!"

"تمہیں اپنے باپ سے کبھی اتنی زیادہ دلچسپی ہی نہیں رہی۔ ورنہ تم انہیں صوبے کا گورنر بنا دیتے۔!"

"سبحان اللہ....!" عمران خوش ہو کر بولا۔ "کیا نکتہ عنایت فرمایا ہے۔!"

"اور کچھ....؟" سر سلطان غصیلے لہجے میں بولے۔

"مونالیزا کی نواسی مسعود وارث کے محل میں پناہ لینے والی ہے۔!"

"کیا مطلب....!"

"متعلقہ آدمی نے مسعود وارث کی بیٹی کو بلیک میل کر کے اس پر آمادہ کیا ہے کہ وہ چند دنوں کے لئے مونالیزا کی نواسی کی میزبان بننا منظور کر لے۔!"

"تو پھر کیا ہوا....؟" سر سلطان کے لہجے میں اضطراب تھا۔

"ہو سکتا ہے کہ اس وقت تک وہ وہاں پہنچ چکی ہو۔!"

"اگر ایسا ہے تو تمہارا اصل کام اب شروع ہوگا۔!"

"جی ہاں.... یہی سوچ سوچ کر میرا دم نکلا جا رہا ہے۔!"

"کیا مطلب....!"

"مسعود وارث کی دختر پر خطر شلی سلمہا.... مردوں کو خوفزدہ کرتی پھرتی ہے۔ تین دن ہوئے میری گاڑی کو بھی سائیڈ مارنے کی کوشش کر چکی ہے۔!"

"اچھا اب بکواس بند کرو.... مجھے نیند آرہی ہے۔!" سر سلطان کی آواز آئی اور رابطہ منقطع ہو گیا۔ عمران نے مایوسانہ انداز میں سر کو جنبش دی اور ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر تک میز کے قریب ہی کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائیل کئے۔ کئی بار کی کوشش کے بعد دوسری طرف کا ریسیور اٹھا تھا اور ایک بھرائی ہوئی سی نسوانی آواز آئی تھی۔ "ہیلو....!"

"جولیا.... یہ میں ہوں....!" اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"کہاں ہو.... کیسے ہو....!"

"جہاں بھی ہوں ٹھیک ہوں.... لڑکی کا کیا حال ہے۔!"

"شاید وہ کچھ بتانا چاہتی ہے.... لیکن تمہاری ہدایت کے مطابق نہ اُس سے کچھ پوچھا جا رہا ہے اور نہ اُس کے کسی سوال کا جواب دیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اطلاع اور بھی ہے۔!"

"جلدی سے کہہ جاؤ....!"

"صفدر اور نیمو بھی کسی کو لائے ہیں اور تمہاری آمد کے منتظر ہیں۔!"

"کسے لائے ہیں....!"

"وہ ابھی بے ہوش ہی ہے.... نام وہ دونوں بھی نہیں جانتے۔!"

"اچھی بات ہے.... میں آرہا ہوں....!" عمران نے کہا اور ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس چھوٹی سی عمارت میں وہ تنہا تھا۔ باہر نکل کر گاڑی میں بیٹھا اور اُس عمارت کی طرف روانہ ہو گیا جہاں اُس کے دوسرے ساتھی مقیم تھے۔

بائیں بازو کی تکلیف بڑھ گئی تھی لیکن اس کے چہرے سے اندازہ کرنا مشکل تھا کہ وہ کسی

جسمانی اذیت میں مبتلا ہے۔ جولیا برآمدے ہی میں منتظر ملی اُس کے ساتھ صفدر بھی تھا۔

"کسے پکڑ لائے ہو....؟" عمران نے صفدر سے پوچھا اور وہ اُسے بتانے لگا کہ کس طرح سہراب کا ایک ساتھی ہاتھ لگا ہے جس نے اُسے قتل کر دینے کا ذمہ لیا تھا۔

"کیا اب ہوش میں ہے....!"

"نہ صرف ہوش میں ہے بلکہ بہت بڑی بڑی دھمکیاں بھی دے رہا ہے۔!"

"تم بتاؤ.... تمہارا بازو کیسا ہے....!" جولیا بول پڑی۔

"ٹھیک ہے.... چلو.... وہ کہاں ہے....!" عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ پھر پلٹ کر صفدر سے پوچھا۔ "تم نے اُس پر یہ تو ظاہر نہیں کر دیا کہ اُسے یہاں کیوں لایا گیا ہے۔!"

"قطعی نہیں.. کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔ ہم تو ابھی تک صرف اسکی دھمکیاں سنتے رہے ہیں۔!"

"ٹھیک ہے....!"

صفدر عمران کو اس کمرے میں لایا جہاں اُسے بند کر رکھا تھا۔ جولیا ان کے ساتھ نہیں آئی تھی۔ وہ انہیں دیکھتے ہی کرسی سے اٹھ گیا اور خوں خوار آنکھوں سے گھورتا رہا۔!

"میں علی عمران ہوں.... اور تمہیں یہاں اس لئے لایا گیا ہے کہ مجھے ٹھکانے لگا دو....!"

صفدر نے اپنا ریوالور نکال لیا تھا جس کا رخ اس کی جانب تھا۔

"تت.... تم.... عمران....!" وہ ہکلا کر رہ گیا۔

"ہاں.... میں تم جیسوں کو زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ فوزیہ بھی یہیں ہے مجھے قتل کر کے اُسے نکال لے جاؤ....!"

"آخر.... تم چاہتے کیا ہو....؟" اس نے بے حد نرم لہجے میں پوچھا۔

"وہی جو یہاں کا ہر فرد چاہتا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"مونالیزا کی نواسی کے درشن....!"

"محض اتنی سی بات کے لئے دو قتل کر ڈالے۔!"

"تفصیل مجھے یاد نہیں....!" عمران مسکرا کر بولا۔

"ایک وہ جو ٹوائیلٹ میں پایا گیا تھا اور دوسرا وہ جو کمرہ نمبر بانوے میں ملا تھا۔!"

"اچھا یاد آیا.... ہاں ٹوائیلٹ والا.... فوزیہ کا منگیتر تھا اور دوسرا یہاں کا ایک دس نمبر بدمعاش....!"

"اور اب یہ تیسرا جرم تم لوگوں سے سرزد ہوا ہے کہ بے خبری میں مجھ پر حملہ کیا اور بے ہوش کر کے یہاں اٹھا لائے۔!"

"چوتھا کہو.... کیونکہ فوزیہ بھی ہمارے پاس ہے.... اور انجکشن نصیب نہ ہونے کی بناء پر ایڑیاں رگڑ رہی ہے۔!" اس کا منگیتر دراصل یہی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اُسے انجکشن کہاں سے دستیاب ہوتے ہیں۔!"

"اچھا تو پھر....!"

"جیسے ہی مجھے علم ہوا میں نے اُسے قتل کر دیا کیونکہ اس کی محبوبہ کے لئے انجکشن میں ہی فراہم کرتا تھا۔!"

وہ کچھ نہ بولا۔ سختی سے ہونٹ بھینچے عمران کو گھورتا رہا۔

عمران نے کہا۔ "اب تمہاری بچت اسی میں ہے کہ سہراب کے خلاف سرکاری گواہ بن جاؤ۔!"

"میں کسی سہراب کو نہیں جانتا....!"

"اچھا تو پھر اپنا ہی نام بتا دو....!"

"میں تم سے تنہائی میں بات کرنا چاہتا ہوں....!" اُس نے کہا۔

"کیا فائدہ!" عمران مسکرا کر بولا۔ "میرے پاس سودے بازی کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔!"

"اڑنے کی کوشش نہ کرو.... ہم جانتے ہیں کہ تم بلیک میلر ہو.... اور جب تمہارا شکار بلیک میل ہونے سے انکار کر دیتا ہے تو تم پولیس کے مخبر بن جاتے ہو۔!"

"بہت خوب.... میرے متعلق تمہاری معلومات بہت وسیع ہیں....!"

"ہم سے سودا کر کے تم گھاٹے میں نہیں رہو گے۔!"

"اگر یہ بات ہے تو ہماری گفتگو دوستانہ ماحول میں ہونی چاہئے۔!" عمران نے کہا۔

"میرا بھی یہی مشورہ ہے....!"

"میں نے تمہارا نام پوچھا تھا۔!"

"ساجد جمالی.... جلال آباد میں گمنام بھی نہیں ہوں۔ اگر وہ لڑکی فوزیہ سچ مچ تمہارے ہی

قبضے میں ہے تو اُسے بھی اس گفتگو میں شریک کر سکتے ہو۔!"

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ پھر صفدر کی طرف مڑ کر بولا۔ "ریوالور ہولسٹر میں رکھ لو اور فوزیہ کو یہاں لاؤ.... مسٹر ساجد جمالی سے اب کاروباری باتیں ہوں گی۔!"

صفدر نے خاموشی سے تعمیل کی۔ ساجد جمالی عجیب نظروں سے عمران کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ دفعتاً اُس نے اُس پر چھلانگ لگا دی.... عمران نے بڑی پھرتی سے جھک کر اُسے اپنی پشت پر لیا اور دوسری طرف اچھال دیا۔ ساجد کا سر سامنے والی دیوار سے ٹکرایا تھا اوندھے منہ فرش پر چلا آیا سر کی چوٹ نے فوری طور پر اٹھ جانے سے باز رکھا۔

"ساجد پہلوان میرے ساتھ محتاط رہو۔ مجھے علم ہے کہ تم فری اسٹائل کشتیوں میں بہت نام کما چکے ہو۔!" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ "کیا تم بھول گئے ہو کہ تین عدد چاقو بازوں کے ہاتھوں میں کھلے ہوئے چاقو تھے اور میں بالکل نہتا تھا۔!"

ساجد اٹھ گیا.... اور ڈھٹائی سے ہنس کر بولا۔ "میں صرف اطمینان کرنا چاہتا تھا کہ حقیقتاً وہی شخص ہو نا جس کا شہرہ سنتا رہا ہوں۔!"

"اب بھی اطمینان نہ ہوا تو مزید ہاتھ پیر ہلا دیکھو....!"

"نہیں.... بس.... میں اب مطمئن ہوں....!"

"بیٹھ جاؤ....!" عمران نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

وہ بیٹھ گیا اور اس طرح مسکراتا رہا جیسے ابھی تک بچوں کی طرح لایعنی سی شرارتیں کرتا رہا ہو۔ اتنے میں صفدر فوزیہ کو بھی لے آیا۔ اُس کا چہرہ ستا ہوا تھا اور آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے بہت نمایاں نظر آنے لگے تھے۔ عمران پر نظر پڑتے ہی گھگھیائی۔ "خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو.... میں سب کچھ بتا دوں گی۔!"

"تم کیا بتا دو گی....!" دفعتاً ساجد غرایا اور وہ چونک کر اُسے اس طرح دیکھنے لگی جیسے وہاں اُس کی موجودگی سے لاعلم رہی ہو۔

"تت.... تم....!" وہ ہکلا کر رہ گئی۔

"تم اپنی زبان قطعی بند رکھو گی....!" ساجد نے سخت لہجے میں کہا۔

"مسٹر ساجد جمالی.... یہ تمہارا ڈرائنگ روم نہیں ہے....!" عمران بولا۔

"اب تم اسے واپس بھیج سکتے ہو....!" ساجد نے کہا۔ "میں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ فوزیہ ہے بھی یا نہیں....!"

"ہے نا....!" عمران نے مسکرا کر پوچھا۔ پھر یک بیک بے حد سنجیدہ نظر آنے لگا۔ ساتھ ہی اب وہ ساجد کو اُس طرح گھور رہا تھا جیسے اُس کے حق میں کوئی خطرناک فیصلہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اُدھر ساجد کے تیور بھی اچھے نہیں تھے۔

عمران نے فوزیہ کی طرف ہاتھ ہلا کر صفدر سے کہا۔ "اسے واپس لے جاؤ اور انجکشن دے دو.... سامان میرے بریف کیس میں موجود ہے۔!"

صفدر اُسے واپس لے گیا.... اور عمران نے ساجد سے سوال کیا۔ "تم نے کس سلسلے میں اُسے زبان بند رکھنے کی ہدایت کی ہے....؟"

"میں تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دوں گا....!"

"اپنے وکیل کی موجودگی میں بھی نہیں....؟" عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں پوچھا۔ وہ سختی سے ہونٹ بھینچے بیٹھا رہا۔

"یہ تمہیں یک بیک کیا ہو گیا مسٹر ساجد.. تم تو مجھ سے کاروباری گفتگو کرنے جا رہے تھے۔!"

وہ اس پر بھی کچھ نہ بولا۔ آخر عمران نے کہا۔ "لیکن فوزیہ کو دیکھتے ہی تم نے اپنا ارادہ بدل دیا اور اُسے بھی زبان بند رکھنے کا حکم دے دیا۔!"

"میں ایک معزز شہری ہوں.... اور تم نے مجھے حبس بے جا میں رکھ چھوڑا ہے اس کے لئے تمہیں عدالت میں جوابدہ ہونا پڑے گا۔!"

"یہ تو میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم کس قسم کے معزز شہری ہو۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "فوزیہ کے منگیتر کے قتل میں تمہارا ہی ہاتھ ہے۔ جنہوں نے مجھ پر حملہ کیا تھا تمہارے ہی گرگے تھے۔ تم سہراب کے لئے معاوضے پر کام کر رہے ہو۔!"

"کہے جاؤ.... زبان تمہاری اپنی ہے۔!" ساجد سر ہلا کر بولا۔

صفدر واپس آ گیا اور عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "اسے بند رکھو اور اس سے اعتراف کراؤ کہ یہ فوزیہ کے منگیتر کے قتل میں ملوث ہے اور مجھ پر حملہ کرنے والے تینوں چاقو باز اسی کے آدمی تھے۔!"

"تم پچھتاؤ گے....!" ساجد غرایا۔

لیکن عمران اس کی جانب توجہ دیئے بغیر صفدر سے بولا۔ "دو چار پسلیاں یا ایک آدھ دانت ٹوٹ جائے تب بھی اپنا عمل اس وقت تک جاری رکھنا جب تک یہ اعتراف نہ کرلے۔!"

اُس کمرے سے نکل کر عمران جولیا کے کمرے کیطرف چل پڑا۔ دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔

"اب کیا سونے بھی نہیں دو گے....!" اندر سے آواز آئی۔

"اچھا اچھا.... سو جاؤ....!"

"ٹھہرو.... صدیقی کی میسج ہے....!" جولیا نے کہا اور دروازہ کھول دیا۔ اُس نے شب خوابی کے لباس پر گاؤن پہن رکھا تھا۔

"میں اندر نہیں آؤں گا.... صدیقی کا پیغام....!"

"ابھی ابھی اُس نے اطلاع دی ہے کہ سہراب کے آدمی ایک برقع پوش عورت کو وارث محل کے قریب اُتار گئے ہیں۔ اُن کے چلے جانے کے بعد عورت نے برقع اُتار کر سوٹ کیس میں رکھ لیا اور پیدل چل کر وارث محل کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوگئی۔!"

"شکریہ....!"

"کیا تم پھر واپس جارہے ہو....!"

"نہیں.... ذرا فوزیہ سے دو چار باتیں ہوں گی۔!"

"میرا خیال ہے کہ تم اُس سے گفتگو.... میں اُسے اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش کررہی ہوں۔!" جولیا نے کہا۔

"جیسی تمہاری مرضی.... او کے.... بائی بائی....!"

"زخمی بازو کا خیال رکھنا....!" جولیا نے اونچی آواز میں کہا مگر اتنی دیر میں عمران صدر دروازے تک پہنچ چکا تھا۔

شلی حیران رہ گئی۔ ایک ٹک اسے دیکھے جارہی تھی اور وہ بھی گم سم کھڑی تھی۔ وہی چہرہ... ہو بہو وہی چہرہ.... مونالیزا کی پورٹریٹ کے سامنے کھڑی کردی جاتی تو بالکل ایسا ہی لگتا جیسے آئینے کے سامنے کھڑی ہو۔

بالآخر اُس نے اکھڑی اکھڑی سی انگلش میں کہا۔ "تم بہت مہربان معلوم ہوتی ہو۔!"

"اوہ.... خوش آمدید....!" شلی چونک کر بولی۔ "تمہیں یہاں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔!"

پھر اس نے خود ہی اُس کے ہاتھ سے سوٹ کیس لے لیا اور اُسے ایک ملازم کو تھماتی ہوئی بولی۔ "اسے لے جاؤ اور اُس کمرے میں رکھ دو جو ان کے لئے تیار کیا گیا ہے۔!"

ملازم سوٹ کیس لے کر چلا گیا اور شلی اُسے نشست والے کمرے میں لے آئی۔

"کچھ کھانے پینے کی خواہش ہو تو.... لیکن شراب نہ پیش کرسکوں گی۔ ہمارے یہاں کوئی نہیں پیتا۔!" شلی نے کہا۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں.... کھانا بھی کھاچکی ہوں.... البتہ اگر کافی پلوا سکو تو شکر گذار ہوں گی۔!"

"ضرور ضرور....!" شلی اٹھتی ہوئی بولی۔ "میں ابھی آئی۔!"

کچن میں پہنچ کر اُس نے خانساماں سے کافی کے لئے کہا اور سٹنگ روم میں واپس آئی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی اُس نے ریسیور اٹھالیا دوسری طرف سے سہراب کی آواز آئی۔ "میں شکر گذار ہوں محترمہ....!"

"کوئی بات نہیں.... مجھے خوشی ہے کہ سب سے پہلے میں نے اُسے دیکھا۔!"

"ویسے ایک ضروری بات سے آگاہ کردوں...... وہ کسی قدر دماغ سے اُتری ہوئی ہے...... نہیں خطرناک نہیں ہو جاتی۔ بس اس کی کسی بات کا اعتبار نہ کیجئے گا۔!"

"مم.... میں نہیں سمجھی....!"

"کبھی کبھی ذہنی رو بہکتی ہے اور وہ ناقابلِ فہم باتیں کرنے لگتی ہے۔ جھوٹ بھی بولتی ہے۔ مثلاً وہ یہ بھی کہہ سکتی ہے کہ آپ کے گھر اس لئے بھیجی گئی ہے کہ آپ کو قتل کردے یا آپ کی تجوری کا صفایا کردے۔ اپنے بارے میں عجیب عجیب قصے بھی سنا سکتی ہے۔!"

"ابھی تک تو ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔!" شلی نے طویل سانس لے کر کہا۔

"میں نے سوچا آپ کو آگاہ کردوں.... کہیں آپ پریشان نہ ہو جائیں....!"

"شکریہ.... میں خیال رکھوں گی لیکن آپ بھی اپنا وعدہ یاد رکھئے گا۔ صرف دو دن کی بات ہوئی تھی۔!"

"مطمئن رہیئے.... اس کے خلاف نہیں ہوگا.... اچھا شب بخیر....!"

"شب بخیر!" شلی نے کہا اور دوسری طرف انقطاع کی آواز سن کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

فوراً ہی پھر گھنٹی بجی اُس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا اس بار عمران کی آواز سنائی دی تھی۔

"پہنچی یا نہیں....؟"

"ہاں دس منٹ بعد پھر رنگ کرنا....!" کہہ کر اُس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور لوئیسا کے پاس آ بیٹھی۔

"تمہارا نام لوئیسا ہے نا....؟" اُس نے اُس سے پوچھا۔

"ہاں اور تمہارا....؟"

"شلی....!"

"کانوں کو اچھا لگتا ہے....!" وہ مسکرا کر بولی۔

"کافی جلد ہی آجائے گی....اور جس چیز کی ضرورت ہو بے تکلفی سے کہہ دینا....!"

"ضرور.... ضرور.... تم بہت مہربان معلوم ہوتی ہو۔ میرا سابقہ زیادہ تر سخت گیر لوگوں سے پڑتا رہا ہے۔ میں بہت مظلوم ہوں۔!"

"سن کر افسوس ہوا....!"

"میں نہیں جانتی کہ میں کون ہوں اور کہاں سے آئی ہوں۔ لیکن اطالوی روانی سے بول سکتی ہوں۔ انگلش اچھی نہیں ہے۔ اعتماد کے ساتھ نہیں بول سکتی۔ پتا نہیں میں اپنا مافی الضمیر بیان کر پا رہی ہوں یا نہیں۔!"

"نہیں تم اچھی خاصی انگلش بول سکتی ہو....!" شلی نے کہا۔ "میں اطالوی سے نابلد ہوں۔ یوروپی زبانوں میں صرف انگلش بول اور سمجھ سکتی ہوں۔!"

"تمہاری انگلش بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔!"

"شکریہ....!"

اتنے میں ایک ملازم کافی کی ٹرالی لے آیا۔ اُس پر کھانے کی بھی کچھ چیزیں نظر آ رہی تھیں۔ شلی نے ملازم سے کہا کہ وہ مہمان کے لئے کافی انڈیلے اور لوئیسا سے معذرت کر کے وہاں سے اٹھ آئی اور ٹیلی فون کے نظام میں ایسی تبدیلی کر دی کہ ساری کالیں صرف لائبریری کے فون پر آئیں۔ اس کے بعد وہ لائبریری میں پہنچ کر عمران کی کال کا انتظار کرنے لگی۔

ملازم کو ہدایت کر آئی تھی کہ وہ اُس کی واپسی تک ڈرائنگ روم ہی میں ٹھہرے.... ٹوٹی پھوٹی انگلش وہ بھی بول سکتا تھا۔

بار بار گھڑی دیکھ رہی تھی۔ ٹھیک دسویں منٹ پر فون کی گھنٹی بجی اور اُس نے مضطربانہ انداز میں ریسیور اٹھا لیا۔

"میرا خیال ہے کہ دس منٹ پورے ہو گئے....!" عمران کی آواز آئی۔

"سب سے پہلے تو یہ بتاؤ کہ تم مجھے دھوکہ دے کر چلے کیوں گئے....؟" شلی نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"کچھ ایسا ہی ضروری کام تھا۔ اب پھر فرصت ہے۔!"

"میں چاہتی ہوں کہ جب تک وہ یہاں رہے تم بھی رہو....!"

"میں نے کب انکار کیا ہے اس سے....!"

"تو پھر فوراً آؤ.... یہیں لائبریری میں رہنا ہو گا.... تمہیں....!"

"دیکھو.... میں اُسی وقت لائبریری تک پہنچ سکوں گا جب چوکیدار غافل ہو جائے۔ خیر تم بتاؤ کیا رہی....!"

"وہ آگئی ہے اور اس وقت ڈرائنگ روم میں بیٹھی کافی پی رہی ہے۔ تمہاری کال اس کی موجودگی میں ریسیو نہیں کرنا چاہتی تھی اس لئے دس منٹ بعد کی بات کی تھی۔!"

"میں سمجھ گیا تھا....!"

پھر شلی نے اُسے سہراب کی کال کے بارے میں بتاتے ہوئے پوری گفتگو دہرا دی تھی۔

"کوئی بڑا چکر ہے....!"

"لیکن مجھے کسی چکر سے کیا سروکار.... یہاں تو ڈیڈی بھی نہیں رہتے کہ انہی کا کوئی معاملہ سمجھا جا سکتا.... کیونکہ وہ محکمہ خارجہ سے تعلق رکھتے ہیں۔!"

"تم اپنے ڈیڈی کے بارے میں اتنی ڈینگیں کیوں مارتی ہو....!"

"کیا مطلب....!"

"تم نے بتایا تھا کہ تمہارے ڈیڈی سیکریٹری ہیں جبکہ سیکریٹری صاحب نہ ابھی ریٹائر ہوئے ہیں اور نہ فی الحال مرتے ہوئے ہی نظر آتے ہیں۔!"

"ہو سکتا ہے بے خیالی میں کہہ دیا ہو یا تمہیں غلط یاد آ رہا ہو۔ سیکریٹری تو سر سلطان ہیں رشتے میں میرے خالو لگتے ہیں۔!"

"یہ بتانا کیا ضروری تھا۔!"

"ڈینگیں مار رہی ہوں....!" وہ جھلا کر بولی۔

"خیر.... خیر.... کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ میں عقبی پارک کی طرف سے آجاؤں۔ دراصل بازو کی تکلیف بہت بڑھ گئی ہے۔ اکزاہاسٹ پائپ کے ذریعے سے اوپر پہنچنے میں دشواری ہو گی۔!"

"اُدھر سے کیسے آؤ گے۔!"

"عقبی دروازہ کھول دینا.... اور اُدھر کی راہداری کی لائٹ آف کرا دینا۔!"

"اتنا زیادہ جانتے ہو یہاں کے بارے میں....!"

"کوئی کام ادھورا نہیں چھوڑتا۔!"

"اچھی بات ہے یہی سہی....!" کہہ کر شلی نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔!

پھر وہ نیچے آئی اور اس طرف چل پڑی جدھر سے عمران کے داخلے کا انتظام کرنا تھا۔ اس میں زیادہ دیر نہیں لگی تھی۔

ڈرائنگ روم میں لوئیسا ملازم کو کچھ سمجھانے کی کوشش کرتی ہوئی پائی گئی اور پھر شلی کو دیکھتے ہی ہنس پڑی۔

"میں اسے بتا رہی تھی کہ اٹلی میں لوگ کس طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔!" اس نے بالآخر وضاحت کی۔

شلی نے ملازم کو جانے کا اشارہ کیا اور لوئیسا سے بولی۔ "اب چلو میں تمہیں تمہاری خواب گاہ تک پہنچا دوں....!"

"کیا مجھے تنہا سونا پڑے گا۔!" وہ پریشان ہو کر بولی۔

"ہاں ہم سب الگ الگ کمروں میں سوتے ہیں۔!"

"تم لوگ بہت دولت مند معلوم ہوتے ہو.... مجھے اپنے والدین سے بھی ملاؤ....!"

"فی الحال وہ سب باہر گئے ہیں.... میں تنہا ہوں....!"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ مجھے اپنے کمرے میں سلا لو....!"

"وہاں ایک ہی بستر ہے....!"

"میرے لئے فرش پر انتظام کر دینا کسی وجہ سے میں تنہا نہیں رہنا چاہتی۔!"

"ڈر لگتا ہے....؟" شلی نے پوچھا۔

"یہی سمجھ لو....!"

"کیا یہ حقیقت نہیں کہ تم مونالیزا کی نواسی ہو....!"

"میں نہیں جانتی انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ میرا نام لوئیسا ہے اور میں مونالیزا کی نواسی ہوں۔!"

"کس نے بتایا ہے....!"

"اُسی نے جس نے یہاں بھیجا ہے۔!"

"تمہاری مراد سہراب سے ہے....!"

"ہاں.... سہراب کہتا ہے کہ میں اُس کی ماڈل ہوں لیکن اس نے میری وہ تصویریں کب بنائیں۔ تم خود سوچو.... ماڈل کا مطلب یہ ہے کہ تصویر بناتے وقت ماڈل سامنے ہو۔ لیکن مجھے یاد نہیں پڑتا کہ اُس نے کبھی مجھے سامنے بٹھا کر کوئی تصویر بنائی ہو۔!"

"واقعی بڑی عجیب بات....!"

"اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ مجھے علم نہیں کہ میں سہراب کے پاس کس طرح پہنچی۔ کیونکہ اس سے پہلے میں جہاں تھی وہاں کے لوگ جرمن بولتے تھے۔!"

"تم بڑی عجیب باتیں کر رہی ہو....!"

"میں بہت خوفزدہ ہوں....!"

"آخر کیوں....؟"

"کیا یہ خوفزدہ ہونے کے لئے کافی نہیں ہے۔ جو کچھ میں نے تمہیں ابھی بتایا ہے۔!"

"میں کچھ سمجھ ہی نہیں سکی....!"

"کیا نہیں سمجھیں....!"

"یہی کہ تمہیں علم ہی نہیں کہ تم سہراب کے پاس کیسے پہنچیں....!"

"اس کے لئے میں قسم کھا سکتی ہوں....!"

"اور تمہیں سہراب سے کوئی شکایت بھی نہیں....؟"

"ہے کیوں نہیں.... میں اُس سے بہت خوفزدہ ہوں.... پتا نہیں وہ کیا چاہتا ہے اور میرے توسط سے کیا کرنا چاہتا ہے۔!"

"کیا تمہیں اپنے والدین یاد ہیں....!"

"نہیں.... میں ان کے بارے میں سوچتی ہوں اور میرا سر گھومنے لگتا ہے۔!"

"تم نے سہراب سے اپنے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کی ہوگی۔!"

"ظاہر ہے.... لیکن اس کا جواب میری سمجھ میں نہیں آیا....!"

"وہ کیا کہتا ہے....؟"

"یہی کہ میں نے تمہیں پچاس ہزار ڈالر میں خریدا ہے میں پوچھتی ہوں کہ کس سے خریدا ہے تو وہ کسی جرمن کا نام لیتا ہے۔!"

"یہاں کیوں بھجوایا ہے تمہیں....؟"

"کہہ رہا تھا کہ کوئی بدمعاش آدمی مجھے اس سے چھین لینا چاہتا ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کتنی مشکل میں ہے میری زندگی....!"

"واقعی بڑی عجیب بات ہے....!" شلی نے کہا۔ اُسے اس کے بارے میں سہراب کی ہدایات یاد آنے لگیں جو اُس نے اُس کے پہنچنے کے بعد ہی فون پر دی تھیں۔

"مجھے تمہارے چہرے پر انسانیت کا نور نظر آرہا ہے۔!" وہ شلی کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔

"تم ضرور میری مدد کرو گی۔!"

"میں کس طرح تمہاری مدد کر سکتی ہوں....!" شلی نے پوچھا۔

"مجھے کہیں چھپادو اور سہراب سے کہہ دینا کہ میں تمہیں اطلاع دیئے بغیر کہیں چلی گئی ہوں۔!"

شلی چکرا کر رہ گئی اس کی درخواست پر اُس کا جواب کیا ہونا چاہئے۔ اگر وہ بقول سہراب کسی قدر دماغ سے اُتری ہوئی ہے لیکن کیا ضروری ہے کہ سہراب نے اُس کے بارے میں سچ ہی بولا ہو۔ آخر اُس نے بلیک میل کر کے تو اپنی کاربراری کی تھی۔ وہ کوئی اچھا آدمی تو تھا نہیں۔ اس مرحلے پر بھی شلی کو عمران کے مشورے کی ضرورت تھی۔

"میں اس معاملے پر غور کروں گی....!" اُس نے لوئیسا سے کہا۔

"غور کرو گی....!" وہ حیرت سے بولی۔ "اس میں غور کرنے کی کیا بات ہے۔ کسی مصیبت

زدہ کی مدد کرنے کے سلسلے میں غور و فکر کا کیا کام....!"

"میں سوچ رہی ہوں کہ مجھ سے جھوٹ بولا بھی جائے گا یا نہیں....!"

"تم مجھے ایک بُرے آدمی سے نجات دلاؤ گی۔ لہٰذا یہ جھوٹ نہیں ہوگا بلکہ اسے حکمت عملی کہیں گے۔!"

"اچھا.... اچھا....!" شلی سر ہلا کر بولی۔ "تم یہاں دو دن مقیم رہو گی اسی دوران میں کوئی تدبیر کر لی جائے گی۔!"

"لیکن مجھے اپنے ہی کمرے میں سلانا.... تنہا نہیں سوؤں گی۔!"

"اچھا.... ٹھہرو.... میں اپنی خواب گاہ میں ایک دیوان ڈلوائے دیتی ہوں۔!" شلی نے کہا اور پھر ڈرائینگ روم میں نکل آئی۔ ملازم اونگھ رہے تھے۔ شاید منتظر تھے کہ وہ دونوں سونے کے لئے چلی جائیں تو خود بھی اپنے ٹھکانے سے لگیں۔ شلی انہیں ہدایات دے کر اسی جانب چل پڑی جدھر سے عمران کو داخل ہونا تھا۔ اُس طرف کا دروازہ بند ملا۔ گویا عمران نے داخل ہو کر دروازہ بولٹ کر دیا تھا اور اب وہ لائبریری میں ہوگا۔ یہی سوچتی ہوئی اوپری منزل کے زینوں کی طرف بڑھی۔

لیکن لائبریری میں پہنچ کر بھونچکی رہ گئی۔ عمران کی بجائے وہاں سہراب نظر آیا تھا اور اس طرح چاروں طرف دیکھ رہا تھا جیسے کسی چیز کی تلاش میں ہو.... شلی کا پارہ چڑھ گیا اور گرج کر بولی۔ "یہ کیا حرکت....!"

"گرم ہونے کی ضرورت نہیں....!" سہراب نے تلخ لہجے میں کہا۔ "میں ایک ایسے آدمی کا پیچھا کرتا ہوا یہاں پہنچا ہوں جو چوروں کی طرح عقبی پارک سے یہاں داخل ہوا تھا۔!"

"چوروں کیطرح داخل ہوا تھا۔!" شلی نے حیرت سے کہا۔ "لیکن آپ یہاں کیا کر رہے تھے۔!"

"لوئیسا کا تحفظ کرنا میری ذمہ داری ہے۔!"

"اگر اُسے یہاں غیر محفوظ سمجھتے تھے تو بھیجنے کی کیا ضرورت تھی اور پھر سیدھے اسی طرف کیوں چلے آئے....؟"

"اور آپ کیوں آئیں....؟"

"مجھے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کوئی زینوں سے گذرا ہو۔ ملازموں کا بغیر اجازت اوپر جانا منع ہے!"

"میں اس لئے سیدھا ادھر آیا کہ وہ بھی ادھر ہی آیا تھا۔!"

"میں یقین نہیں کر سکتی.... عقبی دروازہ بند رہتا ہے یا پھر ہو سکتا ہے وہ کوئی ملازم ہی رہا ہو۔ میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔!"

"اُدھر کس کی خواب گاہ ہے۔!" سہراب نے دادا جان کی خواب گاہ کی طرف ہاتھ اٹھا کر پوچھا۔ شلی کو پھر طیش آ گیا۔

"تم یہاں سے فوراً چلے جاؤ.... بس اتنا ہی کافی ہے کہ میں نے اُسے پناہ دے دی ہے۔!"

"میں دوسری بات سوچ رہا ہوں محترمہ....!"

"کہو جلدی سے.... تمہارا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔!"

"حالانکہ میں اب یہیں ٹھہرنے کی سوچ رہا ہوں....!"

"تم ہوش میں ہو یا نہیں....!"

"میں بالکل ہوش میں ہوں.... جیسا کہ آپ نے بتایا کہ یہاں ملازم بھی اجازت حاصل کئے بغیر نہیں آسکتے تو یہی جگہ میرے لئے بے حد مناسب رہے گی اور میں قریب رہ کر لوئیسا کی حفاظت کر سکوں گا۔ اب آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں آپ کے ملازموں کو بھی علم نہیں ہو سکے گا کہ میں یہاں موجود ہوں۔!"

"میں اس پر تیار نہیں ہو سکتی.... تم فوراً یہاں سے چلے جاؤ....!"

"محترمہ آپ ایک بہت بڑے خطرے سے دوچار ہیں۔ اگر عقبی دروازے سے آنے والا آپ کا کوئی ملازم تھا تو اُس نے دروازے کو بولٹ کیوں نہیں کر دیا اور اندر داخل ہو جانے کے بعد اُس نے دروازہ کھلا چھوڑ دیا تھا تبھی تو میں اندر پہنچ سکا....!"

"ہو سکتا ہے.... اسے دوبارہ باہر جانا رہا ہو....!"

"لیکن وہ اوپر آیا تھا اور پھر یہاں سے اُس کی واپسی نہیں ہوئی تھی۔!"

"یہاں سے آسمان کی طرف پرواز کر گیا ہو گا۔!" شلی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"آپ میری بات پر یقین کیوں نہیں کرتیں۔ وہ اوپر ہی آیا تھا کیا کوئی دوسرا زینہ بھی یہاں موجود ہے۔!"

"اگر ہوتا تو آسمان کی طرف پرواز کر جانے والی بات نہ کرتی۔!"

"تو پھر ادھر آیئے میں آپ کو دکھاؤں.... اس کمرے کی ایک کھڑکی کھلی ہوئی ہے وہی جس

کے قریب سے اگزہاسٹ پائپ گذرتا ہے۔!"

"وہ اگزہاسٹ پائپ کے سہارے نیچے اُتر گیا ہو گا۔!"

شلی ہنس پڑی اور بولی۔ "عجیب احمق آدمی تھا کہ دروازے سے داخل ہوا اور پائپ کے سہارے نیچے اتر کر پھر باہر چلا گیا۔!"

"تھا نا احمق....!" سہراب انگلی اٹھا کر بولا۔ "ہو سکتا ہے وہی احمق ہو جس کے ساتھ آپ دونوں نے کمرہ نمبر بانوے میں کھانا کھایا تھا۔!"

"اچھا تو پھر.... تم سے مطلب....!" شلی آنکھیں نکال کر بولی۔

"آپ یہ کیوں بھول جاتی ہیں کہ وہ دو آدمیوں کا قاتل ہے ایک کو پستول سے مارا اور دوسرے کو چاقو سے....!"

"دوسرے کو چاقو سے مارنے کی کیا ضرورت تھی جب کہ اُس کے پاس پستول بھی تھا۔!"

"اس قسم کے سوالات میں ذہن کو نہ الجھایئے۔ آپ کی پوزیشن خطرناک ہو گئی ہے۔ مجھے تو اسی شخص کا کارپرداز معلوم ہوتا ہے جو لوئیسا کو اغواء کرالینا چاہتا ہے۔!"

"جہنم میں جائے میں کچھ نہیں جانتی۔ وہ میری اُس سے دوسری ملاقات تھی۔ ایک دن پہلے اس نے ہمیں کچھ غنڈوں سے بچایا تھا اور دوسری دفعہ اُس سے آرٹ گیلری میں ملاقات ہوئی تھی۔ وہاں بھی اُس نے ہماری مدد کی اور ایک چور زینے سے اوپری منزل میں پہنچا دیا۔!"

"وہ چور زینہ نہیں ہے محترمہ.. بلکہ میرے آفس سے اوپر جانے کا براہِ راست ذریعہ ہے۔!"

"ہاں اُس نے یہی بتایا تھا کہ وہ آپ کا آفس ہے....!"

"وہاں بھی چوروں کی طرح داخل ہوا تھا۔!" سہراب نے حقارت سے کہا۔ "اور آپکی مدد محض ایک ڈرامے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس طرح اُس نے آپ سے متعارف ہونیکی کوشش کی تھی۔!"

"مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس لئے....؟"

"یہی تو میں دیکھوں گا....؟"

"آپ کیوں دیکھیں گے....؟ میں نے آپ سے درخواست تو نہیں کی اُس معاملے میں ضرور ٹانگ اڑایئے....!"

"اب تو مجھے دیکھنا ہی پڑے گا کہ کہیں وہ اسی ذی اثر آدمی کا کارپرداز تو نہیں ہے۔!"

"کس ذی اثر آدمی کی بات کر رہے ہیں۔!"

"بعض وجوہ کی بناء پر اس کا نام ظاہر نہیں کر سکتا۔!"

"ہو گا.... وہ بھی جہنم میں جائے۔ اب میں آپ سے پوچھتی ہوں کیا یہ گھر محفوظ ہے؟"

"میں نہیں سمجھا....!"

"وہ اندر آیا کسی کے کان پر جوں نہ رینگی۔ آپ تشریف لائے کسی کو علم نہ ہو سکا۔ اگر مجھے ایک ضروری کام یاد نہ آگیا ہوتا تو میں بھی ادھر توجہ نہ دیتی۔ پھر وہ لوئیسا یہاں کیسے محفوظ رہ سکتی ہے۔!"

"مجھے غلط فہمی ہوئی تھی۔ واقعی یہ عمارت محفوظ نہیں ہے۔ معمولی چور اُچکے بھی یہاں داخل ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے میں بھی یہاں قیام کرنے پر مجبور ہو گیا۔!"

شلی کو پھر غصہ آتے آتے رہ گیا۔ بڑی عجیب پوزیشن میں تھی۔ پولیس سے رجوع کرنے کا تو تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ ملازموں کو بلاتی تب بھی بات پولیس ہی تک جا پہنچتی۔ اب اُسے عمران پر از حد غصہ آرہا تھا۔ محض اس کا وجود کتنی پریشانیوں کا باعث بن گیا۔ آیا تھا لیکن پھر نہ جانے کہاں غائب ہو گیا۔ لیکن سہراب کے قیام کے تصور سے ہی دل لرز رہا تھا۔ کاش وہ پہلے ہی جی کڑا کر کے لوئیسا کو پناہ دینے سے انکار کر دیتی۔ پتا نہیں ان حالات کی تہہ میں کیا تھا۔ پہلے لوئیسا کو بھیجا پھر خود بھی پہنچ گیا۔ آخر اُسی کا مکان کیوں....؟ سہراب کہیں اور بھی لوئیسا کو رکھ سکتا تھا۔ پھر اس کو فوزیہ یاد آئی۔ آخر اُس نے اُس پر کیوں نہیں ظاہر ہونے دیا کہ اُس کے سہراب سے مراسم تھے۔

"اب آپ کیا سوچ رہی ہیں....!" دفعتاً سہراب نے پوچھا۔

"یہی کہ میں واقعی بڑی دشواری میں پڑ گئی ہوں۔!"

"اور اس کی ذمہ داری اُس احمق پر ہے جو ہم دونوں کا مشترکہ دشمن ہے۔! بظاہر احمق لیکن بباطن بے حد چالاک۔ اس نے پہلے ہی سے اندازہ لگالیا تھا کہ میں لوئیسا کے سلسلے میں کسی دشواری میں پڑ جانے پر کدھر کا رخ کروں گا۔ لہٰذا اس نے آپ سے بھی جان پہچان پیدا کرنے کی کوشش کی۔!"

"میری وہ سہیلی فوزیہ بھی مفقود الخبر ہو گئی ہے اور اُس کا منگیتر بھی آپ کی آرٹ گیلری ہی میں مار ڈالا گیا۔!"

"اوہو.... تو وہ آپ کی سہیلی کا منگیتر تھا۔ بڑی عجیب بات ہے۔ حیرت انگیز....!"

شلی اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ لیکن وہ صرف حیرت ظاہر کر کے رہ گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "اب تو یہ بات آپ کی سمجھ میں آگئی ہو گی کہ میں آپ کے لئے مخدوش ہوں یا وہ ہے۔!"

"میری تو کچھ بھی سمجھ میں نہیں آرہا۔ میں سونے جا رہی ہوں۔!" وہ دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

"اور اب مجھے یقین ہے کہ آپ کوئی غیر ذمہ دارانہ قدم نہیں اٹھائیں گی۔!" سہراب نے کہا۔

شلی ڈرائینگ روم میں واپس آئی۔ لوئیسا کرسی پر بیٹھے بیٹھے سو گئی تھی۔ اُس نے اُسے جگایا اور وہ ہڑبڑا کر سیدھی بیٹھ گئی۔

"میری خواب گاہ میں چلو تمہارے سونے کا بھی وہیں انتظام ہو گیا ہے۔!" شلی نے کہا اور وہ اس کا شکریہ ادا کر کے اٹھ کھڑی ہوئی۔

خواب گاہ میں پہنچی اور دیوان پر سادھوؤں کی طرح پالتی مار کر بیٹھ گئی۔ خود شلی بھی یہی چاہتی تھی کہ اس سے مزید کچھ باتیں ہو جاتیں تو بہتر تھا۔ بیٹھنے کا انداز یہی بتا رہا تھا کہ شاید وہ بھی فوری طور پر سو جانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

شلی اُس کے قریب بیٹھ کر آہستہ سے بولی۔ "میں نے سوچا تھا کہ تمہاری کچھ مدد کروں لیکن اب یہ ناممکن ہے۔!"

"کیوں؟ اب کیوں ناممکن ہے۔ کیا یہاں سونے کی وجہ سے۔!" اس نے بڑی سادگی سے پوچھا۔

"نہیں.... شاید سہراب جانتا تھا کہ تم فرار ہونے کی کوشش کرو گی۔ اس لئے وہ بھی یہیں آگیا ہے۔!"

"وہ بھی آگیا ہے....!" لوئیسا بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بیٹھ جاؤ....!" شلی ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "وہ واقعی اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہارے لئے کیا کروں.... وہ اوپری منزل پر چھپا بیٹھا ہے۔!"

"تت.... تم.... پولیس کو مطلع کر دو.... میری مدد کرو....!" لوئیسا گھگھیا کر بولی۔

"یہی تو نہیں کر سکتی.... کیونکہ وہ مجھے بلیک میل کر رہا ہے۔!"

"نہیں....!" لوئیسا اچھل پڑی اور پھر دہشت زدگی نے اُس کا چہرہ بگاڑ دیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے زبان گنگ ہو کر رہ گئی ہو۔

"تب پھر... تب پھر... تم میرے لئے کیا کر سکو گی۔!" وہ تھوڑی دیر بعد روہانسی ہو کر بولی۔

"میں تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں.... یقین کرو....!" شلی نے کہا۔

"لل.... لیکن وہ تمہیں بلیک میل کر رہا ہے.... اُس نے تو مجھ سے یہ کہا تھا کہ تم اس کی دوست ہو.... میں یہ کبھی نہ چاہوں گی کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچے۔ وہ ظالم ہے.... بے حد ظالم... کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میں کون ہوں....!"

شلی کو وہ کہانیاں یاد آ گئیں جن میں یادداشت کھو بیٹھنے والے کرداروں کے واقعات پڑھے تھے۔ پتا نہیں اس بیچاری پر کیا گذری ہے....؟ اور سہراب اُسے کس مقصد کے لئے استعمال کر رہا ہے۔ وہ اس کا شانہ تھپک کر بولی۔ "تم فکر نہ کرو.... تمہیں یہیں ایسی جگہ چھپا دوں گی کہ اس کے فرشتے بھی نہ تلاش کر پائیں گے اور اُس سے کہہ دوں گی کہ میں گہری نیند سو رہی تھی۔ تم پتہ نہیں کب اٹھ کر کہاں چلی گئیں۔!"

"کیا یہ ممکن ہے....؟" وہ خوش ہو کر بولی۔

"بس فی الحال اس سلسلے میں خاموشی اختیار کر لو....!" شلی نے آہستہ سے کہا۔

"اگر شب خوابی کا لباس پہننا چاہتی ہو تو باتھ روم میں چلی جاؤ۔ ہم روشنی بجھا کر اس طرح لیٹیں گے جیسے سو گئے ہوں۔!"

"اچھا.... اچھا....!" وہ سر ہلا کر بولی۔

تھوڑی دیر بعد خواب گاہ کی روشنی بجھ گئی تھی۔ ملازمین شاید اس کے منتظر تھے۔ انہوں نے بھی متعدد جگہوں کی روشنیاں بجھائیں اور سونے کے لئے چلے گئے۔ لیکن اوپر لائبریری کی کھڑکیاں اب بھی روشن تھیں۔ لیکن کہیں بھی حرکت کے آثار نظر نہیں آتے تھے۔

قریباً ڈھائی بجے شلی اٹھ کر دیوان کے قریب آئی اور لوئیسا کو جگانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ بولی۔ "میں جاگ رہی ہوں۔!"

"چلو.... اٹھ چلو....!" شلی نے کہا۔

"کہاں لے جاؤ گی۔!"

"یہیں.. ایک ایسا تہہ خانہ یہاں موجود ہے کہ تم گھٹن محسوس کئے بغیر وہاں ہفتوں رہ سکتی ہو۔!"

"وہ تلاش تو نہیں کر لے گا۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میرے علاوہ یہاں اس وقت اور کوئی اُس کے راستے سے واقف نہیں ہے۔!"

"اوہ.... تب تو شاید میں بچ جاؤں....!"

وہ دونوں دبے پاؤں خواب گاہ سے نکلیں۔ لوئیسا کے ہاتھ میں اس کا سوٹ کیس بھی تھا۔ چاروں طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی اور ایسا سناٹا تھا کہ کہیں سے کسی جھینگر کی بھی آواز نہیں آ رہی تھی۔ طویل راہداری سے گزر کر وہ ایک کمرے میں پہنچیں۔

"تم یہیں ٹھہرو....!" شلی نے اُسے دروازے کے قریب ہی روکتے ہوئے کہا۔ "میں یہیں سے تہہ خانے کا ایئر کنڈیشنر چلاؤں گی اور ایگزہاسٹ فین کھولوں گی۔ پھر تم نیچے اُتر جانا.... مجھ سے صبح ملاقات ہو گی۔!"

"مم.... میں اکیلی رہوں گی....!" وہ بوکھلا کر بولی۔

"مجبوری ہے.... اگر میں نے بھی تمہارا ساتھ دیا تو وہ سمجھ جائے گا۔!"

"ہاں ٹھیک ہے... میں کسی نہ کسی طرح گذارا کر لوں گی.... لیکن یہاں تو بڑا اندھیرا ہے۔!"

"تہہ خانہ میں روشنی ہو گی کمرے میں احتیاطاً روشنی نہیں کر رہی۔!"

وہ آگے بڑھی اندھیرا اتنا گہرا تھا کہ لوئیسا اُسے کچھ کرتے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ البتہ اُس نے کئی طرح کی آوازیں سنیں اور کمرے کے فرش پر دیوار کے قریب ایک روشن مستطیل دکھائی دیا اور اسی کی روشنی کمرے کی گہری تاریکی پر کسی قدر اثر انداز ہوئی تھی۔

شلی نے لوئیسا کے قریب آ کر کہا۔ "چلو... تہہ خانے میں اُتر جاؤ... پھر آرام سے سو جانا... صبح کو تم سے ملاقات ہو گی۔!"

لوئیسا روشن مستطیل میں اُتر گئی اور شلی اُس راستے کو بند کرنے ہی جا رہی تھی کہ عقب سے سرگوشی سنائی دی۔

"تم بھی اُتر چلو....!"

ساتھ ہی کوئی سخت سی چیز پشت پر چبھی تھی۔

"کک.... کون....؟" وہ لرز کر رہ گئی۔

"سہراب.... اور یہ بے آواز پستول ہے.... چلو اُترو....!"

"ہم.... میں....!" وہ ہکلائی۔

"تمہیں قتل کر کے چپ چاپ نکل جاؤں گا کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو گی ورنہ جو کچھ کہوں کرتی رہو۔ تمہارے سارے ملازم بے ہوش پڑے ہیں۔ شور قیامت بھی انہیں نہ اٹھا سکے گا۔!"

شلی نے مستطیل میں قدم رکھ دیا۔ زینے خاصی گہرائی تک چلے گئے تھے سہراب ابھی اُس کے پیچھے تھا.... لوئیسا نیچے پہنچ کر زینوں کی طرف مڑی تھی اور انہیں نیچے اُترتے دیکھ رہی تھی۔ لیکن شلی کو اس کی آنکھوں میں نہ احتجاج نظر آیا اور نہ خوفزدگی دکھائی دی۔

جیسے ہی وہ نیچے پہنچے لوئیسا کسی قدر ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ سہراب نے شلی سے کہا۔ "اب اس راستے کو بند کر دو....!"

اس وقت شلی بالکل سحر زدگی کے سے عالم میں اُسکے احکامات کی تعمیل کر رہی تھی۔ اُس نے نچلی سیڑھی کے زیریں حصے پر دونوں ہاتھوں سے دباؤ ڈالا اور ہلکی سی آواز کے ساتھ راستہ بند ہو گیا۔

تہہ خانہ بہت وسیع تھا جہاں مناسب جگہوں پر مختلف قسم کے فالتو گھریلو سامان رکھے دکھائی دیئے تھے۔ ایک جانب کچھ بستر نظر آئے۔ کتابوں کی الماریوں کے قریب ایک بڑی میز چند کرسیوں سمیت موجود تھی۔

سہراب نے شلی سے کہا۔ "اب یہاں اطمینان سے ہم گفتگو کر سکیں گے۔"

"اوپر بھی کوئی بے اطمینانی نہ ہوتی۔!" شلی جی کڑا کر کے بولی۔

"مناسب ہو گا کہ ہم بیٹھ جائیں....!" سہراب نے کہا اور شلی کرسیوں کی طرف بڑھ گئی۔

لوئیسا کتابوں کی الماریوں کے قریب جا کھڑی ہوئی تھی۔ شلی نے اُسے تیز نظروں سے دیکھا اور پھر سہراب کی طرف متوجہ ہو گئی۔

سہراب نے لوئیسا سے کہا۔ "تم اپنا کام شروع کر دو۔!" اور وہ الماریوں سے کتابیں نکال نکال کر فرش پر ڈھیر کرنے لگی۔

"آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔!" شلی جھنجھلا کر بولی۔

"ہمیں صرف ایک کتاب کی تلاش ہے محترمہ.... جس کی قیمت ملکی کرنسی کے اعتبار سے

زیادہ سے زیادہ اسی پچاسی روپے ہو گی.... دو ماہ ہوئے آپ کے والد مسعود وارث صاحب نے پیرس میں خریدی تھی اور ہم یہ کتاب مفت نہیں چاہتے۔!" سہراب نے کہا اور جیب سے کرنسی نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر میز پر رکھ دی۔

"میں نہیں سمجھی....!"

"یہ پانچ ہزار روپے ہیں.... ہم نے یہ کتاب سب سے پہلے دارالحکومت میں آپ کے والد کے کمرے میں تلاش کی تھی لیکن وہاں نہ مل سکی۔ اس وقت بھی آپ کی لائبریری میں اب تک وہی کتاب تلاش کر تا رہا تھا وہاں بھی نہ مل سکی۔ لیکن یہاں لازمی طور پر مل جائے گی اور ہم آپ کے والد کی اس عادت سے بخوبی واقف ہیں کہ وہ اپنی کوئی کتاب عاریتاً بھی کسی کو نہیں دیتے خواہ کسی قسم کی کتاب ہو۔ ہمیں یہ بھی علم تھا کہ اس تہہ خانے میں گھریلو فالتو سامان کے ساتھ وہ کتابیں بھی رکھی جاتی ہیں جن کا لائبریری میں رکھنا ضروری خیال نہیں کیا جاتا۔!"

"تہہ خانے کا علم تمہیں کیونکر ہوا.... ہمارے ملازمین تک نہیں جانتے کہ یہاں کوئی تہہ خانہ بھی ہے۔!"

"ضرورت بُری بلا ہے محترمہ....!" سہراب طویل سانس لے کر بولا۔ "معلومات حاصل ہی کرنی پڑتی ہیں۔!"

"اور یہ....!" شلی نے لوئیسا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یہ بھی کسی خطرے میں نہیں ہے۔!"

"نہیں محترمہ.... مقصد صرف یہ تھا کہ کسی طرح یہ آپکی کوٹھی میں داخل ہو جائے آپ کی مہمان بن کر یہاں اُس کتاب کو تلاش کرنے کی کوشش کرے۔ یہ تو حالات خود بخود میری موافقت میں بدلتے چلے گئے ورنہ اسکیم یہ تھی کہ آپ سے اس کی دوستی کرائی جاتی اور یہ آپ کے ساتھ کچھ دن گزارنے کی کوشش کرتی۔ اس طرح آپ خود ہی اسے اپنا مہمان بناتیں اور یہ یہاں آپکی لاعلمی میں وہ کتاب تلاش کرتی۔ ہم یہ سارا کام نہایت خاموشی سے کرنا چاہتے تھے۔!"

"اچھا تو محض ڈھونگ تھا کہ لوئیسا کو کوئی اٹھا لے جانا چاہتا ہے۔!"

"ہاں محترمہ....!"

"اور تصویروں کی نمائش بھی صداقت نہیں تھی۔!"

"جی نہیں.... یہ بھی محض آپ کے لئے کی گئی تھی۔ کسی غیر اہم شخصیت کو آپ اپنی مہمان

کیوں بنانے لگیں۔!"

"خدا کی پناہ.... آخر میں کون سا ناول پڑھ رہی ہوں۔ کیا اس کتاب میں کسی بہت بڑے خزانے کا سراغ موجود ہے۔!"

"نہیں محترمہ....!" سہراب ہنس کر بولا۔ "وہ سب قصے کہانیوں کی باتیں ہیں۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اُس کتاب میں ہے کیا جس کے لئے دو قتل ہو گئے فوزیہ کا منگیتر مارا گیا اور کمرہ نمبر بانوے میں بھی ایک قتل ہوا۔!"

"اُن دونوں وارداتوں کا اس کتاب سے کوئی تعلق نہیں لیکن وہ قتل ہمارے یہاں تک پہنچنے کا ذریعہ بنے ہیں۔ آرٹ گیلری والی لاش آپ دونوں کو کمرہ نمبر بانوے میں لے گئی تھی اور کمرہ نمبر بانوے میں اپنی موجودگی ہی کی بناء پر آپ نے لوئیسا کی میزبان بننا منظور کیا تھا۔ ورنہ آپ اسے گھاس بھی نہ ڈالتیں....!"

"لیکن میری سہیلی فوزیہ کہاں ہے.... کمرہ نمبر بانوے سے نکلنے کے بعد جو غائب ہوئی ہے آج تک اُس کا سراغ نہیں مل سکا۔"

"یقین کیجئے محترمہ.... میں نہیں جانتا کہ اُس پر کیا گزری یا وہ کہاں ہے۔!"

"لیکن اس کا منگیتر بھی اُسی رات کو مارا گیا تھا اور شاید وہ اس سے ناواقف تھی کہ جس لاش کی شناخت کی کارروائی سے بچنا چاہتی تھی وہ اس کے منگیتر کی لاش تھی۔!"

"ہو سکتا ہے.... ایسا ہی رہا ہو.... میں ان معاملات سے لاعلم ہوں۔!"

"لیکن مجھے پہلی بار آرٹ گیلری وہی لے گئی تھی۔!"

"وہ نہ لے جاتی تب بھی آپ کو آرٹ گیلری کی طرف متوجہ ہونا ہی پڑتا۔ جلال آباد کے فرد کی خواہش تھی کہ میرے ماڈل کو دیکھے۔!"

"لیکن ماڈل صرف میرے لئے تھا اس لئے وعدوں کے باوجود بھی اور کسی کو نہیں دکھائی گئی۔!" شلی نے ہنس کر کہا۔ اتنی دیر میں وہ اپنے اعصاب پر پوری طرح قابو پا چکی تھی۔

"جی ہاں حقیقت تو یہی ہے.... ادھر ٹاؤن ہال میں بھی جو کچھ ہوا محض ڈرامہ تھا۔ آپ کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے۔!"

"آخر اس کھڑاگ پر آپ لوگوں نے کتنا خرچ کیا ہوگا۔!"

"کچھ نہ پوچھئے بہت خرچ ہوا ہے۔!"

"اور پھر یہ مزید پانچ ہزار روپے۔!" شلی نے نوٹوں کی گڈی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اور اگر آپ چاہیں تو یہ پانچ ہزار خود رکھ سکتی ہیں۔ کسی سے اس کا تذکرہ ہی نہ کریں کیونکہ وہ کتاب آپ کے ڈیڈی کے لئے اتنی اہم نہیں ہے کہ اگر ایک بار فالتو کتابوں کے ڈھیر میں چلی گئی تو انہیں دوبارہ اس کی ضرورت محسوس ہو سکے۔!"

"آخر کتاب کا موضوع کیا ہے۔!"

"مچھلیوں کی افزائش نسل کے جدید ترین طریقے....!"

"حالانکہ ہم ماہی گیر بھی نہیں ہیں....!" شلی نے ہنس کر کہا۔

"آپ کے ڈیڈی بہت پڑھتے ہیں اور پڑھنے کے معاملے میں ان کا ٹیسٹ یہ ہے کہ جو کچھ بھی ہاتھ آجائے۔ دنیا کے سارے علوم بیک وقت حاصل کر لینا چاہتے ہیں۔!"

"شاید آپ نے انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے....!"

"یہی سمجھ لیجئے....!" سہراب سر ہلا کر بولا اور لوئیسا کی طرف دیکھنے لگا جو بڑے انہماک سے اس کتاب کی تلاش میں سرگرداں تھی۔

"اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے....!" شلی نے کہا۔ "کیا اُس کتاب کی صرف ایک ہی جلد شائع ہوئی تھی۔!"

"نہیں تو.... ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوئی ہوگی۔!" سہراب بولا۔

"پھر یہی جلد کیوں....؟"

"اس سوال کا جواب میں نہیں دے سکوں گا۔!"

"کیوں....؟"

"مجھے علم ہی نہیں ہے۔ میں تو ٹھیکے پر یہ کام کر رہا ہوں....؟"

"کس کے لئے....!"

"اُس کے لئے....!" سہراب نے لوئیسا کی طرف انگلی اٹھا کر کہا۔ "اس نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ اس کتاب کی کیا اہمیت ہے۔!"

"اس کتاب کی کیا اہمیت ہے لوئیسا....!" شلی نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ یہ ادارہ اپنی کتابوں کی جلدوں پر نمبر بھی ڈالتا ہے۔ تمہارے ڈیڈی نے جو جلد خریدی تھی اُس کا نمبر ایک تھا اور ساری دنیا میں یہ فخر صرف میرے ڈیڈی کو حاصل ہے کہ اُن کی لائبریری میں اس ادارے کی شائع کردہ ہر کتاب کی پہلی جلد موجود ہے میرے ڈیڈی فرانس کی ایک بڑی شخصیت ہیں۔ اگر کسی کتاب کی پہلی جلد اُن کے ہاتھ نہیں لگتی تو وہ اس کے لئے دنیا کا گوشہ گوشہ چھنوا ڈالتے ہیں۔!"

"تب تو تم سے بڑی غلطی سرزد ہوئی خواہ مخواہ اتنا کھڑاگ کیا۔ اگر تم میرے ڈیڈی سے اس کے حصول کے لئے درخواست کرتیں تو وہ بڑی خوشی سے تحفتہً تمہارے ڈیڈی کی خدمت میں پیش کر دیتے۔!"

"ناممکن وہ اپنی خریدی ہوئی کتابیں دیمکوں کی نذر کر دیتے ہیں لیکن کسی آدمی کو ہرگز نہیں دیتے۔ میں نے ان کے بارے میں یہی سنا ہے۔!"

"اب اتنے سخت بھی نہیں ہیں کم از کم جو کتابیں فالتو چیزوں کے ساتھ موجود ہیں ان میں سے بہتیری خود میں نے اپنی سہیلیوں میں تقسیم کی ہیں۔!"

"نہیں....!" لوئیسا اچھل پڑی۔

"ضروری نہیں کہ وہ کتاب بھی انہی میں شامل ہو۔ تم اپنی تلاش جاری رکھو.... خواہ مخواہ تم لوگوں نے تکلیف اٹھائی۔ اگر تم مجھ سے دوستی کرتیں اور وہ کتاب مانگتیں تو میں اُسے تلاش کر کے تمہارے حوالے کر دیتی۔!"

"تب تو بڑی غلطی ہوئی محترمہ....!" سہراب طویل سانس لے کر بولا۔

"خیر اب اطمینان سے تلاش کر لو۔ کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔!"

"واقعی ہم سے بڑی غلطی ہوئی۔!" لوئیسا نے کہا۔ "ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ کتابوں کے معاملے میں تمہارے ڈیڈی سے متعلق جو کچھ بھی مشہور ہے بالکل درست ہے۔!"

"ہاں تو سہراب صاحب....!" شلی اُس کی طرف مڑ کر بولی۔ "اب معاملہ رہ جاتا ہے اس احمق آدمی کا.... کیا وہ بھی آپ ہی کا آدمی ہے۔!"

"ہرگز نہیں.... سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"تو پھر اُسے کس خانے میں فٹ کروں.... کیونکہ کچھ دیر پہلے آپ مجھے یہ باور کرانے کی

کوشش کرتے رہے تھے کہ وہ اس آدمی کا کارپرداز ہو سکتا ہے جس نے لوئیسا کو اٹھا لے جانے کی کوشش کی تھی۔ ظاہر ہے کہ وہ سب کچھ جھوٹ تھا۔!"

"جی ہاں.... اب میں کیا عرض کروں....!"

"تو پھر وہ کون ہے....!"

"خدا ہی جانے.... ہاتھ آجاتا تو پتا چلتا.... لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ قاتل ہے اور میرے پیچھے کیوں لگ گیا ہے میں نہیں جانتا....!"

"فوزیہ کے منگیتر کا قاتل بھی....!"

"جی ہاں.... اور کیا....؟"

"فوزیہ سے آپ کا کیا تعلق تھا....!"

"مجھ سے....؟" وہ چونک کر بولا۔ "کچھ بھی نہیں.... میں نے اسے آپ ہی کے ساتھ دیکھا تھا۔!"

"لیکن اس کا منگیتر آرٹ گیلری میں مار ڈالا گیا اور وہ اس وقت وہیں موجود تھی اور اُس سے لاعلم بھی تھی کہ مرنے والا اُس کا منگیتر تھا۔!"

"دیکھئے اس معاملے پر تو وہی روشنی ڈال سکے گا جو میرے آفس کے زینوں سے آپ دونوں کو اوپر ہوٹل میں لے گیا تھا۔ ممکن ہے اُس کے بعد اُس نے فوزیہ کو بھی ختم کر دیا ہو۔!"

"آخر کیوں....؟"

"یہ تو وہی بتا سکے گا محترمہ....!"

یہ گفتگو انگلش ہی میں ہوتی رہی تھی۔ دفعتاً لوئیسا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "میں سمجھ گئی۔!"

"وہ بھی اسی کتاب کے حصول کے چکر میں معلوم ہوتا ہے۔ کسی طرح اُسے اُس کی اہمیت کا علم ہو گیا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ میرے ڈیڈی ایسی کتابوں کے لئے بہت بڑی قیمتیں ادا کر دیتے ہیں۔!"

"کیا تمہارے ڈیڈی نے کرنسی چھاپنے کا کوئی پریس بھی لگا رکھا ہے۔!"

"اوہ یہ بات نہیں....!" وہ ہنس کر بولی۔ "میرے ڈیڈی اتنے دولت مند ہیں کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتیں.... بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔!"

"مجھے بھی ان کا نام بتاؤ شاید میں نے بھی سنا ہو۔!"

"موسیو گتا ورلاں....!"

"اوہ...وہ مشہور صنعت کار جس نے پچھلے سال شیکسپیئر کا فولیو ڈیڑھ لاکھ پونڈ میں خریدا تھا۔!"

"وہی....وہی.... تمہاری معلومات خاصی وسیع ہیں۔!"

"کاش وہ کتاب مل جائے۔ مجھے بے حد خوشی ہوگی اور مسٹر سہراب آپ یہ نوٹوں کی گڈی اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیجئے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"میں وہ کتاب فروخت نہیں کروں گی.... اُس کی حیثیت تحفے کی سی ہوگی۔!"

"مجھے یہی امید تھی.... آپ کے خاندان کی اعلیٰ ظرفی تو جلال آباد میں ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔!"

"اوہ....!" دفعتاً انہوں نے لوئیسا کی تحیر آمیز آواز سنی.... اور چونک کر اُس کی طرف دیکھنے لگے۔

لوئیسا کے ہاتھوں میں ایک کتاب تھی جسے وہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ دیکھے جارہی تھی۔

"مل گئی....!" سہراب اٹھتا ہوا مضطربانہ انداز میں بولا۔

"یقیناً مل گئی ہے....!" لوئیسا نے کہا۔ "اب جتنی جلد ممکن ہو یہاں سے نکل چلو....!"

وہ زینوں کی طرف بڑھے ہی تھے کہ عقب سے آواز آئی۔

"لیکن اس مچھلی کو کس پر چھوڑے جارہے ہو۔!"

"تینوں ہی بوکھلا کر مڑے تھے۔!"

سامنے عمران کھڑا نظر آیا۔ چہرے پر وہی ازلی احمقانہ تاثر تھا۔

"میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب بھینسوں کی فارمنگ کے سلسلے میں بھی کچھ مدد دے سکے گی یا نہیں....!"

ایسا لگتا تھا جیسے وہ کسی دیوار سے برآمد ہوا ہو۔ شلی نے تہہ خانے کے راستے کی طرف دیکھا وہ بدستور بند تھا۔

"تت تم.... کک.... کیسے....!" وہ ہکلا کر رہ گئی۔

"ایک راستہ ایسا بھی ہے جس کا علم تمہارے دادا جان کے علاوہ اور کسی کو نہیں۔ اسے میری دریافت سمجھ لو....!"

"تو تم نے ہماری ساری گفتگو سن لی ہے۔!"

"بالکل سن لی ہے.... کیونکہ میں اُس مسہری کے نیچے آرام کر رہا تھا۔!" عمران نے بڑی ڈھٹائی سے کہا۔

اچانک سہراب نے ریوالور نکال لیا اور عمران کے دل کا نشانہ لیتے ہوئے کہا۔ "میں نہیں چاہتا کہ تہہ خانے میں داخل ہونے کا وہ راستہ دادا جان کے علاوہ اور کسی کے بھی علم میں آجائے۔!"

"نن.... نہیں....!" شلی بوکھلا کر بولی۔ "پلیز.... ریوالور جیب میں رکھ لیجئے۔!"

پھر عمران سے کہا۔ "میں یہ کتاب ان لوگوں کو اپنی خوشی سے دے رہی ہوں۔ لہٰذا کسی کو بھی اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔!"

"لیکن اب مجھے بھی مچھلیوں کی افزائش نسل سے دلچسپی ہوگئی ہے۔!" عمران نے کسی ضدی بچے کے سے انداز میں کہا۔

"بہر حال میں بات نہیں بڑھانا چاہتی۔!"

"بات تو بڑھے گی محترمہ....!" سہراب نے کہا۔ "یہ دو آدمیوں کا قاتل ہے۔!"

"نہیں صرف ایک کا وہ جس نے مجھ پر چاقو سے حملہ کیا تھا اگر میں جلدی میں نہ ہوتا تو تینوں ہی مارے جاتے۔!"

"بتاؤ.... فوزیہ کہاں ہے۔!" سہراب نے ریوالور کو جنبش دے کر پوچھا۔

"اس کی بات بعد میں کرنا پہلے ساجد جمالی کی خیریت دریافت کرو.... جس نے مجھے مار دینے کا بیڑہ اٹھایا تھا۔!"

"کیا مطلب....!"

"وہ تمہارے خلاف بہترین گواہ ثابت ہوگا۔!"

"کیا بکواس کر رہے ہو....!"

"اس کی رسید سے تمہیں مطلع کر رہا ہوں.... یہ بکواس نہیں ہے۔!"

"یعنی وہ تمہارے قبضے میں ہے۔!"

"ہاں شاید میری بات کا یہی مطلب ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"میں یقین نہیں کر سکتا۔ تم بلف کر رہے ہو....!" سہراب نے کہا اور عمران کے کچھ بولنے سے قبل ہی شلی بول پڑی۔ "تم دونوں تو اس طرح باتیں کر رہے ہو جیسے ایک دوسرے سے اچھی طرح واقف ہو۔!"

"خاموش رہو....!" سہراب شلی پر الٹ پڑا۔

"اے مسٹر....!" عمران نتھنے پھلا کر بولا۔ "تم میری موجودگی میں کسی خاتون کی شان میں گستاخی نہیں کر سکتے۔!"

"سہراب نے اُس پر فائر جھونک مارا۔ لیکن وہ اس کی طرف سے غافل تو نہیں تھا۔ اس دوران میں اُس کی نگاہ ٹریگر پر رکھی ہوئی انگلی کی طرف تھی۔ وہ پھرتی سے بائیں جانب کھسک گیا۔ سہراب نے وار خالی جاتے دیکھا تو طیش میں مسلسل فائر ہی کرتا چلا گیا۔

لیکن شلی کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں.... ایسی اچھل کود سے کب سابقہ پڑا ہوگا۔ فائرنگ کے دوران میں اُسے ایسا ہی محسوس ہوتا رہا تھا جیسے عمران آدمی نہیں بندر ہو۔

اور پھر چھٹے فائر کے بعد اُس نے سہراب پر چھلانگ لگادی تھی۔ دونوں بیک وقت فرش پر ڈھیر ہوگئے اور ایک دوسرے کو اس طرح جکڑ لیا جیسے دو کیکڑے آپس میں گتھم گتھا ہوگئے ہوں۔

ادھر لوئیسا کے گریبان سے ایک پستول برآمد ہوا اور شلی کی کمر سے جالگا۔

"کک.... کیا مطلب....!" وہ ہکلائی۔

"تہہ خانے کا راستہ کھولو ورنہ بے دریغ فائر کردوں گی۔!" وہ سفاکانہ لہجے میں بولی۔

"جہنم میں جاؤ....!" کہہ کر شلی نے زینوں کی طرف قدم بڑھائے اور نچلی سیڑھی کے اس حصے پر دباؤ ڈالا جو راستہ بند کرنے والے حصے کے مقابل تھا۔ ہلکی سی سرسراہٹ کے ساتھ راستہ کھل گیا اور لوئیسا زینوں پر چڑھتی چلی گئی۔

"ارے.... ارے....!" عمران سہراب سے گتھا ہوا چیخا۔ "یہ کیا کر رہی ہو۔ وہ کتاب نہ لے جانے پائے۔!"

شلی غیر ارادی طور پر لوئیسا کے پیچھے جھپٹی لیکن پھر زینوں کے وسط میں رک کر اُن کی

طرف مڑی اور مکا تان کر بولی۔ "جہنم میں جائے کتاب۔ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔!"

"ہو چکا جو کچھ ہونا تھا.... وہ نکل گئی۔!" عمران نے خود کو سہراب کی گرفت سے چھڑاتے ہوئے کہا اور پھر زینوں کی طرف لپکا لیکن سہراب نے پھر اُس پر چھلانگ لگادی۔

"دیکھو....!" شلی نے عمران کو وارننگ دی اور وہ پلٹ پڑا۔ دونوں ارنے بھینسوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرائے تھے۔ شلی کی نظر عمران کے بائیں ہاتھ پر پڑی جس سے خون کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔ شاید بازو کا زخم پھٹ گیا تھا اور بینڈیج کے نیچے سے خون رسنے لگا تھا۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ محسوس کر رہی تھی کہ عمران سہراب پر چھایا ہوا تھا۔ سہراب عمران کے بائیں بازو پر ضرب لگانے کی کوشش کرتا اور عمران کسی مشاق باکسر کی طرح ہر بار اس کا وار خالی دیتا۔ سہراب کے بارے میں تو شلی کو علم تھا کہ کسی زمانے میں ایک پیشہ ور باکسر کی حیثیت سے بھی جلال آباد میں خاصی شہرت کا مالک رہا ہے۔ عمران کی پھرتی اسے حیرت میں ڈال رہی تھی۔ وہ مہارت بھی یاد آئی جس کا مظاہرہ اس نے آگ اگلتے ہوئے ریوالور کے مقابل کیا تھا۔

وہ کوئی بھی رہا ہو۔ لیکن ابھی تک حقیقتاً اُسی نے اُس کے ساتھ ہمدردانہ رویہ برقرار رکھا تھا۔ اگر لوئیسا کتاب کے حصول کے بعد واقعی اُس کی مشکور تھی تو آخر اُس نے پستول کیوں نکال لیا تھا اور راستہ کھلوانے کے لئے دھمکی کیوں دی تھی۔ یقیناً سہراب اور لوئیسا نے اُسے بیوقوف بنایا تھا۔ ورنہ کم از کم عمران کے اچانک نمودار ہو جانے پر اُس کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرتے۔

اس نے دیکھا کہ عمران اب کسی قدر سست پڑنے لگا ہے اور آہستہ آہستہ ایک دیوار کے قریب ہوتا جارہا تھا۔ وہ بوکھلا گئی۔ اگر سہراب نے اُسے دیوار سے رگڑ دیا تو کیا ہوگا۔ عمران کو تو ایسی ہی جگہ پر ہی ہونا چاہئے جہاں کم از کم مار کھائے بغیر اپنا بچاؤ کرتا رہے۔ آخر بازو بھی زخمی ہے۔ دیوار پر پہنچ جانے کے بعد پیچھے ہٹ کر بچاؤ کرنا مشکل ہوگا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ دیوار سے جالگا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے سہارا لینے کے لئے اس نے ایسا کیا ہو۔ پھر سہراب اُس پر اس طرح جھپٹا جیسے دیوار ہی سے رگڑ کر رکھ دے گا۔ شلی کے حلق سے بے ساختہ قسم کی چیخ نکلی تھی۔

لیکن یہ کیا ہوا۔ عمران نہ صرف بجلی کی سی سرعت سے ایک طرف ہٹا تھا بلکہ کسی قدر آگے بڑھ کر فرش پر گرا اور داہنی ہتھیلی ٹیک کر اچھلا تو بھرپور لات سہرب کے چہرے پر پڑی۔ پھر وہ گرجدار آواز اُس کے دیوار سے ٹکرانے ہی کی تھی جس سے فضا کا سکوت ٹوٹ گیا تھا۔

سہراب دیوار سے لگا ہوا بھد سے فرش پر بیٹھ گیا۔ اُس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی جارہی تھیں۔ پھر وہ ایک طرف لڑھک گیا۔

"بریوو.... وِنڈر فل.... شاباش....!" شلی نے کسی ننھی سی بچی کی طرح اچھل کر تالیاں بجائیں۔ غالبًا یہ اضطراری حرکت تھی۔ کیونکہ پھر وہ سنبھل کر کچھ جھینپی جھینپی سی نظر آنے لگی۔

عمران لڑکھڑاتا ہوا ایک مسہری کیطرف بڑھا اور اسکے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک بریف کیس نکالا۔

شلی تیزی سے اسکی طرف بڑھی۔ اتنی دیر میں وہ بریف کیس سے ہتھکڑیوں کا جوڑا نکال چکا تھا۔

"تت.... تم....!" وہ ہتھکڑیوں کو خوفزدہ نظروں سے دیکھتی ہوئی ہکلائی۔

"ہاں....!" عمران مسکرا کر بولا۔ "میں کوئی چور یا اُچکا نہیں ہوں.... دل چاہے تو اپنے رشتے کے خالو سیکریٹری صاحب کو فون کر کے معلوم کرلو....!"

وہ جھومتا ہوا سہراب کی طرف بڑھا اور اُسے فرش پر اوندھا کر کے اُس کے دونوں ہاتھ پشت پر لایا اور ہتھکڑیاں ڈال دیں۔

"خدا کے لئے تم مجھے اپنا بازو دیکھنے دو۔ شاید زخم کو بگاڑ لیا ہے تم نے....!" شلی اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر بولی۔

"بیوقوفی کی باتیں مت کرو.... چلو میرے ساتھ....!"

"کہاں چلوں....!"

"اوپر.... وہ کتاب....!"

"میں نے دیکھا تھا۔ فضول سی کتاب تھی۔ اگر اُس کی کوئی اہمیت ہوتی تو یہاں کیوں ڈال دی جاتی۔!" شلی نے کہا۔

لیکن عمران عجلت میں اُسے اوپر کھینچ لے گیا۔ سب سے پہلے وہ اپنی خواب گاہ میں پہنچی۔ یہاں سناٹا تھا۔ عمارت کا چپہ چپہ چھان مارا گیا۔ لیکن لوئیسا کہیں نہ ملی آخر وہ پھر تھک ہار کر لائبریری میں جا بیٹھے اور عمران نے کہا۔ "فوزیہ میری ہی حفاظت میں ہے۔ اگر میں اُسے نہ لے جاتا تو اُس کا بھی وہی حشر ہوتا جو اُس کے منگیتر کا ہوا تھا۔!"

"آخر کیوں....؟"

"پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ وہ نشے کی عادی تھی۔ غالبًا اسی عادت کی بناء پر سہراب کے ہتھے چڑھی

ہوگی۔ اُس کا منشیات کا کاروبار بھی ہے۔ منگیتر اس لئے مارا گیا تھا کہ وہ فوزیہ کے سلسلے میں چھان بین کر رہا تھا۔ سہراب فوزیہ کو بھی اسی لئے مار دیتا کہ منگیتر کی موت کے بعد وہ لازمی طور پر اس کے ہاتھ سے نکل جاتی اور یہ چیز سہراب کے لئے خطرناک ثابت ہوتی۔ بہر حال اُسے تمہارے متعلق ساری معلومات فوزیہ ہی سے حاصل ہوئی تھیں.... حافظے پر زور دے کر بتاؤ کیا کبھی تم نے اُس سے تہہ خانے کا بھی ذکر کیا تھا۔!"

شاید کیا تھا اور یہ بھی بتایا تھا کہ فالتو چیزیں وہاں پہنچادی جاتی ہیں۔ لیکن راستے کا اُسے علم نہیں تھا۔ اُس نے مجھ سے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں اُسے تہہ خانہ بھی دکھاؤں۔ ارے ہاں وہ دادا جان والا راستہ....!"

"تمہیں کیوں بتاؤں.... اگر وہ تم لوگوں کو بتانا چاہتے تو بتا ہی نہ دیتے۔ بہر حال وہ یہیں ان کے کمرے سے تہہ خانے تک جاتا ہے۔ میں نے اُسی رات اس کا پتہ لگالیا تھا جب تمہاری لاعلمی میں رات یہاں ٹھہرا تھا اور اس وقت میں سہراب کو ڈاج دے کر تہہ خانے میں اُتر گیا تھا۔ وہ مجھے اوپر ہی تلاش کرتا رہ گیا۔ خیر.... اب میں چلا....!"

"کہاں چلے.... وہ تہہ خانے میں پڑا ہوا ہے۔!"

"پڑا رہنے دو.... لیکن اُسے کھلاتے پلاتے رہنا تمہاری ذمہ داری ہوگی۔ تاوقتیکہ تمہارے ڈیڈی یہاں نہ پہنچ جائیں۔!"

"نن.... نہیں....!" وہ بوکھلا گئی۔

"یہ بیحد ضروری ہے۔ سہراب کو پولیس کی تحویل میں دینے سے قبل یہ بیحد ضروری ہے۔!"

"آخر کیوں....؟"

"شاید تمہارے ڈیڈی کو بھی اُس کتاب کی اہمیت کا علم نہیں۔ میں ان کی موجودگی ہی میں سہراب سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی کچھ نہیں پوچھوں گا۔!"

"تم نے مجھے دوسری دشواری میں ڈال دیا....!"

"کوئی دشواری نہیں ہے.... میں انہیں ہرگز نہیں بتاؤں گا کہ تم گھر والوں کی عدم موجودگی میں لڑکوں کو چھیڑتی پھرتی ہو۔!"

"پلیز.... اس کا حوالہ مت دو.... میں تہِ دل سے توبہ کر چکی ہوں۔ لیکن ٹھہرو.... میں

نے کہا تھا مجھے اپنا زخم دکھاؤ.... پھر سے ڈریسنگ کروں گی۔!"

"ارے ہاں....!" عمران اس طرح چونکا جیسے اُسے بھول ہی گیا ہو۔ کوٹ اتار کر قمیض کی آستین چڑھائی پوری بینڈیج خون سے تر ہو گئی تھی۔

"ٹھہرو....!میں نیچے سے فرسٹ ایڈ بکس لے آؤں....!" شلی اٹھتی ہوئی بولی۔ رات اختتام کو پہنچنے والی تھی۔ لیکن شلی کی آنکھوں میں نیند کا دور دور تک پتا نہیں تھا۔ فرسٹ ایڈ بکس لیکر جلد ہی لائبریری میں پہنچ گئی اور ڈریسنگ کرنے کے دوران میں اس کتاب کا ذکر بھی چھڑ گیا۔

"اس کی تلاش کی ابتداء تمہارے ڈیڈی کے بنگلے ہی سے ہوئی تھی۔ راتوں کو لوگ ان کے بنگلے میں داخل ہو کر کچھ تلاش کرتے ایک رات انہیں بھی علم ہو گیا۔ لیکن تلاش کرنے والا نکل بھاگا۔ انہوں نے اس کی رپورٹ سر سلطان کو دی۔ لیکن تمہارے ڈیڈی کو بھی اس بات کا علم نہیں تھا کہ تلاش کی جانے والی چیز کیا تھی۔ بہر حال ایک بار اس شخص کو چیک کر لیا گیا۔ لیکن پکڑا نہیں گیا۔ بلکہ اس کی نگرانی شروع کر دی گئی اور اسی نگرانی کے دوران میں معلوم ہوا کہ اس کا تعلق سہراب سے ہے۔ یہاں سہراب آرٹ گیلری سجائے بیٹھا تھا۔ پھر جو کچھ ہوا تمہارے علم میں ہے۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر وہ کتاب....!"

"ہو سکتا ہے.... ہم لوگوں کے لئے اہم نہ ہو۔!"

"مچھلیوں کی افزائش نسل کے طریقے۔ ممکن ہے لوئیسا کا بیان اس بارے میں صحیح ہو۔!"

"شلی صاحبہ....! یہ غیر ملکی سیکرٹ ایجنٹوں کا چکر ہے۔!"

"نہیں....!" شلی نے متحیرانہ انداز میں اپنے ہاتھ روک لئے۔

"یہی بات ہے.... اور تم اس سلسلے میں اپنی زبان بالکل بند رکھو گی۔ اپنے ڈیڈی سے بھی اس سلسلے میں انجان بنی رہنا۔!"

"صرف اسی شرط پر میں تمہاری بات مانوں گی کہ اس ایڈونچر میں مجھے بھی شریک رکھو گے۔!"

"ابھی جی نہیں بھرا ایڈونچر سے۔!"

وہ اُسے آنکھ مار کر مسکرائی اور سر کو منفی جنبش دے کر رہ گئی۔

عمران سیریز نمبر 104

خونی فنکار

(دوسرا حصہ)

پیشرس

خونی فنکار دیر سے پیش کر رہا ہوں...... کراچی کے موسم سے نبرد آزما تھا باقی سب خیریت ہے۔ بہر حال مونا لیزا کی کہانی ختم ہو گئی۔ کچھ پڑھنے والوں نے لکھا ہے کہ "مونا لیزا کی نواسی" ہی مکمل کہانی تھی۔ سوائے اس کے کہ مجرمہ فرار ہو گئی تھی۔ درست! جی ہاں میں یہ بھی کر سکتا تھا کہ اس کتاب میں شاہان فرانس کے کسی خزانے کا نقشہ پوشیدہ کر دیتا اور کہانی واقعی ختم ہو جاتی۔ لیکن وہ کہانی تو اس طرح پلٹ پڑی جیسے اچانک غیر متوقع طور پر کوئی بھاگتا ہوا خوف زدہ سانپ پلٹ پڑے اور پھن اٹھا کر کھڑا ہو جائے...... بس تو پھر جناب ایسے سانپ سے نپٹنے میں کچھ دیر لگتی ہی ہے۔ سو ہو گئی دیر۔

ایک صاحب نے لکھا ہے کہ علامہ اقبالؒ کی سو سالہ تقریب کے سلسلے میں آپ بھی کچھ لکھئے!...... جی ہاں مجھے ضرور لکھنا چاہئے کیونکہ میں نے بھی اقبال کو بڑے چاؤ اور بڑی نیاز مندی سے پڑھا تھا۔ لیکن یقین کیجئے کہ ان کے ایک شعر کے علاوہ اب اور کچھ یاد نہیں رہا۔ وہ شعر آپ بھی سن لیجئے۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

علامہ کا یہ شعر قیامت تک زندہ رہے گا۔ ہر دور اور ہر زمانے کا آدمی یہی سمجھے گا کہ یہ بس آج ہی کہا گیا ہے۔ اپنی اسی قدر کی بناء پر مجھے یہ شعر یاد رہ گیا۔ ورنہ اشعار یاد رکھنے کے معاملے میں بے حد غبی واقع ہوا ہوں۔

بہر حال اقبال کے حضور میں بھی نذر عقیدت پیش کرتا ہوں۔ ان کی عظمت کو سلام کرتا ہوں۔ لیکن میری کمینگیاں بدستور جاری رہیں گی۔ نہ مرد مومن بننا میرے بس میں ہے اور نہ شاہین ہی بن سکتا ہوں۔ بس ہاں خودی کے معاملے میں اتنا کر سکتا ہوں کہ اپنے سے کمتر لوگوں کے سامنے گردن اکڑائے رکھوں۔ لیکن برتر لوگوں کے بوٹ چاٹنے سے مجھے کون روک سکتا ہے۔ روک کر تو دیکھے! آخر آ گیا نا مجھے غصہ...... لیکن اس غصے کو دھیما کر کے آہستہ سے آپ کے کان میں کہتا ہوں۔" بھائی وہ منہ کہاں سے لاؤں کہ اقبالؒ کے گن گاؤں۔"

اللہ مجھ پر اور آپ پر رحم فرمائے اور توفیق دے کہ ہم صحیح معنوں میں اقبال کے گن گانے کے قابل ہو سکیں۔ آمین!

والسلام

ابن صفی

۱۷ر دسمبر ۱۹۷۷

سر سلطان مضطربانہ انداز میں مسلسل ٹہلے جا رہے تھے لیکن وہ اُس طویل برآمدے میں تنہا نہیں تھے۔ عمران بھی تھا اور ایسی لاتعلقی سے ایک آرام کرسی میں نیم دراز تھا جیسے نہ اُسے سر سلطان کی پرواہ ہو اور نہ اُس پُر اسرار کتاب کی جو اُس کی آنکھوں کے سامنے اڑالی گئی تھی۔

سر سلطان پہلی فلائٹ سے جلال آباد پہنچے تھے اور اُن کے ساتھ ڈپٹی سیکریٹری مسعود وارث بھی آیا تھا۔ اُس کی حالت اچھی نہیں تھی۔ بُری طرح نروس تھا۔ عمران سے تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھا اس طرح ہاتھ مل رہا تھا جیسے پوری زندگی کے پچھتاووں نے بیک وقت یلغار کر دی ہو۔

بالآخر وہ اونچی آواز میں بولا۔ "مجھے قطعی یاد نہیں آتا کہ میں نے پیرس میں کوئی کتاب خریدی ہو۔!"

"تو پھر یہ سب کیا تھا....!" سر سلطان نے ٹہلتے ٹہلتے رک کر کہا۔ اُن کی پشت ڈپٹی سیکریٹری کی طرف تھی۔

"میں کیا عرض کروں جناب....؟"

"میرا خیال ہے کہ پیرس چل کر مونالیزا کے داماد سے مل لیا جائے۔!" عمران نے پُر مسرت لہجے میں مشورہ دیا۔

"کیا مطلب....!"

"اُس نے اپنے باپ کی لائبریری کی کہانی بھی سنائی تھی۔!"

"بکواس....!" سر سلطان بُرا سا منہ بنا کر بولے۔ "تم نے جس فرد کا حوالہ دیا تھا وہ لاولد ہے۔ بلکہ اُس نے سرے سے شادی ہی نہیں کی۔!"

"یہ تو کوئی بات ہی نہ ہوئی۔ بہتیرے لوگ اپنی بہتیری باتیں منظرِ عام پر نہیں آنے دیتے۔ مثال کے طور پر آپ کو مونالیزا کے میاں کا نام معلوم ہے۔!"

"مت بکواس کرو....!"

"اس دلیل کی تردید ناممکن ہے۔!"

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہ سچ مچ مونالیزا کی نواسی ہی تھی۔!"

"ٹرو کاپی تھی اُس کی....!"

"میں نے کئی ایسے ہمشکل دیکھے ہیں جن کا آپس میں کوئی رشتہ نہیں تھا۔!"

"یہ بھی ممکن ہے....!"

"میک اپ بھی ممکن ہے....!" سر سلطان غرائے۔

"میں کب کہتا ہوں کہ ناممکن ہے۔!"

"کیا سہراب اب بھی بیہوش ہے....!"

"جی نہیں....اب صرف آرام کر رہا ہے۔!"

"اور دوسرا آدمی....!"

"وہ بھی تندرست ہے....البتہ....وہ لڑکی فوزیہ بُری طرح گھگھیا رہی ہے کہ اُسے چھوڑ دیا جائے۔ اُس نے اعتراف کرلیا ہے کہ سہراب نے اُس سے تہہ خانے سے متعلق معلومات حاصل کی تھیں اور یہ بھی کہا تھا کہ وہ شلی سے اُس کا تعارف کرادے۔!"

"لیکن سہراب اُس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا....!"

"جی نہیں....اور مجھے یقین ہے کہ وہ اس سلسلے میں جھوٹ نہیں بول رہا۔!" عمران نے کہا۔

"تم اس تک کس طرح پہنچے تھے۔!"

"اُسی آدمی کا تعاقب کرتا ہوا پہنچا تھا جو راتوں کو ڈپٹی سیکریٹری صاحب کے بنگلے میں کچھ تلاش کیا کرتا تھا۔!"

سر سلطان کچھ کہنے ہی والے تھے کہ ایک ملازم نے اندر آکر عمران کو کسی کی فون کال کی اطلاع دی۔

"اجازت ہے....!" عمران نے اٹھتے ہوئے سر سلطان سے پوچھا....اور انہوں نے مکھی

اڑانے کے سے انداز میں ہاتھ ہلادیا۔

ملازم کی رہنمائی میں فون تک پہنچا۔ ریسیور میز پر پڑا تھا اٹھا کر کان سے لگایا!

"ہیلو.... کون ہے....!"

"جولیا....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ابھی ابھی صدیقی کی کال آئی تھی۔ لیکن بات پوری نہ ہو سکی۔ شاید اُس پر ٹھیک اُسی وقت حملہ کیا گیا ہے جب وہ فون پر کچھ کہنا چاہتا تھا۔!"

"رک رک کر بولو.... میں کچھ نہیں سمجھا....!"

"وہ اُس لڑکی کا تعاقب کر رہا تھا جو ڈپٹی سیکریٹری کی عمارت سے نکل کر بھاگی تھی.... اسی کے بارے میں رپورٹ دینا چاہتا تھا اور شاید یہ بتانے ہی والا تھا کہ وہ اس وقت کہاں سے بول رہا ہے کہ اچانک کسی نے اُس پر حملہ کر دیا۔!"

"حملے کی اطلاع تمہیں کیسے ملی....!"

"کیا مجھے بالکل احمق سمجھتے ہو....!" جولیا بھنا کر بولی۔

"بالکل تو نہیں سمجھتا....!"

"میں نے اُس کی کراہ سنی تھی اور ضرب کی آواز بھی جو غالباً اُس کے سر پر لگائی گئی تھی۔!"

"کتنی دیر قبل کی بات ہے۔!"

"شاید پانچ منٹ پہلے کی....!"

"گویا وہ رات کے بقیہ حصے سے اب تک اُس کا تعاقب کرتا رہا تھا۔ اس وقت رات کے گیارہ بجے ہیں۔!"

"لیکن کال مقامی تھی۔ طویل فاصلے کی نہیں۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اگر قریب ہی کی بات تھی تو اتنی دیر بعد اطلاع کیوں دی... کیا پہلے بھی کوئی کال آئی تھی۔!"

"نہیں رات سے اب تک پہلی کال تھی۔!"

"صفدر اور نیمو کو مطلع کرو کہ جہاں بھی ہوں وہاں سے اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائیں۔!"

"اب اُسی عمارت کو ہیڈ کوارٹر بنانے کا ارادہ ہے۔!"

"غیر ضروری باتیں نہیں....!" عمران نے خشک لہجے میں کہا اور ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

واپسی کے لئے مڑا ہی تھا کہ پھر گھنٹی بجی دوبارہ ریسیور اٹھالیا۔

"ہیلو....!" ماؤتھ پیس میں بولا۔

"یہ کس عورت سے باتیں ہو رہی تھیں....؟" شلی کی آواز آئی اور عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "تمہارا رویہ مناسب نہیں ہے۔!"

"کیا مطلب....!"

"دوسروں کی باتیں اس طرح نہیں سنا کرتے۔!"

"لہجے سے کوئی غیر ملکی عورت معلوم ہوتی تھی۔!"

"اس بات کو بھی اپنی ذات ہی تک محدود رکھنا....!"

"ضروری نہیں ہے....!"

"تب پھر یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ میں تمہارے ڈیڈی کو سارے احوال سے آگاہ نہ کردوں۔!"

"اوہ.... تو اب مجھے بلیک میل کرو گے۔!"

"صرف اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے....!"

"خیر.... خیر.... ڈیڈی بہت پریشان ہیں....!"

"تمہارے رشتے کے خالو کا بھی یہی حال ہے....!"

"اور خود تمہارا کیا حال ہے....!"

"خدا کا شکر ہے کہ نہ کسی کا خالو ہوں اور نہ ڈیڈی....!"

"کیا مطلب....!"

مطلب پوچھنا ہے تو بالمشافہ گفتگو کرو۔ یہ کہہ کر عمران نے رابطہ منقطع کر دیا۔ پھر برآمدے میں واپسی ہوئی اور سر سلطان اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

"میرے ایک آدمی نے پچھلی رات یہیں سے اُس لڑکی کا تعاقب شروع کیا تھا پھر کسی جگہ مار کھا گیا۔!" عمران نے کہا۔

"مار کھا گیا سے کیا مطلب....!"

عمران نے جولیا سے ملی ہوئی اطلاع دہرائی.... اور بولا۔ "وہ یقیناً کوئی سنسان جگہ ہو گی۔!"

"سنسان جگہ پر ٹیلی فون کہاں۔!" ڈپٹی سیکریٹری نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہی تو میں بھی سوچ رہا تھا کہ میں نے یہاں کہیں سڑکوں پر ٹیلی فون بوتھ نہیں دیکھے۔!"

"بعض ہوٹلوں اور ڈاکخانوں کے علاوہ اور کہیں پبلک بوتھ نہیں ہیں۔!" ڈپٹی سیکریٹری نے کہا۔

"ڈاکخانوں کو تو خارج از بحث ہی سمجھو....!" سر سلطان پُر تشویش لہجے میں بولے۔ "روز روشن میں یہ ناممکن ہے.... البتہ کسی ہوٹل ہی میں اس کا امکان ہو سکتا ہے۔!"

پھر ڈپٹی سیکریٹری نے ہوٹلوں کے نام لے لے کر سوچنا شروع کیا کہ کہاں کا پبلک ٹیلی فون بوتھ اس قسم کے اچانک حملوں اور اُن کی پردہ پوشی کے لئے موزوں ہو سکتا ہے۔

"عجیب بات ہے....!" وہ تھوڑی دیر بعد سر ہلا کر بولا۔ "پھر وہی ہوٹل آرٹ سرکل وہیں کا پبلک بوتھ اس حرکت کے لئے موزوں ہو سکتا ہے۔ ڈائننگ ہال سے ملحقہ راہداری میں باتھ رومز ہیں.... اور اُسی کے سرے پر پبلک فون بوتھ ہے زیادہ تر وہاں سناٹا ہی رہتا ہے۔ حملہ کیا اور برابر والے باتھ روم میں گھسیٹ لیا۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی۔!"

"ہوں.... ہو سکتا ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ ہوٹل آرٹ سرکل ہی کا معاملہ تھا تو اتنی دیر کیوں لگائی اُس نے اطلاع دینے میں....!"

کوئی کچھ نہ بولا۔ عمران بھی کچھ سوچنے لگا تھا۔ سر سلطان اب بیٹھ گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کہا۔ "فی الحال تینوں قیدی محکمے کی حوالات میں رکھے جائیں تو بہتر ہوگا۔!"

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا....!" سر سلطان نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

"مقامی پولیس ہم تینوں کی تلاش میں ہے۔!"

"کیا مطلب....!" سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

"میرا مطلب تھا....!" عمران مسکرا کر بولا۔ "میری، شلی اور فوزیہ کی تلاش میں۔!"

"میرا دل چاہتا ہے کہ اس لڑکی کو گولی مار دوں۔!" ڈپٹی سیکریٹری نے کہا۔

"اس طرح پورا جلال آباد آپ کی گولیوں کی زد میں آجائے گا۔!" عمران بولا۔ "کون تھا جسے مونالیزا کی نواسی کو دیکھ لینے کی تمنا نہ رہی ہو۔!"

"میں سہراب سے دو دو باتیں کرنا چاہتا ہوں....!"

"فضول ہے.... یہ معاملہ ذاتی نوعیت کا نہیں ہے۔ اُس نے محض اُس کتاب کے حصول کے لئے وہ حرکت کی تھی۔ شلی صاحبہ سے اُس کی پہلے کی جان پہچان نہیں تھی۔!"

"اسے غنیمت سمجھو کہ عمران بروقت اُسکی اسکیم سے آگاہ ہو گیا تھا....!" سر سلطان نے کہا۔

"میں دل کے دباؤ میں مبتلا ہو گیا ہوں جناب.... میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔!" ڈپٹی سیکریٹری بولا۔

"آپ آرام کیجئے.... ان سبھوں کو محکماتی حوالات میں رکھنے کی تجویز میں نے اسی لئے پیش کی تھی کہ بات آگے نہ بڑھ سکے۔!" عمران نے کہا۔

"میں آپ کا شکر گذار ہوں....!" ڈپٹی سیکریٹری گلوگیر آواز میں بولا۔

"بس بس.... جاؤ آرام کرو....!" سر سلطان نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

ڈپٹی سیکریٹری ان کا شکریہ کر کے اندر چلا گیا اور سر سلطان نے عمران کو اشارے سے قریب بلا کر پوچھا۔

"لڑکی کے بارے میں کیا چھپانے کی کوشش کر رہے ہو....!"

"کچھ بھی نہیں....!" عمران نے کچھ ایسے انداز میں کہا کہ سر سلطان خفیف سے ہو کر رہ گئے اور پھر انہوں نے اس سلسلے میں مزید کوئی سوال نہیں کیا تھا۔

صفدر اور نیمو جولیا کی ہدایت کے مطابق اُس عمارت میں پہنچ گئے تھے جہاں ان کا قیام تھا۔

جولیا ہی سے انہیں معلوم ہوا تھا کہ لوئیسا کس طرح عمران کو جل دیکر نکلی اور مفقود الخبر ہو گئی۔

"آخر وہ کتاب کیسی تھی جس کی اہمیت کا علم اُس کے مالکوں کو بھی نہیں تھا۔!" نیمو نے کہا۔

"کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ ایک بار ایک صاحب نے نیلام میں ایک ڈیسک خریدی اور گھر لے آئے۔ پھر کچھ لوگ اُن کے پیچھے لگ گئے۔ ڈیسک چوری ہو گئی اور آج تک نہ معلوم ہو سکا کہ چکر کیا تھا۔ بہت معمولی سی ڈیسک تھی بہت تھوڑی قیمت میں ہاتھ آگئی تھی۔!"

"ایک بات بالکل سمجھ میں نہیں آئی۔!" دفعتاً نیمو چونک کر بولا۔ "آخر مونالیزا کی نواسی کیوں.... کتاب تو فوزیہ بھی اڑا سکتی تھی۔ جولیا کے بیان کے مطابق سہراب کو یہ بات فوزیہ ہی سے معلوم ہوئی تھی کہ اس عمارت میں کوئی تہہ خانہ بھی ہے تہہ خانے کا علم گھر کے افراد کے علاوہ اور کسی کو نہیں تھا۔ لیکن شلی نے فوزیہ کو اُس کے بارے میں بتا دیا تھا۔ کیا وہ اُسے تہہ خانہ دکھا بھی نہیں سکتی تھی۔ میرا خیال ہے کہ سہراب فوزیہ ہی کے توسط سے وہ غیر اہم کتاب حاصل بھی کر سکتا تھا۔!"

"بات تو ٹھیک ہے....!" صفدر سر ہلا کر بولا۔

"پھر ہنگامہ کیوں برپا ہوا....!"

"خدا جانے....!"

"کسی قسم کا پبلسٹی اسٹنٹ تو نہیں....!"

"اگر ہے بھی تو وہی گرد گھنٹال جانتے ہوں گے۔ میں نے تو اب اُن کے معاملات میں سر کھپانا ہی چھوڑ دیا ہے۔ جو کچھ کہا گیا کر دیا۔!"

"میں چھیڑوں گا یہ قصہ....!"

صفدر کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد کسی نے باہر سے کال بل کا بٹن دبایا تھا۔ نیمو نے صدر دروازہ کھولا اور اپنے سامنے ایک اجنبی کو پا کر متحیرانہ انداز میں کوئی سوال کرنا ہی چاہتا تھا کہ وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "وقت نہ ضائع کرو مجھے اندر آنے دو....!"

"خدا کی پناہ آپ ہیں....!" نیمو پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

"ہاں اُس عمارت سے برآمد ہونے کے لئے میک اپ ضروری تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ لوگ میری تاک میں ہیں....!"

"تو پھر وہاں سے برآمد ہونے والے ہر شخص کا تعاقب کیا جاتا ہوگا۔!"

"نہیں.... میرا تعاقب نہیں کیا گیا۔ لیکن اگر میں میک اپ میں نہ ہوتا تو ضرور کیا جاتا۔!"

وہ اس کمرے میں آئے جہاں صفدر بیٹھا ہوا تھا۔ عمران بولتا ہی ہوا کمرے میں داخل ہوا تھا۔ ورنہ صفدر بھی کسی اجنبی کو دیکھ کر اس طرح اطمینان سے بیٹھا نہ رہتا۔

"کیا تمہیں صدیقی کے بارے میں علم ہو چکا ہے۔!" عمران نے ان سے سوال کیا۔

"نہیں تو کوئی خاص بات....!" صفدر بولا۔

عمران جولیا سے ملی ہوئی اطلاع دہراتا ہوا بولا۔ "اصلیت جو کچھ بھی ہو لیکن میری دانست میں صدیقی کا تعاقب اُسی وقت شروع کر دیا گیا ہوگا جب وہ لوئیسا کے پیچھے چلا ہوگا۔!"

"اور اس وقت.... فون کرنے تک تعاقب جاری رکھا ہوگا۔!" نیمو بولا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"پھر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں....!"

"قابو میں کر لینے کے بعد کال کرائی گئی ہے اور اُسے ایسا رنگ دینے کی کوشش کی گئی کہ کال کرتے وقت اچانک حملے کا تاثر پیدا ہو....!"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ انہیں جولیا کے ٹھکانے کا بھی علم ہو گیا ہوگا۔!" صفدر بولا۔

"ظاہر ہے....؟"

"میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آرہا....!" نیمو نے کہا۔

"کیا سمجھ میں نہیں آرہا....!"

"اگر مقصد کتاب کا حصول تھا تو اب اس قسم کی چھیڑ چھاڑ کیوں....؟"

"سوالاکھ کا سوال ہے....!"

"مجھے جواب چاہئے۔!"

"میری دانست میں کتاب کی کوئی اہمیت نہیں....!"

"تم نے دیکھا....!" نیمو نے صفدر کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں نے سوچنا چھوڑ دیا ہے صرف عمل کرتا رہتا ہوں ہدایت کے مطابق....!"

"میرا خیال یہ ہے جناب....!" نیمو نے عمران کو مخاطب کیا۔ "کتاب کے حصول کے لئے جو طریق کار اختیار کیا گیا تھا اُس میں ڈھول پیٹنے کا سا انداز پایا جاتا ہے۔! یہی کام انتہائی خاموشی سے بھی ہو سکتا تھا۔ کتاب فوزیہ کے توسط سے بھی حاصل کی جا سکتی تھی۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی۔!"

"ہیئر.... ہیئر....!" عمران خوش ہو کر بولا۔ "تم پر ایکس ٹو کی محنت ضائع نہیں ہوئی۔"

"اوہ.... تو آپ کا بھی یہی خیال ہے....!" صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

عمران نے سر کو اثباتی جنبش دی اور کچھ سوچتا رہا۔

"لیکن اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے....!" صفدر نے سوال کیا۔

"پتا نہیں.... اب دیکھیں گے....!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"صدیقی.... صدیقی.... کے لئے کیا کریں....!" نیمو بولا۔

"وہی جو وہ لوگ چاہتے ہیں۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"ایسی جگہوں پر اُس کو تلاش کرو جہاں فون کرتے وقت اُس پر حملے کا امکان نظر آئے۔!"

"کسی ڈرگ اسٹور سے ناممکن ہے.... کوئی ایسا پبلک بوتھ ہو سکتا ہے جو کسی سنسان جگہ پر واقع ہو۔!"

"یہاں کسی شاہراہ پر کوئی بوتھ نہیں لگایا گیا۔!" عمران بولا۔ "پبلک بوتھ یا تو ڈاکخانوں میں ہیں یا ہوٹلوں میں.... ڈاکخانوں میں حملے کا امکان نہیں ہے۔!"

"درست....!" نیمو اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"اب ہوٹلوں پر دھیان دو....!"

"آپ نے بے حد آسان بنادیا....!" نیمو ہنس کر بولا۔

"اُس سے بھی زیادہ آسان ملاحظہ فرمایئے آرٹ سرکل کے پبلک بوتھ کے علاوہ اور کہیں کا بوتھ اس حرکت کے لئے موزوں نہیں ہے۔!"

"جولیا نے اُسے بھی ہمارے سر مار دیا ہے۔ اپنی نگرانی میں اُسے پتھیڈین کے انجکشن نہیں دلوا سکتی۔!"

"کس حال میں ہے۔!"

"بالکل ٹھیک ہے.... پتھیڈین کی مطلوبہ مقدار اُس کے سسٹم میں پہنچ رہی ہے۔!"

پھر صفدر عمران کو فوزیہ کے کمرے میں پہنچا کر واپس چلا گیا۔ عمران قفل کھول کر کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے ہی فوزیہ ایک آرام کرسی پر نیم دراز نظر آئی اُن کے ہاتھوں میں ایک کتاب تھی عمران کو دیکھ کر سیدھی ہو بیٹھی۔

عمران دروازے کے قریب ہی رک کر اُسے قہر آلود نظروں سے گھورتا رہا۔ لیکن اُس نے محسوس کیا کہ اُس کے رویئے سے وہ ذرہ برابر بھی متاثر نہیں ہوئی ہے۔

"کیا تم پوری طرح ہوش میں ہو....!" عمران آواز بدل کر غرایا۔ میک اپ میں تو تھا ہی۔

"بھاگ جاؤ!" وہ ہاتھ ہلا کر بولی۔ "میں علی عمران کے علاوہ اور کسی سے بات نہیں کروں گی۔!"

"میں تمہیں یہ اطلاع دینے آیا تھا کہ تمہارے گھر والے بہت پریشان ہیں۔!"

"جہنم میں جائیں....!"

"افسوس کہ تمہارا یہ مشورہ اُن تک نہیں پہنچ سکے گا۔!"

"جاؤ.... میں نے ایک بار کہہ دیا ہے کہ علی عمران کے علاوہ اور کسی سے بات نہیں کروں گی۔ بھانت بھانت کی شکلیں پیش کرنے سے کوئی فائدہ نہیں....!"

"اچھی بات ہے تو وہی آجائے گا....!" عمران نے کہا اور مڑ کر دروازہ کھولنے لگا۔ فوزیہ یکلخت اپنی جگہ سے اچھلی اور اس کی گردن پر کراٹے کا ہاتھ رسید کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ہاتھ دروازے پر پڑا.... کیونکہ عمران بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا اور وہ دوسرے ہاتھ میں چوٹ کھایا ہوا ہاتھ دبائے فرش پر بیٹھ گئی۔

"بہت چالاک بننے کی کوشش اسی طرح ڈبوتی ہے۔!" عمران نے مضحکہ اڑانے کے سے انداز میں کہا۔

وہ چپ چاپ اٹھی اور پھر کرسی پر جا بیٹھی۔

"ایک بار پھر سن لو....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم اُس وقت تک یہاں سے نہیں نکل سکتیں جب تک ہم نہ چاہیں۔!"

"مم... مجھے افسوس ہے... اب ایسا نہیں ہوگا۔!" وہ آہستہ سے بولی۔ "تم لوگ بہت اچھے ہو!"

عمران نے کمرے سے نکل کر دروازہ مقفل کیا اور دوسرے کمرے میں آکر میک اپ صاف کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر فوزیہ کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ وہ اُسے دیکھتی رہی اور وہ خود رو دینے کی سی شکل بنائے کھڑا رہا۔

"سب تمہارا ہی کیا دھرا ہے....!" وہ غصیلے لہجے میں بولی۔

"یہ کرنا دھرنا میرے فرائض میں شامل ہے.... اس لئے مجبوری ہے۔!"

"لیکن اب میں کیا کروں....!"

"تمہارے گھر والے بہت پریشان ہیں....!"

"انہیں جہنم میں جھونکو.... صرف میری بات کرو....!"

"گھر والوں سے اظہار بیزاری کے دوسرے طریقے بھی تھے۔ تم نے ان غیر ملکی جاسوسوں کا کھلونا بن کر اچھا نہیں کیا۔!"

"غیر ملکی جاسوسوں....!" فوزیہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں غیر ملکی جاسوسوں...... سہراب بہت عرصے سے زیر نگرانی ہے۔!"

"تو تم حقیقتاً سرکاری آدمی ہو۔!"

"یہی سمجھ لو.....!"

"پھر میرا کیا حشر ہونے والا ہے.....!"

"وعدہ معاف گواہ بن جاؤ.... سب ٹھیک ہو جائے گا۔!"

"مگر میں اب زندہ رہ کر کیا کروں گی۔!"

"یہ بھی سوچنے کی بات ہے.....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اس بھری پری دنیا میں صرف ایک شخص کو میری پرواہ تھی۔ وہ بھی نہ رہا تو اب میں زندہ رہ کر کیا کروں گی۔!"

"ادھر اُدھر بھٹکنے کی بجائے تم نے اُسی پر اعتماد کیا ہوتا۔ میری معلومات کے مطابق صمد نظامی بہت اچھا آدمی تھا۔!"

"لیکن میری ٹوہ میں رہتا تھا.....!"

"محض اس لئے کہ اُسے تمہاری پرواہ تھی۔ تمہارے گھر والوں نے تو شاید کبھی پوچھا بھی نہ ہو کہ تم کرتی کیا ہو۔ کہاں سے رقومات حاصل کرتی ہو۔!"

"مت بات کرو اُن کی.....!" وہ جھنجلا کر بولی۔ "سب جہنم میں جائیں۔!"

"شاید ابھی تک تمہارے ضمیر نے ملامت نہیں کی.....!"

"میرا ذاتی معاملہ ہے.....!" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"مونالیزا کی وہ تصاویر کس نے بنائی تھیں.....!"

"میں نہیں جانتی.....!"

"کیا تمہارا رول صرف اتنا ہی تھا کہ شلی کو آرٹ گیلری تک لے جاؤ.....!"

"سہراب نے مجھ سے یہی کہا تھا۔!"

"تہہ خانے سے متعلق تمہی نے اُسے اطلاع فراہم کی تھی۔!"

"ہاں.....!"

"اگر تم چاہتیں تو شلی کو اس پر آمادہ کر سکتی تھیں کہ وہ تمہیں تہہ خانہ بھی دکھا دیتی۔!"

"ہاں یہ میرے لئے ممکن تھا۔!"

"لہٰذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ سہراب نے اُس کتاب کے حصول کے لئے صرف تمہی سے کام کیوں نہیں لیا۔!"

"اُس کا جواب تو سہراب ہی دے سکے گا۔ مجھے اُس نے کچھ نہیں بتایا۔!"

"لوئیسا کب اور کہاں سے آئی تھی۔!"

"میں یہ بھی نہیں جانتی۔!"

"پھر تم کیا جانتی ہو.....؟"

"سہراب کے اصل بزنس کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہوں۔!"

"وہ تو میں بھی جانتا ہوں لیکن مجھے اُس سے کوئی سروکار نہیں.....!"

"آخر وہ کتاب کیسی تھی جس کی اہمیت کا علم شلی اور اُس کے گھرانے کو بھی نہیں تھا۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ فوزیہ اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتی رہی۔ تھوڑی دیر بعد وہ مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "تم میری کوئی مدد نہ کر سکو گی۔!"

"حالانکہ میری خواہش ہے کہ تمہارے کسی کام آؤں.....!"

"کوشش کرو تو آسکتی ہو.....!"

"کس طرح کوشش کروں.....!"

"اس کے ایسے ملنے والوں کے بارے میں بتاؤ جن سے کاروباری تعلقات نہیں تھے۔!"

"بہتیرے ہوں گے.....!"

"ایسوں کے نام بتاؤ جنہیں وہ اہمیت دیتا ہو.....!"

"میں اُس کے لئے یہاں منشیات کی تقسیم کا کام کرتی تھی اس کے علاوہ مجھے کبھی اور کوئی ذمہ داری نہیں سونپی گئی۔ ساجد جمالی بھی تمہارے قبضہ میں ہے۔ تم اُس سے پوچھ گچھ کیوں نہیں کرتے۔ میرا کام ایسا نہیں تھا کہ سہراب کے قریب رہ سکتی۔" "اُوہ.... ٹھہرو.....!" وہ ہاتھ اٹھا کر رہ گئی ایسا لگتا تھا جیسے اچانک کوئی اہم بات یاد آ گئی ہو۔

عمران مستفسرانہ نظروں سے اُسے دیکھتا رہا۔ وہ تھوڑی دیر بعد بولی۔ "تم نے پوچھا تھا کہ مونا لیزا کی تصاویر کس نے بنائی ہوں گی۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم سہراب کو مصور تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہو.....!"

عمران سر کو منفی جنبش دیتا ہوا بولا۔ "اس معاملے میں شاید تم بھی میری ہی ہم خیال ہو۔!"

"میری دانست میں تو وہ ایک سیدھی لکیر بھی نہیں کھینچ سکتا۔!" فوزیہ نے کہا۔ "مجھے ایک یوریشین آرٹسٹ یاد آرہا ہے جس کا تعارف ساجد جمالی نے سہراب سے کرایا تھا۔ میں وہاں موجود تھی۔ ہم سب ایک میدان میں کھڑے تھے۔ اس آرٹسٹ نے وہیں کھڑے کھڑے اپنے جوتے کی نوک سے زمین پر سہراب کا چہرہ بنایا تھا۔

"جوتے کی نوک سے....؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اور اتنی جلدی کہ ہم سب متحیر رہ گئے تھے۔ لیکن وہ آرٹسٹ کی حیثیت سے مشہور نہیں ہے بلکہ پھلوں کی فارمنگ کرتا ہے اور پھولوں کی نئی اقسام تیار کرنے کے سلسلے میں اُس نے خاصی شہرت حاصل کی ہے۔!"

"کب کی بات ہے.... مطلب یہ کہ یہ تعارف کب ہوا تھا۔!"

"کوئی چھ ماہ پہلے کی بات ہے.... میرا خیال ہے کہ تم ساجد جمالی سے اُس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر سکو گے۔!"

"تو وہ بھی یہیں رہتا ہے....!"

"ہاں یہیں کے مضافات میں ایک جگہ ہے۔ کرناک.... وہاں زیادہ تر اُسی کے باغات ہیں۔ وہیں رہتا بھی ہے۔!"

"اس کا نام نہیں بتایا تم نے....!"

"جے وی کہلاتا ہے.... پتا نہیں یہ نام ہے.... یا عرفیت....!"

"اچھا.... اچھا....!"

"اور یقین کرو... میں قطعی نہیں جانتی کہ یہ سب کیا تھا۔ میرا تعلق صرف منشیات کی تقسیم سے تھا اور شلی کے سلسلے میں مجھے صرف اس لئے استعمال کیا گیا تھا کہ وہ میری کلاس فیلو تھی۔!"

"مجھے یقین ہے....!"

جولیا اُس عمارت میں تنہا تھی اور محسوس کر رہی تھی کہ خطرات میں گھری ہوئی ہے۔ اسے یقین تھا کہ کچھ نامعلوم افراد عمارت کی نگرانی کر رہے ہیں۔ لیکن بہر حال اس طرف سے تو

اطمینان ہو گیا تھا کہ دونوں قیدی وہاں سے لے جائے جا چکے ہیں۔ ورنہ مزید دشواریوں میں پڑنے کا خدشہ رہتا۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور سناٹے میں ایسا لگا جیسے تنہائی چیخ اٹھی ہو۔ اُس نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔ "تم نروس تو نہیں ہو۔!"

"تو گویا تمہیں علم ہے....!" جولیا بھنا کر بولی۔

"لاعلمی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"اب مجھے کیا کرنا ہے....!"

"آرام سے بیٹھی رہو........!"

"تم کہاں ہو....!"

"ایک ڈرگ اسٹور میں....!"

"بیٹھے بیٹھے تھک گئی ہوں.... آسمان دیکھنا چاہتی ہوں....!"

"اچھی بات ہے.... گھڑی دیکھو.... اور ٹھیک پندرہ منٹ بعد گھر سے باہر نکل آؤ۔ گیراج میں ایک گاڑی موجود ہے.... اسے نکالو اور ہوٹل آرٹ سرکل کی طرف روانہ ہو جاؤ۔!"

"یونہی خواہ مخواہ....!"

"پوری بات سنو.... ہوٹل میں پہنچ کر کاؤنٹر کلرک سے کسی مسٹر براؤن کے بارے میں پوچھ گچھ کرنا جو ہوٹل ہی میں مقیم ہے۔ تمہیں اُس سے معلوم کرنا ہے کہ وہ کس کمرے میں مقیم ہے۔!"

"اُس کے بعد....!"

"اُس کے بعد جو کچھ بھی ہوگا۔ تم خود دیکھ لوگی۔!"

"مقصد معلوم کئے بغیر تمہارے کسی مشورے پر عمل نہیں کروں گی۔!"

"تو پھر اُس مشورے پر عمل کرو جو پہلے دیا گیا تھا۔ یعنی آرام سے بیٹھی رہو۔!"

"صدیقی کے لئے کیا کر رہے ہو....؟"

"وقت ضائع نہ کرو....!"

"اگر کسی مسٹر براؤن کا سراغ مل گیا تو پھر کیا کرنا ہوگا....؟"

"اُس کے کمرے تک جاؤ گی۔!"

"اور جو لوگ یہاں اس عمارت کی نگرانی کر رہے ہیں میرا تعاقب کریں گے۔!"

"ظاہر ہے....!"

"اور پھر میرا بھی وہی حشر ہوگا جو صدیقی کا ہو چکا ہے۔!"

"اس کا بھی امکان ہے....!"

"یعنی دیدہ و دانستہ کنوئیں میں چھلانگ لگادوں....!"

"صدیقی ہی کی طرح تم بھی ان کی نظروں میں آچکی ہو۔ لہٰذا وہ بہر حال تمہاری نگرانی کرتے رہیں گے۔ لیکن میں اس قصے کو جلد ختم کرنا چاہتا ہوں۔!"

"کیا مجھے اُس مسٹر براؤن سے ملنا پڑے گا....؟"

"اگر کوئی ہوا تو....!"

"کیا مطلب....؟"

"مقصد معلوم کئے بغیر تم جان نہیں چھوڑو گی۔!" عمران کی آواز آئی۔ "خیر سنو.... وہ ہمیں باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ صدیقی پر ہونے والا حملہ اُسی ہوٹل میں ہوا ہے۔ لہٰذا اب یہ دیکھنا ہے کہ اس کا مقصد کیا ہے۔!"

"یعنی وہ ایسا کیوں باور کرانا چاہتے ہیں۔!"

"ہاں یہی بات ہے....!"

"شاید تمہارا دماغ چل گیا ہے....!"

"وہ تو چلتا ہی رہتا ہے کوئی نئی بات نہیں....!"

"کتاب کا قصہ ختم ہو چکا ہے.... کیا تم سمجھتے ہو کہ اُسے دوبارہ حاصل کر سکو گے۔!"

"اگر اس کی بازیابی ہی مقصد ہے تو پھر واقعی میرا دماغ چل گیا ہوگا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"وقت نہ ضائع کرو.... جو کہا گیا ہے کرو.... ورنہ چیف سختی سے جواب طلب کرے گا۔!"

"اخاہ.... تم بھی اُسے چیف کہنے لگے ہو....!"

"جولیا....!" عمران کا لہجہ سخت تھا۔ ساتھ ہی اُس نے رابطہ منقطع ہونے کی آواز بھی سنی اور دانت پیس کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

طوعاً و کرہاً لباس تبدیل کیا اور باہر نکل کر گیراج سے گاڑی نکالی.... پھر تھوڑی ہی دیر بعد اندازہ ہو گیا کہ اُس کا تعاقب کیا جارہا ہے۔ وہ سوچ رہی تھی کہ عمران کی تجویز حقیقتاً احمقانہ بھی ہو سکتی ہے۔ ہوٹل میں کسی ایسے مسٹر براؤن کے بارے میں پوچھ گچھ کرنی تھی جس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ ہوٹل آرٹ سرکل کے قریب پہنچ کر اس نے ایسی جگہ گاڑی پارک کی جہاں سے اُسے سڑک پر نکال لانے میں کوئی دشواری پیش نہ آتی۔

تعاقب کرنے والی گاڑی آگے بڑھتی چلی گئی اور کمپاؤنڈ کے پھاٹک کے قریب جولیا نے اُسے رکتے دیکھا۔ دو آدمی اُس پر سے اترے تھے۔ دونوں دیسی ہی تھے۔ جولیا پھاٹک کی طرف بڑھتی رہی۔ بظاہر وہ دونوں اُس سے لاتعلق نظر آرہے تھے۔

جولیا لاپرواہی سے چلتی ہوئی ڈائننگ ہال تک آئی۔ اُس نے سوچا پہلے ایک کپ کافی کا ہو جائے پھر پوچھ گچھ بھی ہوتی رہے گی اور یہ بھی تو دیکھنا تھا کہ تعاقب کرنے والے بھی ڈائننگ ہال میں داخل ہوتے ہیں یا نہیں۔

اُس نے ایک ایسی میز منتخب کی جہاں سے صدر دروازے پر نظر رکھ سکتی تھی۔ ویٹر کو آرڈر دے کر وینٹی بیگ میں پڑے ہوئے اعشاریہ دو پانچ کے پستول کو ٹٹولنے لگی۔ ساتھ ہی سوچ رہی تھی کہ عمران اُس کی طرف سے غافل تو نہ ہوگا۔ اُس کے آدمیوں میں سے بھی شاید کوئی آس پاس ہی موجود ہو۔ اونہہ دیکھا جائے گا۔

ویٹر کافی لے آیا۔

"سنو....!" جولیا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "کیا تم انگلش سمجھ سکتے ہو۔!"

"ہاں.... محترمہ.... فرمائیے....!" ویٹر نے ادب سے کہا۔

"اگر میں یہاں ٹھہرے ہوئے کسی شخص کے بارے میں کچھ جاننا چاہوں تو مجھے اس کے لئے کیا کرنا ہوگا۔!"

"اسسٹنٹ منیجر اس سلسلے میں کچھ کر سکے گا۔ قیام کرنیوالوں کا رجسٹر اُسکی تحویل میں رہتا ہے۔!"

"کیا تم میرے لئے یہ کام نہیں کر سکتے۔!"

"ڈیوٹی کے اوقات میں میرے لئے ممکن نہ ہوگا۔!"

"میں دراصل یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ مسٹر براؤن کس کمرے میں مقیم ہیں۔!"

"آپ براہِ راست معلوم کر سکتی ہیں۔ اسسٹنٹ منیجر کا دفتر تیسری منزل پر ہے۔!"

"اچھا خیر میں ہی دیکھوں گی.....!" وہ طویل سانس لے کر رہ گئی۔

ویٹر چلا گیا۔ ابھی تک دونوں تعاقب کرنے والے ڈائننگ ہال میں نہیں آئے تھے۔ وہ کافی پیتی اور سوچتی رہی کیا اس ویٹر ہی سے براؤن کے بارے میں کچھ پوچھ لینا کافی نہ ہوگا۔ عمران کی گفتگو سے اس نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ کسی مسٹر براؤن کا کوئی وجود نہیں ہے اور یہ سب کچھ محض دکھاوے کے لئے کرنا ہوگا تاکہ تعاقب کرنے والوں کے علم میں آجائے کہ وہ ہوٹل میں پوچھ گچھ کر رہی ہے۔

ابھی اس نے کافی ختم بھی نہیں کی تھی کہ ویٹر اُسی کی جانب آتا ہوا دکھائی دیا اور قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔ "اتفاق سے اسسٹنٹ منیجر ادھر ہی آگیا تھا۔ میں نے آپکے حوالے سے مسٹر براؤن کے بارے میں پوچھا۔ اب وہ خود ہی آپکو بتادے گا۔ رجسٹر دیکھنے اپنے آفس میں گیا ہے۔!"

"بہت بہت شکریہ.....!" جولیا جلدی سے بولی۔ فوری طور پر اسے کسی خطرے کا احساس ہوا تھا۔ یا یہ کہنا چاہئے کہ چھٹی حس بیدار ہو گئی تھی۔ ویٹر چلا گیا۔

اس نے صدر دروازے کی طرف نظر دوڑائی۔ ان دونوں کا اب بھی پتہ نہیں تھا۔ اس نے سوچا شائد وہ محض اتفاق تھا۔ اُن دونوں نے اُس کا تعاقب نہیں کیا تھا ہو سکتا ہے سرے سے غیر متعلق آدمی ہوں۔

کافی ختم کر کے ویٹر کو اشارے سے بلانے ہی والی تھی کہ ایک خوش پوش آدمی اُسے اپنی جانب آتا دکھائی دیا۔

"مجھے آپ کا پیغام مل گیا تھا۔!" قریب پہنچ کر اس نے کہا۔ "میں اسسٹنٹ منیجر ہوں۔ مسٹر براؤن کمرہ نمبر ستانوے میں مقیم ہیں۔ لیکن اس وقت موجود نہیں ہیں۔ کمرے کی کنجی مجھے اس ہدایت کے ساتھ دے گئے تھے کہ اگر کوئی خاتون اُن کے بارے میں پوچھیں تو کمرے کی کنجی انہیں دے دی جائے۔!"

اس نے ایک کنجی جولیا کے سامنے میز پر ڈال دی۔

"لیکن..... لیکن میں کنجی کا کیا کروں.....!"

"یہ تو میں نہیں بتا سکوں گا۔!" اُس نے پر تشویش لہجے میں کہا۔ "لیکن قرائن سے یہی معلوم

ہوتا ہے کہ اس کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ آپ ان کے کمرے میں بیٹھ کر ان کی واپسی کا انتظار کریں۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ اسسٹنٹ منیجر اُسے متحیر چھوڑ کر چلا گیا۔ اب جولیا کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہئے۔ عمران پر بڑی شدت سے غصہ آیا۔ اگر بات کی مزید وضاحت کر دی ہوتی تو وہ اس دشواری میں کیوں پڑتی۔ وہ مردود تو کمرے کی کنجی تک پھینک گیا۔

ویٹر کو بلا کر بل طلب کیا اور پھر اُسی سوچ میں پڑ گئی۔ کمرے میں جانا تو عقلمندی نہ ہوگی۔ پھر کیا کیا جائے۔ کیا یہیں بیٹھی رہے۔ لیکن یہ بھی مناسب نہ ہوگا جبکہ وہ کمرے کی کنجی ہی حوالے کر گیا ہے۔ اب تو ایسی صورت میں یہاں سے نکل جانا بھی آسان نہ ہوگا۔

بل کی رقم ادا کر کے وہ اٹھی اور ڈائننگ ہال سے نکل کر لفٹ کی طرف چل پڑی۔

اب تو دیکھا جائے گا۔ وہ سوچنے لگی۔ کمرہ نمبر ستانوے ضرور کھولے گی۔ خواہ کچھ ہو جائے۔ آخر یہ عمران خود کو سمجھتا کیا ہے۔ عمران پر غصہ آگیا۔ لفٹ کے ذریعے تیسری منزل پر پہنچی اور کمرہ نمبر ستانوے کے سامنے جا رکی۔ وینٹی بیگ کاندھے پر لٹکایا اور اسے کھول کر بایاں ہاتھ اس میں ڈال دیا۔ پستول اُس کی گرفت میں تھا اور ضرورت پڑنے پر وہ وینٹی بیگ کے اندر ہی سے فائر کر سکتی تھی۔ داہنے ہاتھ سے کنجی قفل میں لگائی دروازہ کھولا۔ پھر اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے پیر فرش سے چپک کر رہ گئے ہوں۔ سامنے ہی بستر پر کوئی لیٹا ہوا تھا۔ غور سے دیکھا تو اس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اور منہ پر ٹیپ چپکا ہوا تھا۔ اس کے باوجود بھی اُسے پہچان لینے میں دشواری نہ ہوئی یہ لیفٹیننٹ صدیقی تھا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھے جا رہا تھا۔

جولیا نے دروازہ بند کر کے پستول وینٹی بیگ سے نکال لیا اور متجسسانہ نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگی۔ صدیقی سر ہلانے لگا۔ وہ سمجھ گئی کہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ شاید وہ بتانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہاں اُس کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں ہے۔ اس کے باوجود بھی جولیا نے باتھ روم کو دیکھا تھا اور دوسرے کمرے میں بھی جھانک آئی تھی۔

پھر اُس نے آگے بڑھ کر صدیقی کے منہ پر چپکا ہوا ٹیپ اتار دیا اور صدیقی نے جلدی سے کہا۔ "دیر نہ کرو..... میرے ہاتھ پیر کھول دو۔!"

"سب کچھ غیر متوقع طور پر ہو رہا ہے۔!" جولیا بڑبڑائی۔

پھر اُس نے صدیقی کے ہاتھ پیر کھولے اور وہ اٹھتا ہوا بولا۔ ”بس اب نکل چلو یہاں سے۔“

”کیوں نہ فون کر کے اسسٹنٹ منیجر کو طلب کروں....!“ جولیا تذبذب کے ساتھ بولی۔

”میں.... کک.... کیا.... لیکن ٹھہرو.... تم یہاں تک پہنچیں کیسے....؟“

”لمبی کہانی ہے... خیر... چلو... میری دانست میں یہی مناسب ہوگا کہ چپ چاپ نکل چلیں۔!“

”پستول مجھے دے دو....!“ صدیقی نے کہا۔

”چلو.... چلو.... یہاں وہ الجھنے کی کوشش نہیں کریں گے.... اور پھر حالات کے تحت....!“ جولیا جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہوگئی۔

”تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی....!“

”اور تمہارا یہاں پایا جانا کب میری سمجھ میں آیا ہے....!“

جولیا نے باہر نکل کر دروازہ مقفل کیا اور کنجی قفل ہی میں لگی رہنے دی۔ کمروں میں اُسے کسی قسم کا سامان بھی نہیں دکھائی دیا تھا۔

وہ لفٹ کے ذریعے سیدھے گراؤنڈ فلور تک چلے گئے۔ کمپاؤنڈ میں پہنچ کر پھاٹک کا رخ کیا لیکن کوئی ایسا نہ دکھائی دیا جس پر راہ میں حائل ہو جانے والے کا شبہ کیا جا سکتا اور اب وہ گاڑی بھی کہیں نظر نہیں آ رہی تھی جو کچھ دیر پہلے جولیا کی گاڑی کے پیچھے لگی رہتی تھی۔

جولیا نے اپنی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے صدیقی سے کہا۔ ”تم پچھلی سیٹ پر بیٹھو.... عقب میں نظر رکھنا....!“

انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی سڑک پر اُتاری اور اب اس کا رخ قیام گاہ کی طرف تھا!

”تم اچانک اس طرح وہاں کیسے پہنچ گئیں....؟“ صدیقی نے پوچھا۔

”فی الحال اس پر نظر رکھو کہ تعاقب تو نہیں کیا جا رہا۔ گھر چل کر باتیں ہوں گی۔!“ جولیا نے کہا اور خاصی تیز رفتاری سے گاڑی چلاتی رہی۔

بالآخر اپنے ٹھکانے پر بھی پہنچ گئی اور صدیقی نے کہا۔ ”میں بہت بھوکا ہوں۔!“

”سیدھے کچن میں چلو وہیں باتیں کریں گے۔!“ جولیا نے کہا۔

”میں ابھی تک اس چکر میں ہوں کہ آخر میرے ساتھ ہوا کیا....!“

”کچھ بتاؤ تو اُس پر رائے زنی بھی ہو سکے۔!“

”وہ سفید فام لڑکی قریباً ساڑھے تین بجے صبح ڈپٹی سیکریٹری کی محل نما عمارت سے نکل کر بھاگی تھی۔ فرار کے لئے وہی گاڑی استعمال کی گئی تھی جس پر سہراب اُسے وہاں لے گیا تھا۔ میں نے تعاقب شروع کیا احتیاطاً اپنی گاڑی کی لائٹیں نہیں جلائی تھیں۔ کچھ دور چلنے کے بعد اچانک کسی گاڑی کی روشنی میری گاڑی پر پڑی جو عقب میں آ رہی تھی۔ پتا نہیں کدھر سے برآمد ہوئی تھی۔ قریب آ کر رکی اور قبل اس کے کہ میں سنبھلتا کوئی بے حد ٹھنڈی اور سیال شے میرے چہرے سے ٹکرائی اور پھر مجھے ہوش نہیں کہ کیا ہوا۔ دوبارہ آنکھ اُسی بستر پر کھلی تھی جس پر تم نے مجھے بندھا ہوا پایا تھا۔ لیکن اُس وقت میرے ہاتھ پیر بندھے نہیں ہوئے تھے۔ بہر حال ہوش آتے ہی مجھے یاد آیا کہ مجھ پر کیا گذری تھی۔ سامنے ہی فون رکھا ہوا دکھائی دیا۔ جھپٹ کر ریسیور اٹھایا اور تمہارے نمبر ڈائیل کرنے لگا۔ بس غلطی یہ ہوگئی کہ فوراً ہی یہ قدم اٹھا بیٹھا تھا۔ حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ پہلے سچویشن کو سمجھنے کی کوشش کرتا۔ گرد و پیش کا جائزہ لیتا۔ ہر طرف سے مطمئن ہو جانے کے بعد ہی فون کرنا چاہئے تھا۔ ہاں تو شاید میں اپنی بات بھی مکمل نہیں کر سکا تھا کہ کسی نے عقب سے گردن پر ضرب لگائی اور میں ایک بار پھر ڈھیر ہو گیا اور پھر جو آنکھ کھلی تو ہاتھ پیر جکڑے ہوئے تھے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ پہلے ہی انہوں نے احتیاط سے کام کیوں نہیں لیا تھا۔ یا میرے ہاتھ پیر باندھ دیتے یا فون وہاں سے ہٹا دیتے۔!“

”کوئی الجھن کی بات نہیں ہے....!“ جولیا فرائنگ پین میں انڈا توڑتی ہوئی بولی۔ ”اب تو میری الجھن بھی رفع ہو گئی ہے۔ معاملہ بالکل صاف ہے۔!“

”پتا نہیں تم کیا کہہ رہی ہو....!“

”میری کہانی کے بغیر تمہاری کہانی مکمل نہیں ہو سکتی۔ اب مجھ سے سنو....!“

جولیا نے اُس کی ادھوری کال ریسیو کرنے کے بعد سے واقعات دہرانے شروع کئے اور وہ متحیرانہ انداز میں سنتا رہا۔ جولیا نے اپنی بات ختم کر کے سوال کیا۔ ”کیا سمجھے۔!“

”اس کے علاوہ اور کیا سمجھ سکتا ہوں کہ پہلے انہوں نے مجھے پکڑا اور پھر اپنی خوشی سے تمہارے حوالے کر دیا....؟“

”مقصد....؟“ جولیا اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

”مقصد بھی یہی ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے مقصد کے حصول میں کامیاب ہوئے اب تم سب جہنم

میں جاؤ....!"

"بالکل ٹھیک سمجھے.... میرا بھی یہی خیال ہے۔!"

"لیکن اگر تم اس ہوٹل تک نہ پہنچ جاتیں تو کیا ہوتا۔!"

"وہ تمہیں کسی سڑک پر پھنکوا دیتے.... لیکن اس کا اندازہ غلط نہیں تھا کہ عمران اسی نتیجے پر پہنچے گا کہ تم پر حملہ اُسی ہوٹل کے پبلک فون بوتھ میں کیا ہوگا۔!"

"لیکن طریق کار تو وہ نہیں تھا.... میں نے کمرے سے فون کیا تھا....!"

"کبھی کبھی غلط اندازِ فکر بھی صحیح راستے پر ڈال دیتا ہے۔ عمران کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔!"

"تو اس کا مطلب یہ کہ ڈراپ سین ہوگیا۔!"

"بالکل.... انہیں وہ کتاب حاصل کرنی تھی اور تمہیں چکر دینے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم احساسِ بے بسی میں مبتلا ہو کر خاموشی اختیار کرلیں۔!"

"تم کہتی ہو کہ براؤن ایک فرضی نام تھا۔!"

"عمران نے یہی کہا تھا.... وہ صرف یہ چاہتا تھا کہ میں اُس ہوٹل میں جاؤں اور دوسروں کو اپنے وجود کا احساس دلانے کے لئے براؤن کے بارے میں پوچھ گچھ کروں۔ میں نہیں جانتی کہ خود اُس کے ذہن میں کیا تھا۔ پوری بات کبھی نہیں بتاتا۔!"

وہ انڈے فرائی کر چکنے کے بعد سینڈوچ بنانے لگی تھی اور کافی کے لئے پانی ہیٹر پر رکھ دیا تھا۔ اتنے میں فون کی گھنٹی بجی.... اور وہ سینڈوچوں کی پلیٹ صدیقی کے سامنے رکھتی ہوئی کچن سے نکل کر سٹنگ روم میں آئی۔ گھنٹی بدستور بج رہی تھی۔ ریسیور اٹھایا۔

دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی تھی۔ "کہو کیسی رہی....!"

"جب بھی ہاتھ آئے تمہاری خیر نہیں....!" جولیا نے غصیلی آواز میں کہا۔

"ہاتھ آؤں یا نہ آؤں میری خیر کم ہی رہتی ہے۔!"

"تم نے مسٹر براؤن کے بارے میں جھوٹ کیوں بولا تھا....!"

"کیسا جھوٹ....!"

"تم نے کہا تھا کہ مسٹر براؤن ایک فرضی نام ہے۔ لیکن وہاں تو اس نام کا ایک آدمی مقیم ہے۔!"

"اچھا تو پھر....!"

جولیا صدیقی کی کہانی دہرانے لگی۔ لیکن اُس کے لہجے میں غصیلا پن بدستور برقرار رہا۔

"خیر.... خیر....!" عمران کی آواز آئی۔ "یہی غنیمت ہے کہ صدیقی کسی ٹوٹ پھوٹ کے بغیر ہاتھ آگیا.... لیکن میرا کام نہیں بن سکا۔!"

"کیسا کام....!"

"وہ دونوں جو تمہارا تعاقب کررہے تھے.... صفدر کو ڈاج دے کر نکل گئے.... اُن کے ٹھکانے کا پتہ نہیں چل سکا۔!"

"بس تو پھر کھیل ختم ہوچکا....!"

"بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے....!"

"کیا مطلب....!"

"میری دانست میں کھیل ختم نہیں ہوا ہے بلکہ اصل کھیل اب شروع ہوگا۔!"

"جھک مارتے پھرو....!" جولیا بھنا کر بولی۔

جے وی فروٹ فارمز کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ ان باغات کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے مقصد محض پھلوں کی کاشت نہ ہو۔ بلکہ فارمز ان کے ذریعے اپنی شخصیت کا اظہار بھی کرنا چاہتا ہو۔

اگر ان باغات کا نظارہ بالائی فضا سے کیا جاتا تو یہ باغات کسی چوکھٹے میں جڑے منظر کا نقشہ پیش کرتے۔ کہیں درختوں کی ترتیب پہاڑوں کا سلسلہ معلوم ہوتی کہیں پھولوں اور سبزے کی تختہ بندی لہریں لیتے ہوئے دریا کا سماں پیش کرتی۔

جے وی فروٹ فارمز کی حدود میں مقامی آدمیوں کا داخلہ ممنوع تھا۔ صرف غیر ملکی سیاحوں کو اجازت تھی اگر وہ اُسے دیکھنا پسند کریں۔

جے وی یوریشن تھا اور یہیں کا شہری بھی تھا۔ بہت بڑی جائیداد کا مالک...... جلال آباد کے ایک جاگیردار نے کسی جرمن عورت سے شادی کی تھی۔ اُسی کے بطن سے تھا۔ باپ نے جاوید سلیمان نام رکھا تھا۔ لیکن اس کی آنکھیں بند ہوتے ہی جاوید سلیمان سے جاوید واگھان ہوگیا۔ واگھان اُس کی جرمن ماں کا خاندانی نام تھا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد جاوید واگھان سے جے وی ہوگیا۔ یعنی

دونوں ناموں کے شروع کے حروف نام کے طور پر اختیار کر لئے۔

انتہائی خود سر اور بد دماغ آدمی تھا۔ عمر پچاس اور ساٹھ کے درمیان رہی ہو گی۔ لیکن چہرے پر اس قدر جھریاں پڑ گئی تھیں کہ پچھتر سال سے کم کا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ وہ صرف زبان کا بُرا ہے۔ کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ اُس کے ملازمین سبھی غیر ملکی تھے جاپانی.... چینی.... انڈونیشی وغیرہ۔ کچھ سفید فام لڑکیاں بھی تھیں۔ مجسمہ سازی اور مصوری محبوب مشاغل تھے۔ لیکن انہیں ذریعہ معاش نہیں بنایا گیا تھا۔ کبھی اُس کی تصاویر اور مجسموں کی نمائش بھی نہیں ہوئی تھی۔ باغات کے درمیان ایک بڑی شاندار عمارت بنوائی تھی اور اسی میں اقامت گزین تھا۔ آبائی حویلی بند پڑی تھی اور اس کا کچھ حصہ کھنڈر بھی ہو گیا تھا۔

جدید عمارت سے اس کا فاصلہ کم از کم دو فرلانگ ضرور رہا ہو گا۔ رات کی تاریکی میں اس کے آثار کچھ عجیب سے لگتے تھے۔ عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ وہ آسیب زدہ ہے۔ کبھی کبھی گرد و نواح کے لوگ اُس کی دیواروں پر متحرک سی روشنیاں بھی دیکھتے اس وقت کھنڈرات والے حصے کے بعض گوشے روشن نظر آرہے تھے اور یہ روشنی ایک جانب سے رینگتی ہوئی دوسری طرف بڑھ رہی تھی۔ لیکن یہ کسی آسیب کا سایہ نہیں تھا بلکہ ایک گاڑی اُس سمت بڑھی آرہی تھی جس کی ہیڈ لائٹس کی شعاعیں کھنڈر پر رینگ رہی تھیں۔

رات کا پچھلا پہر تھا۔ گاڑی پرانی حویلی کے قریب سے گذرتی ہوئی جدید عمارت کی طرف بڑھتی چلی گئی اور پھاٹک سے گذر کر پورچ میں جار کی۔

گاڑی سے مونالیزا کی ہمشکل اُتری اور پورچ سے گذر کر صدر دروازہ پیٹنے لگی۔ گویا اُسے یقین تھا کہ رات کے آخری حصے میں بھی کوئی نہ کوئی دروازہ کھولنے کے لئے جاگ رہا ہو گا۔

واقعی دروازہ کھلنے میں دیر نہ لگی اور دروازہ کھولنے والا خود جے وی تھا۔ دروازہ کھول کر وہ پیچھے ہٹ گیا۔ لوئیسا اندر داخل ہوتی ہوئی بولی۔ "فتح.... لیکن سہراب پھنس گیا ہے۔!"

"جہنم میں جائے....!" جے وی غرایا۔

وہ کئی کمروں سے گذرتے ہوئے ایک بڑے ہال میں داخل ہوئے۔ جہاں چاروں طرف دیواروں پر بڑی بڑی تصویریں نظر آرہی تھیں اور جگہ جگہ مجسمے نصب تھے۔ مشرقی دیوار میں ایک بڑے سے آتش دان میں آگ بھڑک رہی تھی اور اس کے قریب ہی کئی آرام کرسیاں پڑی ہوئی

تھیں۔ لوئیسا اس دوران میں اُسے تہہ خانے کی کہانی سناتی رہی تھی۔

پھر وہاں سے حاصل کی ہوئی کتاب اُس کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔ "یہ ایڈونچر بھی زندگی بھر یاد رہے گا۔!"

جے وی نے اُس کے ہاتھ سے کتاب لے کر آتش دان میں ڈال دی۔

"ارے....!" وہ بوکھلا کر آتش دان کی طرف جھپٹی۔

"ٹھہرو....!" جے وی غرایا۔

"یعنی کہ.... یہ.... وہ....!" لوئیسا کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں اور وہ شعلوں میں گھری ہوئی کتاب کو دیکھے جارہی تھی۔ پھر جے وی کی طرف مڑ کر بولی۔ "یہ تم نے کیا کیا۔!"

"غیر ضروری باتیں نہیں....!"

"پھر بھی.... اتنی تگ و دو کے بعد حاصل ہونے والی چیز اس طرح کیوں ضائع کر دی گئی۔!"

"تم اس کتاب کے بارے میں کیا جانتی ہو....!" وہ اُسی گھورتا ہوا بولا۔

"کچھ بھی نہیں....!"

"تب پھر خاموش رہو....!"

وہ ہونٹ سکوڑ کر رہ گئی پھر اپنے چہرے کیطرف اشارہ کر کے بولی۔ "مجھے اب اس سے نجات دلاؤ۔!"

"بیٹھ جاؤ....!" اُس نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

اور اُس کے بیٹھ جانے کے بعد بولا۔ "اب مجھے اُس شخص کے بارے میں بتاؤ جو تہہ خانے میں اچانک نمودار ہوا تھا۔!"

"اوہ.... وہ.... تو بھوت معلوم ہوتا تھا۔!"

"افسانوی انداز میں... نہیں!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "سیدھے سادھے الفاظ میں بیان کرو۔!"

"تہہ خانے میں وہ اچانک نمودار ہوا تھا۔ شلی نے بھی اس پر حیرت ظاہر کی تھی۔ اس سے پوچھا تھا کہ وہ کس طرح داخل ہوا تھا تہہ خانے میں۔ اس پر اُس نے بتایا تھا کہ اُس راستے سے داخل ہوا ہے جس کا علم شلی کے دادا کے علاوہ اور کسی کو نہیں۔ لیکن وہ اُس راستے کو بھی دریافت کر لینے میں کامیاب ہو گیا ہے۔!"

"اوہ....!" جے وی مضطربانہ انداز میں بڑبڑایا۔ "تب تو وہ میرے لئے بہت اہم آدمی ہے۔!"

"میں نے اُسے بھوت اس لئے کہا تھا کہ سہراب نے بہت تھوڑے فاصلے سے چھ فائر کئے لیکن اُس کا بال بھی بیکا نہیں ہوا۔ میں نے ایسا پھرتیلا آدمی پہلے کبھی نہیں دیکھا۔۔۔!"

"مجھے بھی حیرت ہی ظاہر کرنی چاہئے کیونکہ سہراب ایک اچھا نشانہ باز بھی ہے۔!"

"ساجد جمالی بھی اُسی کے قبضے میں ہے۔ اُس نے اُس کا نام بھی لیا تھا۔!"

جے وی نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد لوئیسا بولی۔ "میں نے کہا تھا اس مصیبت سے نجات دلاؤ۔۔۔!"

"تم نے سہراب کو اپنا کیا نام بتایا تھا۔۔۔!" اس نے سوال کیا۔۔۔؟

"لوئیسا۔۔۔!"

"یہ بہت اچھا کیا کہ اپنا اصل نام نہیں بتایا۔۔۔!"

"کیا اب میں خود ہی اس ماسک کو آتار پھینکوں۔۔۔!" لوئیسا جھنجھلا کر بولی۔

"ٹھہرو۔۔۔ جلدی نہ کرو۔۔۔ میرے ساتھ آؤ۔!" وہ دروازے کی طرف مڑتا ہوا بولا۔ لوئیسا اٹھ کر اُس کے پیچھے چل پڑی۔

کئی راہداریوں سے گذرتا ہوا ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوا جس کی ساخت بتا رہی تھی کہ ساؤنڈ پروف ہے۔ لوئیسا کے اندر داخل ہو جانے کے بعد اُس نے دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا۔

"تم وہاں تہہ خانے میں اپنی انگلیوں کے نشانات چھوڑ آئی ہو گی۔!" اس نے لوئیسا سے کہا۔

"پتا نہیں۔۔۔ ہو سکتا ہے۔!" وہ لاپرواہی سے بولی پھر اُسے گھورتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ "تم میرے چہرے سے یہ ماسک کیوں نہیں اتارتے۔ بڑی تکلیف محسوس کر رہی ہوں۔ شائد پورا چہرہ ننھی منی پھنسیوں سے ڈھک گیا ہو۔!"

"قریب آؤ۔۔۔!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

جیسے ہی وہ قریب پہنچی اُس نے اُس کے بازو میں اس زور کی چٹکی لی کہ وہ بلبلا اٹھی۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔!" وہ زور سے چیخی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس زور کا ہاتھ اس کے منہ پر پڑا کہ دیوار سے جا ٹکرائی۔ سنبھلنے نہیں پائی تھی کہ جے وی نے پھر اُسے جا لیا اور اس بار بڑی بے دردی سے اُس کی گردن تھام کر سر دیوار سے لڑا دیا۔ وہ کسی خوفزدہ ننھی سی بچی کی طرح

چیخنے لگی۔ جے وی اُسے دونوں ہاتھوں سے پیٹے جا رہا تھا۔

سہراب کی اکڑ بدستور قائم تھی۔ عمران کو دیکھتے ہی اُس کے منہ سے مغلظات کا طوفان اُمڈ پڑتا۔ اس وقت بھی یہی ہوا۔ جیسے ہی عمران نے اُس کمرے میں قدم رکھا وہ چیخنے لگا۔ "تم میرے خلاف کچھ بھی ثابت نہ کر سکو گے عدالت میں دھجیاں بکھیر دوں گا۔!"

"اگر عدالت تک پہنچ سکے۔۔۔!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔!"

"کوئی نہیں جانتا کہ تم کہاں غائب ہو گئے۔۔۔!"

"اچھا تو پھر۔۔۔!"

"مار کر یہیں کہیں دفن کر دوں گا۔!" عمران نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔!" وہ زور سے چیخا۔

"مجھے کون روکے گا۔۔۔!"

سہراب خاموشی سے اُسے گھورتا رہا۔ پھر آہستہ سے پوچھا۔ "تم آخر چاہتے کیا ہو۔!"

"سچی بات۔۔۔!"

"سچی بات تم اُسی کی زبانی سن چکے ہو۔۔۔!"

"وہ بکواس تھی۔ جس شخص کا حوالہ لوئیسا نے دیا تھا وہ اُس کا باپ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اُس نے سرے سے شادی ہی نہیں کی۔ لاولد ہے۔۔۔ اور اُسے کتابوں میں کوئی دلچسپی نہیں۔ صرف ایک بڑا صنعت کار ہے۔!"

"اس نے مجھے یہی بتایا تھا۔۔۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا۔۔۔!"

"کس کے توسط سے تم تک پہنچی تھی۔!"

"خود ہی ملی تھی۔ کسی کے توسط سے نہیں آئی تھی۔!"

"تصاویر کس نے بنائی تھیں۔ تم تو ایک سیدھا خط بھی نہیں کھینچ سکتے۔!"

"تصاویر بھی خود اُسی نے فراہم کی تھیں۔۔۔ دراصل وہ نواب صاحب کی کوٹھی کی تلاشی لینا چاہتی تھی۔۔۔ اس سے زیادہ میں نہیں جانتا۔!"

"تو گویا کتاب کا محض بہانہ تھا۔!"

"ہر گز نہیں کتاب ہی کے سلسلے میں تو تلاشی لینا چاہتی تھی۔!"

"اور تم پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہو کہ اب تم اس کا پتا نہیں بتا سکتے۔!"

"فرانس کا پتا بتا سکتا ہوں.... یہاں کہاں مقیم تھی۔ یہ اُس نے میرے اصرار کے باوجود بھی نہیں بتایا تھا۔ میرے اس بیان میں ایک فیصد بھی جھوٹ نہیں ہے مسٹر عمران....!"

"میرا خیال ہے کہ تم سچ کہہ رہے ہو البتہ ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہاں تو اس سلسلے میں یہ ڈرامہ کیا گیا۔ یعنی مونالیزا کی نواسی مہمان کی حیثیت سے نواب وارث علی خان کی کوٹھی میں داخل ہوئی۔ لیکن دارالحکومت میں مسٹر مسعود وارث کے بنگلے کی تلاشی لینے والا چوروں کی طرح داخل ہوتا رہا۔!"

"میں اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا....!" سہراب نے کہا۔

"کیا مطلب....!"

"مجھے اس واقعے کا قطعی علم نہیں....!"

"اب تم اڑنے کی کوشش کر رہے ہو....!"

"مسٹر عمران.... لوئیسا کے معاملے میں اعتراف کر لینے کے بعد میں دوسرے معاملے کی ذمہ داری قبول کرنے سے کیوں گھبرانے لگا۔!"

"یہ بھی معقول دلیل ہے.... لیکن یہ بھی اٹل حقیقت ہے کہ میں اُسی شخص کا تعاقب کرتا ہوا تم تک پہنچا تھا۔!"

"کون تھا....؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا.... لیکن کیا یہ میرے لئے کافی نہیں تھا کہ وہ دارالحکومت سے سیدھا تمہارے پاس آیا تھا....!"

"خدا کی پناہ.... میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں.... حلیہ بیان کرو اس کا۔ شاید اسی سے اندازہ لگا سکوں....!"

"کوئی خاص بات نہیں تھی اس میں.... ایک عام سا آدمی تھا۔ لیکن وہ قریباً ایک گھنٹے تک تمہارے پاس بیٹھا رہا تھا۔!"

"کہاں بیٹھا رہا تھا....!"

"آرٹ گیلری میں....!"

"کس دن کی بات ہے....!"

"غالباً پچھلے اتوار کی بات.... ہاں ٹھیک ہے.... اتوار ہی کا دن تھا۔!"

"وقت....؟" سہراب نے سوال کیا۔

"سہ پہر... غالباً تین بجے کی بات ہے۔!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "ٹھہرو.... شاید تمہیں یاد آ جائے۔ اس نے تمہاری میز پر پانی کا گلاس گرا دیا تھا۔ کچھ کاغذات بھیگ گئے تھے۔!"

"خداوند....!" سہراب بوکھلا کر اٹھ گیا۔

"کیوں....؟ یاد آ گیا نا....!" عمران اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"یاد تو آ گیا.... لیکن وہ میرے لئے قطعی اجنبی تھا۔ تصاویر کا گاہک بن کر آیا تھا اور مجھے باور کرانے کی کوشش کر رہا تھا کہ تصاویر کی انتہائی قیمت جو کچھ بھی لگے۔ اُس کی دوگنی قیمت وہ ادا کر دے گا۔ لہٰذا انتہائی قیمت لگانے والے سے سودا نہ کیا جائے۔!"

عمران کے ہونٹ سیٹی بجانے کے سے انداز میں سکڑ کر رہ گئے۔

"اب میں سمجھا....!" سہراب سر ہلا کر بولا۔ "یہ میرے خلاف کوئی گہری سازش تھی۔!"

"خوب....!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"کوئی یقین نہ کریگا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں اپنے کسی حریف کی سازش کا شکار ہوا ہوں۔!"

"فوزیہ کے منگیتر کے قتل کا الزام بھی اپنے سر نہ لو گے۔!"

"قطعی نہیں.... مسٹر عمران.... میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ اُسے آرٹ گیلری میں قتل کروا دیتا۔ مجھے اُس کا اعتراف ہے کہ میں اُسے پسند نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ وہ میری ٹوہ میں رہنے لگا تھا اور میں اس سے بھی انکار نہیں کروں گا کہ منشیات کے غیر قانونی کاروبار میں ملوث ہوں۔ یہ بھی تسلیم کہ فوزیہ میری کارپرداز تھی لیکن میں نے اُس کے منگیتر کو قتل نہیں کرایا.... آخر وہ کون تھا اور کس کا آدمی تھا جس نے تصاویر کو دوگنی قیمت پر خریدنے کا آفر دیا تھا اور تم دور سے یہ سمجھتے رہے کہ وہ مجھے اپنی کارگذاری کی رپورٹ دے رہا ہے۔!"

"میں یہی سمجھا تھا....!" عمران نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔ "لیکن تم تک پہنچ جانے کے بعد

میں نے اُسے نظر انداز کر دیا اور اس کا تعاقب پھر نہیں کیا۔!"

"افسوس....!" وہ اپنے زانو پر ہاتھ مار کر رہ گیا۔ پھر بڑبڑایا۔

"میرا کوئی کاروباری حریف مجھے جہنم رسید کرا دینا چاہتا ہے۔!"

"لیکن وہ تینوں تو تمہارے ہی بھیجے ہوئے تھے۔ جنہوں نے مجھے ہوٹل کے کمرے میں گھیرا تھا۔!"

"میں اس سے بھی انکار نہیں کروں گا کہ وہ میرے ہی آدمی تھے۔ لیکن مقصد قتل کرانا نہیں تھا۔ صرف تمہیں قابو میں کر کے اصلیت جاننا چاہتا تھا۔ پھر میری معلومات کے مطابق تم ایک بلیک میلر اور بعض حالات میں پولیس انفارمر بھی ثابت ہوئے۔!"

"ان سب باتوں کے باوجود بھی تمہارا لوئیسا کے چکر میں پڑنا میری سمجھ میں نہیں آیا۔!" عمران نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔ "تم نے خاصی دولت کمائی ہے۔ آخر لوئیسا نے تمہیں کتنی رقم کا لالچ دیا تھا۔!"

"سوئیٹزرلینڈ میں پچاس ہزار ڈالر....!"

"یعنی پانچ لاکھ روپے.... ایک حقیر سی کتاب کے لئے....!"

"دراصل اس کے معاملے میں میری عقل خبط ہو گئی تھی۔!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور تھوڑی دیر تک کچھ سوچتے رہنے کے بعد عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔ "آخر تم نے اس شخص کو کیوں نظر انداز کر دیا تھا جب کہ وہی اس سلسلے میں اہم ترین آدمی تھا۔!"

"میری دانست میں تم اہم ترین آدمی تھے۔ کیا بھول گئے کہ تم اس سے پہلے بھی ایک غیر ملکی سفارت خانے کے معاملات میں ملوث رہ چکے ہو۔!"

"یہ میرے مقدر کی خرابی ہے کہ بار بار دوسروں کی غلط فہمیوں کا شکار ہوتا رہا ہوں۔ اس معاملے میں بھی محض آلہ کار کی حیثیت رکھتا تھا اور اس کا بھی علم نہیں تھا کہ آلہ کار بن گیا ہوں۔ سفارت خانے کی ایک لڑکی پسند آ گئی تھی۔ اس سے تعلق پیدا کیا اور اسی کے کہنے پر اپنے ایک ایسے دوست سے اُس کا تعارف کرا دیا تھا جو وزارتِ خارجہ کے ایک شعبے سے تعلق رکھتا تھا۔ بس اتنے ہی کا گناہ گار تھا جو کچھ بھی کیا انہی دونوں نے مل کر کیا تھا۔ میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہے تھے۔!"

"ہوں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "بہر حال تم ہماری لسٹ پر آ گئے تھے۔ بظاہر معمولی پوچھ

گچھ کے بعد تمہیں چھوڑ دیا گیا تھا۔!"

"تو گویا میرے خلاف سازش کرنے والا اچھی طرح جانتا تھا کہ مجھ تک پہنچ جانے کے بعد تم اُس شخص کا پیچھا چھوڑ دو گے جس کا تعاقب کرتے ہوئے مجھ تک آؤ گے۔!"

عمران صرف شانے سکوڑ کر رہ گیا۔

"میں بُری طرح پھنس گیا ہوں۔ خدا مجھ پر رحم کرے۔ منشیات کے غیر قانونی کاروبار کی سزا بھگت سکتا ہوں۔ لیکن غیر ملکی ایجنٹوں کے آلہ کار کی حیثیت سے ایک منٹ کی سزا بھی میرے لئے موت کا پیغام ہو گی۔ اگر ایسا کوئی الزام آیا مجھ پر تو خود کشی کر لوں گا۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ کسی گہری سوچ میں تھا۔

تھوڑی دیر بعد اُس نے سر اٹھا کر سہراب کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "جے وی سے کس قسم کے تعلقات ہیں....!"

"کس سے....؟"

"تم سے....!"

"مجھ سے کسی قسم کے بھی تعلقات نہیں۔ شاید دو بار اُس سے محض رسمی قسم کی ملاقات ہوئی تھی۔!"

"کیا کسی نے تعارف کرایا تھا....!"

"ہاں.... شاید ساجد جمالی نے تعارف کرایا تھا۔!"

"جے وی بہت اچھا آرٹسٹ ہے۔!"

"سنا ہے.... اور اس کے باغات کا فضائی نظارہ بھی کر چکا ہوں۔!"

"کیا خیال ہے تمہاری پریشانیوں کا باعث وہ بھی ہو سکتا ہے۔ سنا ہے اُس کے پاس کچھ سفید فام لڑکیاں بھی ہیں۔!"

"لیکن.... مسٹر عمران وہ کیوں ہونے لگا میری پریشانیوں کا باعث جب کہ ہم دونوں ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے تک نہیں۔ ہرگز نہیں.... سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"دل پھینک قسم کے آدمی ہو۔ کبھی اُس کے کسی منظور نظر سے جا ٹکرائے ہو۔!"

"ہرگز نہیں.... میں نے جلال آباد یا اُس کے اطراف میں کبھی دل نہیں پھینکا۔ ویسے اگر تم

اُس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو تو ساجد جمالی سے بات کرو۔ اُس کے اُس سے خاصے تعلقات ہیں۔!"

"ساجد تمہارا پارٹنر ہے....!"

"میں اس سے بھی انکار نہیں کروں گا.... لیکن یقین کرو میری ذات سے ابھی تک کوئی قتل وابستہ نہیں ہوا۔ فوزیہ کے منگیتر کو صرف اچھی طرح پٹوا دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔!"

"تمہارے اس ارادے سے کون کون واقف تھا....!"

"صرف ساجد جمالی.... لیکن وہ بھی ابھی تک کسی کے قتل کا مرتکب نہیں ہوا۔ ہم نے کبھی کوئی ایسی حرکت نہیں کی جس کی بناء پر قانون کے محافظ ہماری طرف متوجہ ہو سکتے۔!"

"خیر میں دیکھوں گا....!"

"میں تمہارا مشکور ہوں کہ ابھی تک میرے ساتھ کسی قسم کی بدسلوکی نہیں ہوئی۔!"

"تعاون کرنے والے ہمیشہ مزے میں رہتے ہیں.... ہاں.... ساجد کے بارے میں کیا خیال ہے۔ کیا وہ تنہا پورے کاروبار کا مالک بننے کے خواب نہیں دیکھ سکتا۔!"

"بظاہر تو وہ مخلص نظر آتا ہے....!"

"لیکن یقین کرو کہ ان تینوں نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ تینوں کے ہاتھوں میں کھلے ہوئے چاقو تھے۔ اگر ایک میرے ہاتھوں نہ مارا جاتا تو انہوں نے مجھے ہی ختم کر دیا تھا۔!"

"دراصل اس قسم کے معاملات کو ساجد ہی دیکھتا ہے۔ بہر حال میں نے اُس سے ہرگز یہ نہیں کہا تھا کہ آپ پر قاتلانہ حملہ کیا جائے۔!"

"خیر.... خیر.... اب یہ بتاؤ کیا بات محض پچاس ہزار ڈالروں کی تھی۔!"

"نن.... نہیں.... دراصل....!"

"دلِ بے قرار بھی ملوث تھا۔!" عمران اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"یہی سمجھ لو....!" سہراب نے کہہ کر سر جھکا لیا۔

"تو اُس کا یہ مطلب ہوا کہ تم نے اُسے بہت قریب سے دیکھا ہوگا۔!"

"یقیناً....!" وہ عمران سے نظریں ملائے بغیر بولا۔

"کیا وہ مونا لیزا کے میک اپ میں نہیں تھی۔!"

"نہیں مسٹر عمران.... ورنہ میں سب سے پہلے اُس کی اصلیت جاننے کی کوشش کرتا۔!"

"اچھی بات ہے....!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "شاید پھر جلد ہی ملاقات ہو۔!" اس کے بعد وہ اُس کمرے میں پہنچا جہاں ساجد جمالی کو رکھا گیا تھا۔

وہ بھی عمران پر نظر پڑتے ہی غرانے لگا۔

"کوئی فائدہ نہیں....!" عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔

"تم نے کس قانون کے تحت مجھے بند کر رکھا ہے....؟"

"ابھی تم قانون تک کہاں پہنچے ہو۔ ابھی تو میرے مرحلے پر ہو۔ قانون کے حوالے اس وقت کروں گا جب تم میرے مطالبات پورے کرنے سے انکار کر دو گے۔!"

"کیسے مطالبات....!"

"سہراب پولیس کی حراست میں ہے۔!"

"کیا مطلب....!"

"تمہاری اسکیم سو فیصد کامیاب رہی.. فوزیہ کے منگیتر کے قتل کا الزام اُس کے سر آیا ہے۔!"

"میری اسکیم سے کیا مراد ہے....؟" وہ عمران کو گھورتا ہوا بولا۔

"اگر اُسے پھانسی ہو گئی تو پورے کاروبار کے مالک تم ہو گئے۔!"

"میری ایسی کوئی اسکیم نہیں تھی....!"

"پھر اُس بیچارے کو اس طرح الجھانے کی کوشش کیوں کی تھی۔!"

"میں قطعی نہیں سمجھا کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو....!"

"لوئیسا فرار ہو گئی لیکن سہراب کو پولیس نے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا۔ اس کی گرفتاری نواب وارث علی خان کے محل سے عمل میں آئی ہے اور اُس نے اعتراف کر لیا ہے کہ تم اُس کے بزنس پارٹنر ہو۔ اس لئے اب پولیس کو تمہاری تلاش ہے۔!"

دفعتاً ساجد کے چہرے پر مردنی چھا گئی اور وہ تھوڑی دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "تم کیا چاہتے ہو۔!"

"اعتراف.... کہ لوئیسا تمہارے ہی توسط سے سہراب تک پہنچی تھی۔!"

"یہ بالکل غلط ہے.... میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آئی ہے۔ اُس نے براہِ

راست سہراب سے معاملات طے کئے تھے۔!"

"تم نے دخل اندازی نہیں کی....!"

"کیوں کرتا جب کہ وہ سہراب کا نجی معاملہ تھا۔!"

"لیکن اس کی مدد کرتے رہے تھے....!"

"کیوں نہ کرتا....!"

"گویا تم نہ صرف غیر قانونی طور پر منشیات کی تجارت کرتے ہو بلکہ غیر ملکی جاسوسوں کا آلہ کار بھی بنتے ہو۔!"

"تمہارا پہلا ریمارک درست ہے لیکن دوسرا حقیقت سے بعید ہے۔!"

"میں کہہ رہا ہوں کہ لوئیسا ایک غیر ملکی جاسوسہ تھی۔!"

"میں نہیں جانتا تھا.... میں نے تو جو کچھ بھی کیا سہراب کے لئے کیا۔ اگر وہ غیر ملکی جاسوسہ تھی تو سہراب جانے۔!"

"بہر حال تم اُن کی اعانت کے ملزم ہو....!"

"نادانستہ طور پر....!"

"قانون کو اس سے سروکار نہیں۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم کیا چاہتے ہو۔!"

"فی الحال سچی بات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔!"

"یعنی میں تمہیں اُس مفرور عورت کا پتہ بتادوں....!"

"خاصے سمجھ دار ہو۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اس کے بعد تم میرے سلسلے میں کیا کرو گے۔!"

"تمہیں پولیس کے حوالے نہیں کروں گا۔!"

"تو سچی بات یہ ہے کہ میں لوئیسا کے بارے میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا کہ اُسے ایک کتاب کی تلاش تھی۔!"

"وہ کہاں سے آئی تھی.... اور کہاں چلی گئی ہوگی۔!"

"میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں۔ سہراب ہی بتا سکے گا۔!"

"وہ بھی نہیں بتا سکا....!"

"تب تو اُس سے بڑا جھوٹا روئے زمین پر نہ ہوگا۔!"

"یہ کس بناء پر کہہ رہے ہو....!"

"کیا تم کسی ایسے فرد کیلئے اس نوعیت کا کام کر سکو گے جس سے اچھی طرح واقف نہ ہو۔!"

"کوئی بہت بڑی رقم پہاڑ کو بھی ہلا سکتی ہے۔!"

"کتنی بڑی رقم....!"

"پچاس ہزار ڈالر سمجھ لو....!"

ساجد ہنس پڑا اور بولا۔ "یہ ہوائی سہراب ہی نے چھوڑی ہوگی۔!"

"کیا مطلب....!"

"سفید فام لڑکیوں کے لئے وہ اندھے کنوئیں میں بھی چھلانگ لگا سکتا ہے۔ لوئیسا نے خود کو پوری طرح اس کے حوالے کر دیا تھا۔!"

"چلو یہی سہی.... تو پھر....!"

"تو پھر یہ کہ.... یہ قطعی غلط ہے کہ سہراب اُس کے ٹھکانے سے واقف نہ ہوگا۔!"

"اُس نے اُسکا اعتراف نہیں کیا۔!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "تصویریں کس نے بنائی تھیں؟"

"لوئیسا ہی نے تصویریں بھی فراہم کی تھیں۔!"

"جے وی.... بہت اچھا آرٹسٹ ہے....!" عمران نے کہا۔

"یہاں جے وی کا کیا ذکر....!" ساجد نے ناخوش گوار لہجے میں پوچھا۔

"اوہ.... تو تم اس کا ملوث کیا جانا پسند نہیں کرتے۔!"

"وہ یقیناً بہت اچھا آرٹسٹ ہے۔ لیکن اس قسم کی حرکتوں کا مرتکب کیوں ہونے لگا۔!"

"اُس کے پاس سفید فام لڑکیاں بھی ہیں۔!"

"ہوں گی.... لیکن جے وی کو کیا پڑی ہے۔!"

"میرا خیال ہے کہ تم اُسے بہت قریب سے جانتے ہو۔!"

"وہ میرا دوست ہے۔ مقامی آدمیوں میں شاید یہ شرف صرف مجھے حاصل ہے۔ لیکن.... میں نہیں سمجھ سکا.... سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ آخر جے وی ایسا کیوں کرنے لگا۔ جب کہ وہ اس

پر قادر ہے کہ جب چاہے وارث علی خان کے محل کی تلاشی اپنے طور پر لے سکتا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا.... تم کیا کہنا چاہتے ہو۔!"

"اُس کے پاس ایسے آدمی بھی ہیں جو چوروں کی طرح جہاں چاہیں پہنچ جائیں اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکے۔!"

"واقعی....؟"

"ہاں ...... اگر وہ وارث محل سے کچھ حاصل کرنا چاہتا تو اُسے اتنا کھڑاگ پھیلانے کی ضرورت پیش نہ آتی.... بھلا اس طرح پبلسٹی کیوں کرتا۔!"

"تو گویا تم سمجھتے ہو کہ یہ پبلسٹی تھی۔!"

"کھیل کے اختتام سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔!"

"گردن کس کی پھنسی....!"

"ظاہر ہے کہ سہراب کی اور میری پوزیشن بھی محفوظ نہیں ہے۔!"

"اسی لئے سہراب کا خیال ہے کہ یہ کسی کاروباری حریف کی حرکت ہے۔!"

"یا پھر میری....!" ساجد مسکرا کر بولا۔ "تاکہ پورے بزنس پر میرا قبضہ ہو جائے۔!"

"نہیں وہ مجھ سے متفق نہیں ہوا....!"

"تم یہی سمجھتے ہو....!"

"میری رائے محفوظ ہے.... جے وی سے تمہارے کس قسم کے تعلقات ہیں۔!"

"بس ہم دوست ہیں۔!"

"تم نے لوئیسا کو قریب سے دیکھا ہوگا۔!"

"ہاں.... آں.... سہراب نے اُس کے سلسلے میں مجھ پر اسی حد تک اعتماد کیا تھا۔!"

"کیا وہ مونا لیزا کے میک اپ میں تھی۔!"

"اگر میک اپ تھا تو کمال کا تھا....!"

"گویا تم یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ میک اپ تھا یا نہیں۔!"

"تمہارے انداز گفتگو نے ڈانوا ڈول کر دیا ہے۔ اب ایسا لگتا ہے جیسے میک اپ ہی رہا ہو۔!"

"کوئی خاص وجہ۔ مطلب یہ کہ میرے توجہ دلانے پر کوئی خاص بات یاد آئی ہے....؟"

"جے وی کے حوالے نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے۔ لیکن پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ ایسا کیوں کرنے لگا۔!"

"یہ دیکھنا میرا کام ہے۔!"

"تم آخر ہو کون.... سمجھ میں نہیں آتا کہ تم اپنا بزنس کر رہے ہو یا پولیس کے لئے کام کر رہے ہو۔!"

"پولیس کے لئے کام کر رہا ہوتا تو تم براہِ راست پولیس ہی کی تحویل میں ہوتے۔ سہراب بھی میرے قبضے میں ہے۔!"

"اور مسعود وارث کی لڑکی شلی کی کیا حیثیت ہے۔!"

"وہ مجھے اپنا ایک ہمدرد سمجھتی ہے۔!"

"اور تم کس چکر میں ہو....!"

"سنو....! شلی سے رابطہ بڑھائے بغیر میں تہہ خانے تک نہیں پہنچ سکتا اور میرا چکر اصل آدمی تک پہنچنا ہے تم اور سہراب اس سلسلے میں میرے لئے اب کوئی اہمیت نہیں رکھتے کیونکہ تم دونوں محض آلہ کار ثابت ہوئے ہو۔!"

"تو پھر ہمیں کیوں روک رکھا ہے۔!"

"یہ بھی تمہارے ہی مفاد میں ہے۔ جب تک یہاں ہو۔ پولیس کی زد سے بچے رہو گے۔ پولیس ہم تینوں کی تلاش میں ہے۔!"

"لیکن میرا ان معاملات سے کوئی تعلق نہیں۔!"

"سہراب اعتراف کر چکا ہے کہ وہ تینوں ہی تمہارے بھیجے ہوئے تھے جنہوں نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔!"

"ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ اتنا بڑا جرم نہیں جتنا بڑا جرم خود تم سے سرزد ہو چکا ہے۔!"

"حفاظت خود اختیاری جرم نہیں ہے.... اور پھر مہینے میں ایک آدھ قتل کر دینا میری ہابی ہے۔ لیکن تم لوگ جو اس معاملے میں اتنے محتاط ہو اس قسم کی حماقت کیسے کر بیٹھے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"فوزیہ کے منگیتر کا قتل اور وہ بھی بیچ آرٹ گیلری میں.... کہیں اور لے جا کر مار دیا ہوتا۔!"

"تم یقین نہیں کرو گے کہ اس قتل میں ہمارا ہاتھ نہیں ہے۔!"

"تمہارا مسئلہ ہے۔ تم جانو.... ہاں تمہیں کچھ یاد آیا تھا جے وی کے ذکر پر....!"

"اس کی لڑکیوں کے بارے میں تم نے کچھ پوچھا تھا۔ پھر مونالیزا کے میک اپ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ جے وی بہت باکمال آدمی ہے۔ اُس کے لئے مونالیزا کا ایسا ماسک تیار کر لینا مشکل نہ ہوگا جس پر انسانی جلد ہی کا گمان ہو سکے۔ لوئیسا کی ایک غیر شعوری حرکت کی بناء پر میں سوچا کرتا تھا کہ یہی عادت میں نے اس سے قبل کس لڑکی میں دیکھی تھی اور پھر جیسے ہی تم نے جے وی کا نام لیا مجھے وہ لڑکی یاد آگئی۔ لوئیسا بات کرتے کرتے اچانک رک کر ایک خاص انداز میں تھوک نگلتی تھی۔ بہر حال انداز دلکش تھا۔ بالکل یہی انداز میں نے جے وی کی ایک مہمان میں بھی پایا تھا جو سوئٹزر لینڈ سے آئی تھی۔!"

"آوازوں میں یکسانیت محسوس کی ہوگی۔!"

"نہیں.... میرا خیال ہے کہ لوئیسا کی آواز کسی قدر بھاری تھی۔!"

"آواز بدلی جاسکتی ہے۔ تو وہ لڑکی اب بھی جے وی کی مہمان ہے؟" عمران نے سوال کیا۔

"میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔!"

"نام کیا ہے....!"

"غالباً ملڈرتھ.... روتھی کہلاتی ہے۔ دلآویز نقوش اور سنہرے بالوں والی ہے۔ اگر مونالیزا کے میک اپ میں وہی تھی تو اپنی اس کمزوری پر قابو نہیں پاسکی تھی۔ گفتگو کے دوران میں تھوک نگلنے کا وہ انداز خاصا دلکش تھا۔!"

"سنا ہے کہ وہ مقامی آدمیوں کو اپنی جائیداد کی حدود میں نہیں داخل ہونے دیتا۔!"

"میں یہی تو کہہ رہا تھا کہ میرے علاوہ یہاں اور کوئی اُس سے اتنا قریب نہیں ہے۔!"

"مجموعی طور پر اُس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔!"

"اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ جھکی اور سنکی ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کس وقت کیا کر بیٹھے گا۔!"

"تمہیں یہاں کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔!"

"نہیں شکریہ.... لیکن کب تک اس طرح روکے رکھو گے۔!"

"وقت کا تعین نہیں کر سکتا۔ حالات پر منحصر ہے۔!"

"تمہارے بازو کے زخم کا کیا حال ہے۔!"

"پہلے سے بہتر ہے.... اچھا.... اب مجھے چلنا چاہئے۔!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

شلی عمران سے ملنے کے لئے بے چین تھی۔ لیکن وہ تو اس طرح غائب ہوا تھا جیسے اُس کا وجود ہی نہ رہا ہو۔ اس نے اپنے باپ سے اُس کے بارے میں خاصی پوچھ گچھ کر ڈالی تھی۔ لیکن اس کے علاوہ اور کچھ نہ معلوم کر سکی کہ وہ ایک بہت بڑے سرکاری افسر کا بیٹا ہے اور کبھی کبھی سر سلطان کے لئے بھی تھوڑی بہت دوڑ دھوپ کر ڈالتا ہے۔ وہ بھی اس لئے کہ اس کے باپ سے سر سلطان کے گہرے مراسم ہیں۔ لیکن شلی کچھ اور بھی جاننا چاہتی تھی کیا جاننا چاہتی تھی؟ خود اس کا ذہن بھی اس سوال کے جواب کی نشاندہی سے قاصر تھا۔

بہر حال وہ عمران کے بارے میں ہمہ وقت کچھ نہ کچھ سوچتی ہی رہتی تھی۔ اس وقت بھی ذہن ایسی ہی کسی کیفیت سے گذر رہا تھا کہ اچانک فون کی گھنٹی بجی اور اس نے مضطربانہ انداز میں ریسیور کریڈل سے اٹھالیا۔

دوسری طرف سے عمران کی آواز سنتے ہی دل حلق میں دھڑکنے لگا اور ہونٹ خشک ہونے لگے۔

"تم کہاں غائب ہو گئے....!" بدقت کہہ سکی۔

"تمہارے باوا سے ڈر لگتا ہے۔!"

"ہاں.... وہ کہہ رہے تھے کہ تم سنکی ہو....!"

"شکر ہے کہ بدمعاش نہیں کہا۔ ویسے کیا تم ایڈونچر کے موڈ میں ہو۔!"

"کوئی نئی سوجھی کیا....؟"

"لیکن کیا گھر سے تین چار دن کے لئے غائب رہ سکتی ہو۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"تو پھر خواہ مخواہ میں نے وقت ضائع کیا....!"

"آخر کہنا کیا چاہتے ہو....!"

"جے وی کا نام سنا ہے۔!"

"انکل جے وی کی بات کر رہے ہو....!"

"انکل سے کیا مراد ہے....!"

"رشتے کے چچا ہوتے ہیں۔ ان کے باپ ہمارے عزیز تھے۔ ماں جرمن تھی۔!"

"کیا اب بھی مراسم برقرار ہیں۔!"

"کیوں نہیں....!"

"مطلب یہ کہ اگر تم اُس کے فارمز میں جانا چاہو تو....!"

"میں جاسکتی ہوں... شاید تم نے کسی سے سنا ہوگا کہ وہ مقامی آدمیوں کو نہیں گھسنے دیتے۔!"

"ہاں یہی بات ہے۔!"

"کیا تم فارمز کی سیر کرنا چاہتے ہو۔!"

"ہاں.... بہت تعریف سنی ہے۔!"

"میں انکل جے وی کو فون کردوں گی تمہیں کوئی نہیں روکے گا۔!"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہوگی۔!"

"لیکن تم نے مجھ سے ایڈونچر کی بات کیوں کی تھی۔!"

"میں نے سوچا تھا کہ ہم دونوں غیر ملکی سیاحوں کے بھیس میں سیر کر آئیں گے۔!"

"اور کوئی بات معلوم ہوتی ہے.... مجھے بہلانے کی کوشش مت کرو....!"

"کیا جے وی کبھی تمہارے گھر بھی آتا ہے۔!"

"نہیں ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔ دراصل دادا جان اُن سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ لیکن ڈیڈی سے انکل جے وی کے تعلقات اچھے خاصے ہیں۔ ہم کبھی کبھی ان کی طرف جاتے رہتے ہیں۔!"

"اُس نے کئی سفید فام لڑکیاں بھی تو پال رکھی ہیں۔!"

"غالباً دادا جان انہی سب باتوں کی وجہ سے اُن سے متنفر ہیں۔!"

"لیکن تمہارے ڈیڈی سے جے وی کے تعلقات اچھے ہیں۔!"

"ڈیڈی معقولیت پسند ہیں....!"

"تو گویا اتنی ڈھیر ساری سفید فام لڑکیاں پال لینا معقولیت ہے۔!"

"لڑکیوں پر اتنا زور کیوں دے رہے ہو۔!"

"کچھ نہیں بس یونہی... پتا نہیں کیوں دل چاہتا ہے کہ ہر وقت لڑکیوں کی باتیں کرتا رہوں۔!"

"بکواس ہے.... تم سے زیادہ بدذوق آدمی آج تک میری نظر سے نہیں گذرا۔!"

"ڈیڈی کہاں ہیں۔!"

"واپس گئے.... دادا جان وغیرہ شاید کل واپس آجائیں۔ اسلئے فون کرتے وقت محتاط رہنا۔!"

"مجھے کیا پڑی ہے کہ فون کرتا پھروں گا۔ ویسے تمہارے دادا جان کو بھی دیکھوں گا۔!"

"کیا مطلب....!"

"تمہارے ڈیڈی کہتے ہیں کہ انہوں نے پیرس میں سرے سے کوئی کتاب خریدی ہی نہیں تھی۔ ہوسکتا ہے تمہارے دادا جان اس مسئلے پر کوئی روشنی ڈال سکیں۔!"

"سنو.... خوب یاد آیا.... دیکھو دادا جان کو یہ ہرگز نہ معلوم ہونے پائے کہ تم ان کے کمرے سے کسی تہہ خانے میں پہنچ گئے تھے۔!"

"لیکن میرا تہہ خانے میں پایا جانا ثابت ہوچکا ہے۔!"

"یہ ایسی کوئی خاص بات نہیں.... تم اُسی راستے سے تہہ خانے میں پہنچے تھے جس سے میں لوئیسا کو لے کر گئی تھی۔!"

"میں یاد رکھوں گا....!"

"کب مل رہے ہو....!"

"میری دانست میں اب یہ قطعی غیر ضروری ہے۔!"

"کیوں....؟ کیا مطلب....!"

"جس ضرورت کے تحت ملنا تھا وہ پوری ہوچکی ہے۔!"

"ابھی کتاب تو واپس نہیں ہوئی۔!"

"کتاب تم نے تحفتاً اس کی خدمت میں پیش کردی تھی اس لئے اس کی واپسی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"نادانستگی میں مجھ سے وہ حرکت سرزد ہوئی تھی۔!"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔!" عمران نے جواب دیا....اور اس کے بعد رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔ شلی نے بُرا سا منہ بنا کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ عمران کی گفتگو سے الجھن میں پڑ گئی تھی۔ دراصل جے وی کا ذکر الجھن کا باعث بنا تھا۔ اُس نے عمران کے لہجے میں کوئی

خاص بات محسوس کی تھی۔

سہ پہر کو دادا جان غیر متوقع طور پر وارد ہو گئے ورنہ پروگرام کے مطابق انہیں اگلے دن پہنچنا تھا۔ شائد مسعود وارث نے انہیں حالات سے آگاہ کر دیا تھا۔ بے حد غضب ناک ہو رہے تھے۔ شلی پر برس پڑے آخر اُس نے ان بازاری لوگوں کو منہ کیوں لگایا تھا اور اس حد تک کہ انہیں محل میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔

"تم اول درجے کی بیوقوف ہو.... خود کو بے حد ذہین سمجھتی ہو....!"

"مم... میں کیا کرتی دادا جان وہ اسی طرح گڑگڑایا تھا میں نے کہا کیا حرج ہے۔!" وہ گھگھیائی۔

"اور پھر دیکھا کیا ہوا۔ سرکاری جاسوس پہلے ہی سے اُن بدمعاشوں کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اگر وہ بھی انہی کے ساتھ اندر نہ آ گیا ہوتا تو تم دیکھتیں اپنی رحم دلی کا انجام....!"

"میں شرمندہ ہوں دادا جان.... واقعی بالکل بیوقوف ہوں۔ تسلیم کرتی ہوں۔!"

"خیر.... خیر.... تم نے دیکھا تھا اس کتاب کا ٹائیٹل....!"

"نہیں دادا جان....!"

"یہ دوسری بیوقوفی....!" وہ میز پر ہاتھ مار کر گرجے۔ "پتا نہیں کون سی نادر و نایاب کتاب نکال لے گئی۔ بھلا مچھلیوں کی افزائش نسل سے میری لائبریری کو کیا سروکار۔ ایسی کوئی کتاب نہ میں نے کبھی خریدی اور نہ تمہارے باپ نے۔!"

"اب تو میرا دل چاہتا ہے کہ خودکشی ہی کر لوں۔!" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

"یہ آخری بیوقوفی ہو گی۔!" دادا جان آنکھیں نکال کر بولے۔ پھر چند لمحے خاموش رہ کر کہا۔ "میں اُس جاسوس سے ملنا چاہتا ہوں۔!"

"وہ تو صورت ہی سے بیوقوف معلوم ہوتا ہے۔!" شلی نے کہا۔

"تب تو عقلمندی میں اس کا جواب نہ ہو گا۔!"

"بات کرنے کی تمیز تو ہے نہیں۔ آپ کو اُس پر زیادہ تر غصہ ہی آئے گا۔!"

"اگر وہ اچھا جاسوس نہ ہوتا تو یہاں تک پہنچ ہی نہ سکتا۔ امریکہ میں تو ایسے جاسوس دیکھے ہیں جو اپنا نام تک نہیں لکھ سکتے۔ یہ بیچارہ بھی ناخواندہ کانسٹیبل کی حیثیت سے بھرتی ہوا ہو گا۔!"

"لیکن میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہو گا۔!"

اچانک فون کی گھنٹی بجی اور وہ دوڑتی ہوئی اس کمرے میں پہنچی جہاں فون رکھا ہوا تھا۔ اتفاق سے یہ عمران ہی کی کال ثابت ہوئی۔

"تو پہنچ گئے تمہارے دادا جان....!" اُس نے پوچھا۔

"وہ تم سے ملنا چاہتے ہیں.... لیکن میں نہیں چاہتی۔!"

"تم کیوں نہیں چاہتیں....!"

"ان کا خیال ہے کہ تم ایک ناخواندہ کانسٹیبل کی حیثیت سے بھرتی ہوئے ہو گے۔!"

"میں تو پیدا ہوتے ہی بھرتی ہو گیا تھا خواندگی یا ناخواندگی کا چکر ہی نہیں تھا۔!"

"اور دوسری بات....!" شلی تھوک نگل کر بولی۔ "وہ تم سے پوچھیں گے کہ تم دوسروں کی لاعلمی میں اندر کیسے داخل ہو سکے تھے۔ اگر تم نے اکزھاسٹ پائپ کے ذریعے اُن کے کمرے تک پہنچنے کا واقعہ سنا دیا تو وہ چوکیدار کو گولی مار دیں گے۔!"

"لیکن وہ اس پر بھی یقین نہیں کریں گے کہ میں سہراب کے کوٹ کی جیب میں بیٹھ کر اندر پہنچا تھا۔ یا تمہارے ہینڈ بیگ میں چھپ گیا تھا۔!"

"بہتر یہی ہو گا کہ تم اُن سے دور ہی رہو۔!"

"اُن سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔!"

"قطعی نہیں، ہرگز نہیں.... کسی اور طرح کام چلا لو....!"

"ارے واہ یہ بھی کوئی کچن کا معاملہ ہے کہ بھینس نصیب نہ ہونے کی بناء پر ڈبے کے دودھ سے کام چل جائے گا۔!"

"دیکھو.... میں کہتی ہوں....!"

"ختم کرو.... دیکھا جائے گا.... لیکن جے وی والی بات تو رہ ہی گئی تھی۔!"

"کیا اس معاملے سے اُن کا بھی کوئی تعلق ہو سکتا ہے۔!"

"میں نے کسی معاملے کی نشاندہی ابھی تک نہیں کی۔ بس میں اُسے قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں۔!"

"تمہارا کوئی فعل مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔!"

"اب پھلوں کی آڑھت کرنے کا ارادہ ہے۔!"

"اپنا اور میرا وقت ضائع کر رہے ہو....!"

"کتاب کے بارے میں تمہارے دادا جان کا کیا خیال ہے۔!"

"ان کا خیال ہے کہ کوئی ایسی نادر و نایاب کتاب نکال لی گئی جس کی اہمیت سے ہم واقف نہیں تھے۔ لیکن وہ مچھلیوں کی افزائش نسل کے موضوع پر نہیں ہو سکتی۔ بھلا ہماری لائبریری میں ایسی کسی کتاب کی گنجائش کہاں۔!"

"تب تو پھر مجھے بھی گھر کی راہ لینی چاہئے۔!"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ دادا جان پہنچ گئے ہیں۔!"

"قطعی غیر ضروری سوال ہے۔ خدا حافظ۔!" دوسری طرف سے آواز آئی اور رابطہ منقطع ہو گیا۔

صدیقی کی بازیابی کے انداز نے انہیں چکرا کر رکھ دیا۔ بالکل سامنے کی بات تھی کہ بعض نامعلوم افراد نے صدیقی کو قابو میں کیا۔ کچھ عرصہ بند رکھا اور پھر ان کی رہنمائی بھی اُس تک کر دی۔ اس پر اچانک حملہ اس لئے ہوا تھا کہ وہ مونالیزا کی ہمشکل کا تعاقب نہ کر سکے۔ اس کے بعد وہ اُسے قتل بھی کر سکتے تھے لیکن شاید بہت محتاط لوگ تھے۔ حالات کی سنگینی میں اضافہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ کسی سرکاری آدمی کا قتل پولیس کو اور زیادہ چوکس کر دیتا۔ اس لئے مقصد براری کے بعد انہوں نے صدیقی کی رہائی کے اسباب بھی خود ہی پیدا کر دیئے۔

جولیا جس عمارت میں مقیم تھی اب اُس کی نگرانی بھی نہیں ہو رہی تھی۔ صفدر اور نیمو کئی بار چیک کر چکے تھے عمارت کے آس پاس کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آیا تھا جس پر نگرانی کرنے والے کا شبہ کیا جا سکتا۔!

خود عمران نے بھی اس سلسلے میں خاصی چھان بین کروائی تھی اور اسی نتیجے پر پہنچا تھا کہ ان کی نگرانی نہیں کی جا رہی۔ جولیا اور صدیقی ابھی تک اُسی عمارت میں مقیم تھے اور فوزیہ بھی انہی کے ساتھ تھی۔ عمران نیمو اور صفدر دوسری عمارت میں تھے۔ ساجد اور سہراب کو بھی وہیں رکھا گیا تھا۔ دونوں الگ الگ کمروں میں بند کئے گئے تھے اور اس طرح کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہیں تھی۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ دونوں کا قیام ایک ہی عمارت میں ہے۔

عمران اب دراصل اس فکر میں تھا کہ کسی طرح دو دو باتیں نواب زادہ وارث علی خان سے بھی ہو جائیں۔ جے وی کی طرف رخ کرنے سے پہلے یہ ضروری تھا۔

اس نے فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی.... اور اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔

"کون ہے....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"وہی جس سے آپ ملنا چاہتے تھے۔!"

"اوہ.... تو پھر آ جاؤ....!"

"فی الحال یہ ناممکن ہے.... البتہ آپ مجھ تک بہ آسانی پہنچ سکتے ہیں۔!"

"پتا بتاؤ.... میں آ جاؤں گا....!"

عمران نے عمارت کا محل وقوع بتاتے ہوئے کہا۔ "لیکن آپ تنہا آئیں گے مطلب یہ کہ خود ڈرائیو کریں گے۔ ڈرائیور بھی آپ کے ساتھ نہیں ہوگا۔!"

"یہ شرط میرے لئے قابل قبول نہیں ہے۔!"

"تو پھر صبر کیجئے....!"

"پتا نہیں کیسی اوٹ پٹانگ باتیں کر رہے ہو....!"

"جناب آپ مجھ سے ملنا چاہتے تھے۔ یہ میری خواہش نہیں ہے۔ یا پھر فون ہی پر بتا دیجئے کہ آپ مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہیں۔!"

"میں فون پر اس قسم کی گفتگو کرنا پسند نہیں کرتا....!"

"آپ کی مرضی....!"

"آخر تمہارا عہدہ کیا ہے....؟" نواب زادہ صاحب غرائے۔

"آپ کے صاحبزادے سے زیادہ اونچے رینک کا آدمی ہوں۔!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی اور عمران نے طویل سانس لے کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

صفدر اور نیمو آرام کر رہے تھے۔ ان کے کمروں کے دروازوں پر یکے بعد دیگرے دستک دے کر انہیں اٹھایا۔

"شلی کا دادا مجھ سے ملنے آ رہا ہے....!" اُس نے اُسے اطلاع دیتے ہوئے کہا۔ "تم دونوں باہر رک کر اس پر نظر رکھو کہ اس کا تعاقب تو نہیں کیا گیا۔!"

"ہم شلی کے دادا کو نہیں پہچانتے جناب....!" نیمو نے بڑے ادب سے گذارش کی۔

"پہچان یہ ہے کہ بوڑھا ضرور ہوگا۔ اگر نہ ہو تو اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہلمین منکس موڈل ففٹی ٹو ڈرائیو کر رہا ہوگا اور تمہارے فرشتوں نے اتنی پرانی اور اس قدر چمچماتی ہوئی گاڑی کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ رنگ سیاہ ہے۔!"

"کافی ہے.....!" نیمو ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"خاصے چل نکلے ہو..... کہیں کسی ادھیڑ عورت کی نظر نہ لگ جائے۔!" وہ دونوں چلے گئے۔

قریباً آدھے گھنٹے بعد اطلاعی گھنٹی بجی اور عمران نے صدر دروازہ کھولا۔ سامنے ایک غیر معمولی طور پر صحت مند بوڑھا کھڑا نظر آیا۔ چڑھی ہوئی گھنی سفید مونچھیں اور سرخ سرخ آنکھیں اُسے کسی قدر ہیبت ناک بھی بنا کر پیش کر رہی تھیں۔

"سامالیکم.....!" عمران نے مکھی اڑائی۔

"تشریف لائیے.....!" عمران پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ لیکن اندر قدم رکھنے سے قبل بوڑھے نے اُسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔ ادھر عمران نے چہرے پر ایسا ہونق پن طاری کر لیا تھا۔ جیسے بہت زیادہ مرعوب ہو گیا ہو۔

نشست کے کمرے میں لا کر بٹھاتا ہوا بولا۔ "مجبوراً آپ کو تکلیف دی ہے۔!"

"تو تم ہی ہو..... علی عمران.....!"

"جی ہاں..... بالکل بالکل.....!"

"تمہیں بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔!"

"مجھے اتنا وقت ہی نہیں مل سکا کہ کسی قسم کی بھی تمیز پیدا کرنے کی کوشش کرتا۔!"

"ڈھیٹ بھی ہو.....!"

"وغیرہ وغیرہ بھی سمجھ لیجئے۔ بہر حال فرمائیے آپ مجھ سے کیوں ملنا چاہتے تھے۔ ویسے میں تو آپ کو نظر انداز ہی کر دینا چاہتا تھا۔!"

"کیا مطلب.....!" گرجدار آواز سے کمرے کی فضا مرتعش ہو گئی۔

"اس لئے نظر انداز کرنا چاہتا تھا کہ آپ کو خاصی جوابدہی کرنی پڑے گی۔!"

"صاف صاف بات کرو.....؟"

"آخر مونالیزا ہی کی ہمشکل کیوں نواب صاحب.....!"

"میں کیا جانوں.....؟"

"مجھے علم ہے کہ آپ جلال آباد سے کہیں نہیں جاتے۔ اپنے اعزہ سے نہیں ملتے خواہ کسی کے گھر موت ہی کیوں نہ ہو جائے۔ پھر آپ اس دوران میں اچانک جلال آباد سے کیوں چلے گئے تھے۔!"

"میرا نجی معاملہ ہے۔ تمہیں اس سے کیا سروکار.....!"

"مجھے آپ کے اس نجی معاملے سے کوئی سروکار نہیں۔ میں تو صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ مجرموں کو اس کا علم نہیں تھا کہ آپ اچانک یہاں سے چلے جائیں گے ورنہ وہ اتنی لمبی اور پیچیدہ پلاننگ ہرگز نہ کرتے۔!"

"میں نہیں سمجھا تم کیا کہنا چاہتے ہو.....!"

"مونالیزا کی ہم شکل محترمہ شلی کے لئے نہیں بلکہ آپ کے لئے تھی۔!"

"یہ کیا بکواس ہے.....!"

"جناب والا یہ بکواس نہیں حقیقت ہے مجھے اس نتیجے پر پہنچنے کے سلسلے میں بڑی محنت کرنی پڑی ہے۔ آپ کے بچپن سے لے کر اس وقت تک کی تاریخ دہرانی پڑی ہے۔!"

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔!"

"مونالیزا.....!"

"بس بکواس بند.....!" بوڑھا اُٹھ کھڑا ہوا۔

"محترم..... آپ پتہ نہیں کس خیال میں ہیں۔ سہراب محض ایک آلہ کار تھا۔ اُسے کسی کتاب کی کہانی سنائی گئی تھی۔ اصل معاملے کی اُسے ہوا تک نہیں لگ سکی۔ بہر حال مقصد یہ تھا کہ اصل مجرم اپنا کام کر جائے اور گردن کٹے سہراب کی کیونکہ وہ پہلے سے مشتبہ تھا اور آپ کے بیٹے کے محکمے کی سیکرٹ سروس اُس کی نگرانی کر رہی تھی۔ لہٰذا اس قصے کو اسی انداز میں شروع کیا گیا کہ وہ محکمے کا کوئی معاملہ معلوم ہو۔ اگر مونالیزا کی ہمشکل آپ ہی کے توسط سے آپ کی حویلی تک پہنچتی اور بالآخر آپ کو چوٹ دے کر جاتی تو پھر سہراب ہی ہمارے ہاتھ لگتا اور کسی طرح بھی قانون کے محافظوں کو باور نہ کرا سکتا کہ وہ اصل معاملے سے لاعلم تھا۔ آپ کی عدم موجودگی میں بھی وہ اصل چیز کی تلاش کرنے کی کوشش کرتی لیکن میری وجہ سے اُسے مہلت نہ مل سکی اور صرف ڈرامے کا وہی حصہ پلے کر سکی جو سہراب کے علم میں تھا۔ یعنی ایک بیکار سی کتاب لے بھاگی۔!"

"میں پوچھتا ہوں تم بغیر اجازت حویلی میں کیوں داخل ہوئے۔!" بوڑھا پھر گرجا۔

"میں ایسے لوگوں کا تعاقب کرتا ہوا وہاں پہنچا تھا جن پر غیر ملکی ایجنٹ ہونے کا شبہ تھا۔ لیکن وہاں معاملہ ہی کچھ اور تھا بہر حال مسٹر مسعود وارث نے مجھ سے قطعی یہ نہیں پوچھا تھا کہ میں اجازت حاصل کئے بغیر حویلی میں کیوں داخل ہوا۔!"

"خیر.... خیر.... تو اب یہ قصہ ختم ہو گیا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کونسی کتاب لے گئی۔ لے گئی ہو گی مجھے پرواہ نہیں....!"

"قصہ تو اب شروع ہوا ہے نواب صاحب اور اس کہانی سے ایک قتل بھی وابستہ ہے لہٰذا۔!"

"لہٰذا کچھ بھی نہیں... قتل میری حویلی میں نہیں بلکہ سہراب کی آرٹ گیلری میں ہوا تھا۔!"

"اس سے بحث نہیں کہ قتل کہاں ہوا تھا۔ تفتیش ہر حال میں جاری رہے گی اور مجھے جلال آباد میں رکنا پڑے گا۔ میرے یہاں رکنے کا مطلب یہ ہے کہ وقتاً فوقتاً آپ کو بھی کسی قدر زحمت گوارا کرنی پڑے گی۔!"

"یہ بھی بکواس ہے.... وہ کتاب شلی نے اُسے تحفتاً دے دی تھی۔ میں بھی اسے تسلیم کرتا ہوں۔ بات ختم....!"

"لیکن مونالیزا....!" عمران شرارت آمیز تبسم کے ساتھ بولا۔

"یقیناً.... تم پاگل ہو گئے ہو۔!"

"پلیز....!" عمران ہاتھ اٹھا کر سنجیدگی سے بولا۔ "اب آپ میرے سوالات کے جواب بہت سوچ سمجھ کر دیں گے۔!"

بوڑھے نے برافروختگی کے عالم میں کچھ کہنا چاہا لیکن پھر خاموشی سے اُسے گھورتا رہ گیا۔

"جے وی سے آپ کا کیا رشتہ ہے۔!" عمران نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ شاید وہ چونکنے کا انداز تھا جسے بوڑھے نے بہت خوبصورتی سے دبانے کی کوشش کی تھی۔

"تمہیں اس سے کیا سروکار....!"

"آپ صرف سوال کا جواب دیں گے....؟"

"حد ہو گئی.... میں تمہیں دیکھ لوں گا....!"

"آپ کے فرزند کے پاس سر سلطان بھی مجھے دیکھ لینے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اس کے باوجود

میں درخواست کروں گا کہ سوچ سمجھ کر گفتگو کیجئے۔!"

"آخر تم نے جے وی کا ذکر کیوں چھیڑا ہے۔!"

"مونالیزا کے سلسلے میں....!"

"یعنی تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ جس قسم کی بھی سازش تھی اُسکی پشت پر جے وی ہی ہو سکتا ہے۔!"

"میرا یہی خیال ہے....!"

"خیال نہیں واہمہ کہو.... میں اُسے منہ لگانا بھی پسند نہیں کرتا۔!"

"کوئی خاص وجہ....!"

"چھچھورا آدمی ہے.... اس کے باپ سے رشتہ داری تھی ہماری۔ لیکن میں اُسے اُس کا نطفہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔!"

"حکومت تسلیم کرتی ہے۔ ورنہ اپنے باپ کی جائیداد پر کیسے قابض ہو سکتا۔!"

"میں کہتا ہوں اس ذکر کو ختم کرو....!"

"مونالیزا نہیں ختم ہونے دے گی۔!"

"جہنم میں جاؤ....!" بوڑھا دہاڑ کر اٹھا اور کمرے سے نکلا چلا گیا۔

عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ "مجھے اپنے سوال کا جواب مل گیا ہے نواب صاحب....!"

تھوڑی دیر بعد صفدر اور نیمو اندر آئے اور انہوں نے اطلاع دی کہ نواب زادہ وارث علی وہاں تنہا ہی پہنچا تھا.... دور دور تک کوئی دوسری گاڑی نہیں دکھائی دی تھی۔

"ہوں تو اس کا تعاقب نہیں کیا گیا....!" عمران نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

"ہم کب تک یہاں بند بیٹھے رہیں....!" صفدر بولا۔

"جب تک دونوں ملزم یہاں سے ہٹا نہیں دیئے جاتے۔!"

"کوئی خاص بات....!" نیمو نے سوال کیا۔

"مونالیزا کے علاوہ اور کوئی خاص بات نہیں۔ ساجد اور سہراب قتل کا الزام اپنے سر لینے پر تیار نہیں۔ تو پھر فوزیہ کے کزن کو کس نے قتل کیا۔ سامنے کی بات ہے۔ اگر اس قتل میں سہراب اور ساجد کا ہاتھ ہوتا تو وہ اس کے لئے آرٹ گیلری کا انتخاب ہرگز نہ کرتے؟ یقیناً وہ قتل ان کی لاعلمی میں ہوا تھا....!"

"ہو سکتا ہے وہ جلدی میں لاش وہاں سے ہٹا نہ سکے ہوں۔!"

"میں کہتا ہوں وہ اُسے کہیں اور گھیرتے کیونکہ وہ تو عرصہ سے ان کی ٹوہ میں رہا تھا۔!"

"ہاں یہ نکتہ غور طلب ہے....!" صفدر سر ہلا کر بولا۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز آئی تھی۔

"کوئی خاص بات....!" عمران نے پوچھا۔

"فون پر دھمکیاں مل رہی ہیں۔!"

"کس کی طرف سے....!"

"ظاہر ہے اُسی کی طرف سے مل رہی ہوں گی جو یہاں کے فون نمبر سے واقف ہے۔ یعنی وہ جس نے صدیقی کو حبس بے جا میں رکھا تھا۔!"

"کیا کہتا ہے....!"

"تمہارا پتہ طلب کر رہا ہے۔ کہتا ہے اگر تمہارا پتہ نہ بتایا گیا تو ہم دونوں قتل کر دیئے جائیں گے۔!"

"تم دونوں کے حق میں یہی بہتر ہوگا۔!"

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔!"

"دن بھر لوگ مجھ سے یہی ایک سوال کرتے رہتے ہیں۔!"

"ہم دونوں ان کی نظروں میں ہیں....!"

"تو پھر بتادو میرا پتہ.... مگر جو میں اب بتاؤں گا تمہیں۔!"

"بتا بھی چکو جلدی سے....!"

"لیکن مجھ سے پیچھا نہیں چھوٹ سکتا تم لوگوں کا.... اچھا نوٹ کرو....!"

عمران اُسے بتانے لگا کہ وہ اس نامعلوم آدمی کو اُس کے کس پتے سے آگاہ کرے گی۔ ریسیور کریڈل پر رکھ کر ان دونوں کی طرف مڑا تو وہ ہمہ تن سوالیہ نشان بنے نظر آئے۔

"وہ لوگ جولیا سے میرا پتہ طلب کر رہے ہیں۔!"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ حقیقتاً یہ عمارت ابھی تک ان کی نظر میں نہیں آئی۔!" صفدر بولا۔

"اوہ... میں سمجھا....!" نیمو نے سر ہلا کر کہا۔

"کیا سمجھے آپ....!" عمران نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"یہی کہ اب آپ اسی پتے پر پائے جائیں گے.... میں بھی چلوں۔!"

"جی نہیں.... آپ یہیں تشریف رکھئے۔ اُدھر جو کوئی بھی ہے اندھیرے کا تیر ہے.... میں تنہا ہی دیکھوں گا۔!"

نواب زادہ وارث علی مضطربانہ انداز میں ٹہل رہے تھے۔ چہرے پر سراسیمگی کے آثار تھے۔ گھنی مونچھیں کسی قدر ڈھلک گئی تھیں اور عام طور پر خونخوار نظر آنے والی آنکھوں میں گہری تشویش کے سائے تھے۔ گویا شخصیت ہی بدل کر رہ گئی تھی۔ شلی اپنے کمرے سے انہیں دیکھ رہی تھی اور متحیر تھی۔ پہلے کبھی اس حال میں نہیں دیکھا تھا۔ سخت گیر طبیعت کے مالک تھے۔ ہو سکتا ہے کبھی متفکر اور مضطرب بھی ہوتے رہے ہوں۔ لیکن کبھی دوسروں پر اس کا اظہار نہیں ہونے دیتے تھے۔ لیکن آج وہ شاید یہ بھی بھول گئے تھے کہ حویلی کے ایک ایسے حصے میں اپنی پراگندہ ذہنی کا مظاہرہ کر رہے ہیں جہاں ملازمین تک کی نظر اُن پر پڑ سکتی تھی۔

شلی کو علم تھا کہ وہ کچھ ہی دیر پہلے عمران سے مل کر آئے تھے۔ وہ کھڑکی کے قریب کھڑی انہیں پُر تشویش نظروں سے دیکھتی رہی۔ دل چاہ رہا تھا کہ خود اُن سے اُن کی پریشانی کا سبب معلوم کرے لیکن ہمت نہ پڑی۔ حالانکہ وہ خاص طور پر اُس کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ شاید پورے خاندان میں وہی ایک ایسی تھی جس سے وہ کبھی کبھی ہنس کر بھی بات کر لیا کرتے تھے۔

دفعتاً دونوں کی نظریں چار ہوئیں اور انہوں نے اُسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔

وہ مضطربانہ انداز میں کمرے سے نکل کر اُن کی طرف بڑھی تھی۔

"تمہارا کیا خیال ہے وہ کیسا آدمی ہے۔!" انہوں نے آہستہ سے پوچھا۔

"کون؟ عمران....!"

"ہاں.... وہی....!"

"اچھا ہی آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اس کی پرواہ کئے بغیر کہ اس کا بایاں بازو زخمی ہے۔ سہراب سے بھڑ گیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اُس لڑکی نے مجھے پستول نہ دکھایا ہوتا تو کتاب تہہ خانے سے باہر نہ جا سکتی۔!"

"میں نے تم سے پوچھا تھا کہ وہ کیسا آدمی ہے۔!"

"حیرت انگیز ہے دادا حضور.... سہراب نے بہت قریب سے اُس پر چھ فائر کئے تھے۔ لیکن ایک بھی گولی اُس کے نہ لگی۔ کیا بتاؤں کہ اس نے کس کس انداز سے خود کو بچایا تھا۔ اُس وقت بالکل بندر لگ رہا تھا۔!"

"بیوقوف لڑکی میں پوچھ رہا ہوں کیا وہ ایک بااصول اور شریف آدمی ہے۔!"

"یہ تو میں نہیں جانتی۔!"

وہ طویل سانس لے کر رہ گئے۔ پھر آہستہ سے بولے۔ "میرا مطلب تھا کیا اُسے رشوت دی جاسکتی ہے۔!"

"کک.... کیوں....!"

"اوہ.... دراصل.... خیر چھوڑو.... یہ بتاؤ کیا وہ تہہ خانے میں تمام وقت تمہاری آنکھوں کے سامنے رہا تھا۔!"

"نن.... نہیں.... میں اُسے اور سہراب کو تہہ خانے میں چھوڑ کر اوپر آگئی تھی....؟"

"تم نے ایسی غلطی کیوں کی تھی۔!" وہ آنکھیں نکال کر بولے۔

"اس کا زخم پھٹ گیا تھا۔ بہت خون ضائع ہو رہا تھا اوپر فرسٹ ایڈ بکس لینے آئی تھی۔ تاکہ زخم کی دوبارہ ڈریسنگ کردی جائے۔!"

"وہ اُسی راستے سے تہہ خانے میں داخل ہوا تھا جس سے تم داخل ہوئی تھیں....!"

"اور کیا.... پھر کس راستے سے داخل ہوتا۔!"

"اوہ.... یہ بات میں نے یونہی پوچھ لی۔ ظاہر ہے کہ اُسی راستے سے داخل ہوا ہوگا۔!"

شلی کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔ وہ سوچ رہی تھی آخر دادا جان نے اُس راستے کو گھر والوں سے کیوں چھپائے رکھا ہے جس سے عمران داخل ہوا تھا اور پھر وہ اس سلسلے میں اتنے پریشان کیوں ہیں۔!

دفعتاً انہوں نے کہا۔ "میرے ساتھ آؤ!" اور اوپری منزل کے زینوں کی طرف بڑھ گئے۔

شلی ان کے پیچھے پیچھے اوپر آئی.... لائبریری میں پہنچ کر وہ ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور اُسے بھی بیٹھنے کو کہا۔ وہ حیرت سے انہیں دیکھے جارہی تھی۔

"کیا اُس نے تم سے جے وی کے بارے میں پوچھ گچھ کی تھی۔!"

"جے وی کے باغات دیکھنا چاہتا تھا اور پر متردد تھا کہ اُسمیں مقامی آدمیوں کا داخلہ ممنوع ہے۔!"

"بس اتنی ہی سی بات تھی۔!"

"جی ہاں.... میں نے اُس سے کہا بھی تھا کہ اگر وہ باغات کی سیر کرنا ہی چاہتا ہے تو میں انکل جے وی سے سفارش کردوں گی۔!"

وہ بُرا سا منہ بنا کر رہ گئے۔ پھر بولے۔ "تو وہ اس پر رضامند ہو گیا تھا۔!"

"نہیں پھر بات ہی ختم کردی تھی۔ آپ سے کیا باتیں ہوئیں....!"

"بس میں نے جواب طلب کیا تھا کہ وہ بغیر اجازت حویلی میں کیوں داخل ہوا۔!"

"دادا حضور.... وہ ہماری حفاظت کرنے کے لئے کوٹھی میں داخل ہوا تھا۔!"

"بہت کی حفاظت.... آخر وہ کتاب نکال ہی لے گئی نا....!"

"لیکن اب آپ اتنے پریشان کیوں ہیں....؟"

"پریشان.... نہیں تو....!"

"میں نے پہلے کبھی آپ کو اس حال میں نہیں دیکھا....!"

"وہ کوئی بات نہیں.... میرا خیال ہے کہ وہ بھی انہی لوگوں سے ملا ہوا ہے جنہوں نے یہاں سے کتاب نکلوائی ہے۔!"

"اگر ملا ہوا ہوتا تو سہراب کو اتنی بے دردی سے ہرگز نہ پیٹتا۔ ہتھکڑیاں لگا کر یہاں سے نہ لے جاتا۔!"

"بہرحال وہ آدمی مجھے پسند نہیں آیا....!"

"تو پھر اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔!"

"کیا پریشانی پریشانی لگا رکھی ہے۔!" وہ جھنجھلا گئے۔

"معافی چاہتی ہوں....!" وہ سہم گئی۔

وہ کچھ دیر خاموش رہ کر بولے۔ "مسعود کہتا ہے کہ اُس نے پیرس میں کوئی کتاب نہیں خریدی تھی اور یہاں میرے ذخیرے میں مچھلیوں کی افزائش نسل سے متعلق کسی قسم کا لٹریچر پایا جانا بھی ناممکنات میں سے ہے۔ پھر وہ کیا لے گئی۔!"

"کوئی ایسی ہی غیر اہم کتاب ہو سکتی ہے جس کی پرواہ کبھی کسی نے نہیں کی اور وہ تہہ خانے کی

فضول چیزوں میں ڈال دی گئی ہے۔!"

"اوہ.... لڑکی.... تم نہیں سمجھ سکتیں....!"

وہ پھر حیرت سے ان کی طرف دیکھنے لگی۔

"تم نہیں سمجھ سکتیں.... یہ تہہ خانے میں داخل ہونے کا ریہرسل تھا۔ محض ریہرسل جو چیز وہ چاہتے تھے اُن کے ہاتھ نہیں لگ سکی۔!"

"تو گویا.... وہ پھر کوشش کریں گے۔!"

"ہاں.... یقیناً کریں گے۔!"

"مجھے تو اب ڈر لگ رہا ہے۔!"

"حالانکہ تم بہت دلیر لڑکی ہو....!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولے۔

"لیکن وہ کیا چیز ہے۔!"

"کچھ ایسے کاغذات جو یہاں کے بعض لوگوں کو دشواریوں میں ڈال سکتے ہیں۔!"

"تو آپ انہیں ضائع کردیجئے۔!"

"ضائع کردینے پر ہم بھی دشواریوں میں پڑ جائیں گے۔ کیونکہ وہ ہمارے اپنے کاغذات ہیں۔ ہماری بعض ملکیتوں سے متعلق ہیں۔!"

"تو پھر اب کیا ہوگا....!"

"میں چاہتا ہوں کہ انہیں فوری طور پر یہاں سے ہٹادوں....!"

"تو ہٹادیجئے....!"

"تم جانتی ہو کہ میں بہت عرصے کے بعد جلال آباد سے باہر گیا تھا۔ اسی لئے اُنکی ہمت پڑ سکی کہ حویلی میں داخل ہوں۔ بہرحال جلال آباد سے باہر جانا میرے معمولات کے خلاف ٹھہرا۔!"

"جی ہاں.... ظاہر ہے۔!"

"اس لئے میں انہیں لے کر جلال آباد کی حدود سے باہر نہیں جاسکتا۔ وہ مجھے راستے میں گھیرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن میں فی الحال انہیں یہاں سے ہٹا دینا چاہتا ہوں۔ دشواری یہ ہے کہ کسی اور پر اعتماد نہیں کر سکتا۔ ورنہ کوئی بات نہ تھی۔!"

"یہاں سے ہٹا کر کہاں لے جانا چاہتے ہیں۔!"

"اگر انہیں نصرت آباد والی حویلی کے نگران تک پہنچادیا جائے تو وہ محفوظ ہوجائیں گے۔!"

"آپ کو اُس پر اعتماد ہے۔!"

"اُتنا ہی جتنا تم پر کرسکتا ہوں۔!"

"میں پہنچادوں....!"

"اس سے بہتر اور کیا ہوگا۔ سب جانتے ہیں کہ تمہیں کاریں دوڑانے کا خبط ہے۔ کبھی کبھی جلال آباد سے باہر بھی نکل جاتی ہو۔ کسی کو شبہ بھی نہ ہوگا اور تمہارا تعاقب نہیں کیا جائے گا۔!"

"میں تیار ہوں دادا حضور....!"

"کاغذات ایک مقفل سوٹ کیس میں ہیں اور قفل کو بھی سیل کردیا گیا ہے۔ ہوسکتا ہے تمہیں سوٹ کیس کا وزن زیادہ معلوم ہو کیونکہ اس میں صرف کاغذات ہی نہیں ہیں۔!"

"مجھے اس سے سروکار نہیں کہ اس میں کیا ہے اُسے بحفاظت نصرت آباد پہنچادوں گی۔!"

"ڈروگی تو نہیں....!"

"میں ڈروں گی....!" وہ ہنس کر بولی۔ "آپ نے مجھے ڈرائیو کرتے وقت دیکھا۔ اگر کسی نے تعاقب کرنے کی کوشش کی تو اپنی موت ہی کو آواز دے گا۔!"

"اچھا....!" وہ حیرت سے بولے۔

"ایسی سائیڈ ماروں گی کہ گاڑی ہی الٹ جائے۔!"

"بہت محتاط رہنا....!"

"آپ فکر نہ کیجئے۔ آپ کا کام ہوجائے گا۔ ہاں تو پھر مجھے کب روانہ ہونا ہے۔!"

"بس اب چلی ہی جاؤ کہ شام تک واپسی ہوجائے۔!"

"پستول بھی رکھ لوں....!"

"اف فوہ.... تم کیا سمجھتی ہو کہ باقاعدہ مورچہ بندی ہوگی۔!"

"کیوں نہ سوچوں.... جب کہ وہ پہلے بھی یہی کچھ کرچکے ہیں۔!"

"اگر میں نکلوں یہاں سے باہر جانے کے لئے تو شاید یہی ہو۔ لیکن وہ تمہاری طرف توجہ نہیں دیں گے۔!"

"احتیاطاً میں پستول ضرور رکھوں گی۔!"

"اچھا.... اچھا.... اب تیاری کرو.... میں ابھی سوٹ کیس تمہارے حوالے کر دوں گا۔!"

دفعتاً شلی ہونٹوں پر انگلی رکھ کر دروازے کی طرف مڑی۔ دروازہ بند تھا۔ تیزی سے پنجوں کے بل چلتی ہوئی اس جانب بڑھی اور ایک دم دروازہ کھول دیا۔ وہ جو دروازے سے کان لگائے باہر کھڑا تھا لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم اندر چلا آیا۔ ساتھ ہی شلی نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں جوڑ کر اُس کے شانے پر بھرپور وار کیا۔ منہ کے بل فرش پر گرا تھا۔

یہ کوئی اجنبی نہیں بلکہ گھر ہی کا ایک ملازم تھا۔ بڑے میاں کبھی حیرت سے شلی کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی ملازم کی طرف۔ آخر بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔ "او نمک حرام مجھے نہیں معلوم تھا کہ آستین میں سانپ پال رہا ہوں۔!"

وہ جس طرح گرا تھا اُسی طرح پڑا رہا۔ غالباً بے ہوش ہو جانے کی اداکاری شروع کر دی تھی۔

"اس طرح گھر کی باتیں باہر جاتی رہی ہیں۔!" شلی غرائی۔

"میں اسے زندہ دفن کر دوں گا۔!"

"نہیں پہلے یہ معلوم کیجئے گا کہ کس کا جاسوس ہے۔!"

"وہ میں معلوم کر لوں گا.... تم اب تاخیر سے کام نہ لو۔ فوراً تیاری کرو۔ اس کی فکر نہ کرو لیکن میں تمہاری اس صلاحیت سے واقف نہ تھا۔!"

"ارے.... وہ تو یونہی....!" شلی کسی قدر جھینپ کر بولی اور باہر نکلی چلی آئی۔ نیچے پہنچ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ ہی رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی اور کال ریسیو کرتے ہی کھل اٹھی تھی۔ کیونکہ دوسری طرف سے عمران بول رہا تھا۔

"تم آخر اس طرح غائب کیوں ہو گئے۔!" شلی نے پوچھا۔

"اس مسئلے پر پھر کبھی بات ہو گی۔!"

اچانک تیسری آواز آئی۔ "شلی تم ریسیور رکھ دو.... میں بات کروں گا۔!"

"جی بہت بہتر.... اُس نے دادا حضور کی آواز پہچان لی۔ غالباً انہوں نے لائبریری والے فون کا ریسیور اٹھا لیا تھا۔!"

"سالیکم....!" شلی نے عمران کی آواز سنی اور ریسیور رکھنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ عمران کہہ رہا تھا۔ "بہت اچھا ہوا کہ براہِ راست آپ سے گفتگو کا موقع مل گیا۔ عرض ہے کہ اب آپ ادھر

تشریف نہ لائیے گا۔ کیونکہ میں فوری طور پر یہ عمارت چھوڑ رہا ہوں۔! اب جہاں بھی قیام ہو گا وہیں سے بوقت ضرورت فون پر رابطہ قائم کروں گا۔!"

"کیوں....؟ کیا ضرورت ہے رابطہ کرنے کی۔!" اُس نے دادا جان کی غراہٹ سنی۔

"آپ کو نہ ہو گی ضرورت.... میں تو ابھی تک ضرورت مند ہوں۔!"

"دیکھو اگر تم نے میرا پیچھا نہ چھوڑا تو میں اس معاملے کو آگے بڑھا دوں گا۔!"

"ساتھ ہی مجھے بھی آگے بڑھا دیجئے گا.... کیونکہ پھر میں پیچھے رہ کر کیا کروں گا۔!"

"میں نہیں جانتا تم کون ہو....!"

"لیکن میں تو آپ کو جانتا ہوں.... دیکھئے نواب صاحب آپ معاملے کی سنگینی کو سمجھتے ہوئے بھی تعاون نہیں کر رہے ہیں۔!"

"کیسا تعاون.... وہ میری کتاب لے گئی ہے۔ تمہاری موجودگی میں میری پوتی نے وہ کتاب اُسے تحفتاً دی تھی۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں میں نے اُس کے خلاف کوئی رپورٹ درج نہیں کرائی۔ پھر تم کون ہوتے ہو دخل اندازی کرنے والے۔!"

"قصہ کتاب کا نہیں مونالیزا کا ہے اور ایک قتل بھی....!"

"بند کرو بکواس....!" کہہ کر شاید انہوں نے نہایت غصے کے عالم میں ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا تھا۔ شلی نے بھی بوکھلا کر ریسیور رکھ دیا۔ دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔ وہ تو سمجھی تھی کہ اب دادا جان عمران کو اطلاع دیں گے کہ انہوں نے کس طرح ایک گھر کے بھیدی کو پکڑا ہے۔ انہوں نے عمران کو اصل بات سے آگاہ کیوں نہیں کیا۔ آخر وہ کیسے کاغذات ہیں جن کے سلسلے میں قانون کے محافظوں سے بھی راز داری برتی جا رہی ہے۔ آخر اُس نے اپنے باپ ڈپٹی سیکریٹری مسعود کا رویہ بھی دیکھا تھا۔ وہ عمران کے آگے کچھ دبے دبے سے نظر آتے تھے اور انداز میں احترام بھی پایا جاتا تھا جیسے وہ ان کے رینک سے بھی اونچا کوئی آفیسر ہو۔ الجھن بڑھ گئی دل چاہا اوپر جا کر دادا جان سے براہِ راست معلوم کرے کہ ان کے اس رویئے کا کیا سبب ہے۔ لیکن پھر یاد آیا کہ وہ اسے ریسیور رکھ دینے کا حکم دے چکے تھے۔ لہٰذا اب اس بات کو آگے بڑھانے کی گنجائش ہی نہیں رہی تھی۔ کس منہ سے اُن پر ظاہر کرتی کہ ان کی گفتگو سن چکی ہے۔ عجیب سے ذہنی انتشار کے عالم میں باہر جانے کی تیاری کرتی رہی۔

وہ عمارت شہر کے ایک بھرے پرے حصے میں واقع تھی جس کے ایک فلیٹ کا پتہ جولیا کے توسط سے اُن نامعلوم افراد تک پہنچا تھا اور اب عمران کسی قسم کے میک اپ کے بغیر اسی فلیٹ میں مقیم تھا اور یہاں آئے ہوئے قریباً تین گھنٹے گذر چکے تھے لیکن ابھی تک کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ فلیٹوں میں زیادہ تر تعلیم یافتہ اور شائستہ لوگ رہتے تھے۔ اس لئے عمارت کے کسی حصے سے شور و غل کی آوازیں بھی نہیں آتی تھیں۔ عمران کا فلیٹ تیسری منزل پر تھا۔ ساڑھے چار بجے کے قریب وہ گراؤنڈ فلور پر آیا۔ چائے کی طلب محسوس کر رہا تھا۔ اس کی یہ ضرورت اسی عمارت کے ایک حصے میں پوری ہو سکتی کیونکہ گراؤنڈ فلور پر ایک اعلیٰ درجے کا کیفے بھی تھا۔

دروازے کے قریب ہی کی ایک میز منتخب کر کے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر چائے لے آیا تھا۔

"کیا یہاں سے فلیٹوں میں بھی سروس ہو سکتی ہے....؟" عمران نے اس سے پوچھا۔

"جی ہاں جناب.... ہمارے کئی مستقل گاہک بھی ہیں۔!"

"مجھے بھی گاہک بننے کے لئے کیا کرنا پڑے گا۔!"

"ڈیڑھ سو روپے زر ضمانت کے طور پر جمع کرا دیجئے۔ حساب کھل جائے گا۔!"

"اچھا.... اچھا....!" عمران سر ہلا کر رہ گیا۔

"آپ گھر ہی کا سا آرام محسوس کریں گے جناب۔ سو روپے تک کا حساب بن جانے پر ادائیگی کرنی ہوگی۔!"

"میں سمجھ گیا....!"

"اپنے کھانے اور ناشتے کے اوقات رجسٹر میں درج کرا دیجئے گا....!"

"ٹھیک ہے.... میں منیجر سے بات کروں گا۔!"

ویٹر چلا گیا۔ عمران نے چائے انڈیلی ہی تھی کہ ایک ایسے آدمی پر نظر پڑی جو اُسے مسلسل گھورے جا رہا تھا۔ جھریوں بھرے چہرے پر بے حد روشن آنکھیں کچھ عجیب سی لگ رہی تھیں۔ رنگت سے یوریشین معلوم ہوتا تھا۔ اچانک وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر عمران ہی کی میز پر آ گیا اور اجازت لئے بغیر سامنے والی کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "مقامی ہو۔!"

"نن.... نہیں.... مسافر ہوں....!" عمران نے بدحواسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"موڈل بننا پسند کرو گے....!"

"کک.... کیسا موڈل....!"

"میں مصور ہوں.... تمہارا پورٹریٹ بناؤں گا۔!"

"مم.... میرا....!"

"ہاں.... ہاں....!"

"کیا خاص بات ہے مجھ میں....!"

"صورت ہی سے اول درجے کے بیوقوف نظر آتے ہو۔ اتنا غماز چہرہ میں نے آج تک نہیں دیکھا۔!"

"یہ کیا بدتمیزی ہے مسٹر نہ جان نہ پہچان.... بے تکلف ہونے کی کوشش مت کرو۔!"

"تم میرے لئے اجنبی تو نہیں ہو....!" وہ مسکرا کر بولا۔

"کیا مطلب....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "میں تمہیں نہیں جانتا۔!"

"تم بھی مجھے جانتے ہو....!"

"اس سے بڑا جھوٹ میں نے آج تک نہیں سنا....!" عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"اس سے بڑی سچائی روئے زمین پر ممکن نہیں۔ کیونکہ ہم دونوں ہی آدم کے بیٹے ہیں۔!"

"او.... ہاہاہا....!" عمران منہ پھاڑ کر ہنسا۔ "تو تم فلسفہ بول رہے ہو۔!"

"فلسفہ عقلی گدے کو کہتے ہیں.... میں حقیقت بیان کر رہا ہوں۔!"

"اچھا.... اچھا تو پھر....!"

"میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم آدمی ہیں۔ ہمیں کتوں کی طرح ایک دوسرے پر بھونکنا نہ چاہئے۔!"

"میں بھونک رہا ہوں....!" عمران بگڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو.... میرا مطلب تھا ہمیں آدمیوں کی طرح رہنا چاہئے۔!"

عمران بیٹھ گیا اور بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "آخر میری کس حرکت کی بناء پر تم مجھے نصیحتیں کرنے بیٹھ گئے ہو۔!"

"آدمی کو آدمی سے بھڑکنا نہ چاہئے۔ میں ایک مصور ہوں۔ عرصہ سے مجھے ایک چہرے کی تلاش تھی۔!"

"اچھا تو پھر....!"

"تم.... بے حد نادر و نایاب چہرے کے مالک ہو....!"

"اچھا....!" عمران بے حد خوش نظر آنے لگا۔

"میں اپنے کلچر کے روایتی کردار پینٹ کر رہا ہوں....!"

"روایتی کردار کا کیا مطلب....؟" عمران نے سوال کیا۔

"میری خواہش تھی کہ شیخ چلی پینٹ کروں.... تمہارا چہرہ اُس کے لئے بے حد موزوں رہے گا۔ میں تمہیں زندہ جاوید بنا دوں گا۔!"

"مجھے غصہ نہ دلاؤ....!" عمران میز پر گھونسہ مار کر بولا۔

"اس میں غصے کی کیا بات ہے....؟"

"میں تمہیں شیخ چلی لگتا ہوں....!" عمران نے آنکھیں نکال کر پوچھا۔

"خواہ مخواہ.... بات نہ بڑھاؤ.... یہ رہا میرا کارڈ.... دوستوں سے مشورہ کر لو۔ راضی ہو جاؤ تو اس کارڈ سمیت میرے پاس آجانا۔ معاوضہ چاہو گے تو معقول معاوضہ بھی دے سکوں گا۔!"

عمران اُس کا کارڈ لے کر پڑھنے لگا.... پھر انگلی اٹھا کر ہکلایا۔ "تت.... تم.... وہی جے وی تت تو نہیں ہو جس کے باغات کی بڑی شہرت ہے۔!"

"تم نے ٹھیک پہچانا....!"

"تو تم ہی جے وی ہو....!"

"ہاں.... ہاں.... میں ہی ہوں....!"

"تب تو میں تمہارے لئے کچھ بھی نہ کر سکوں گا۔!" عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"کیوں....؟ کوئی خاص بات....!" جے وی نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"تم دیسی آدمیوں سے نفرت کرتے ہو۔ تم نے ان کا داخلہ اپنے باغات میں ممنوع قرار دے رکھا ہے۔!"

"مجبوری ہے....!" وہ مغموم لہجے میں بولا۔

"کیسی مجبوری....!"

"یہاں کے شرفاء نے میری نرسری پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا تھا۔ بڑے نادر نایاب

پودے چرا لے گئے....!"

"تب تو ٹھیک ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اس کے لئے دیسی اور بدیسی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ میں بھی یہیں کی خاک سے اٹھا ہوں۔ میرا باپ یہیں کا باشندہ تھا۔!"

"مجھے تمہارے باغات کی سیر کی خواہش تھی۔ اگر تم میری یہ خواہش پوری کر دو تو میں بھی تمہاری خواہش پوری کر دوں گا۔!"

"منظور....!" وہ مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔ دونوں نے گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔

پھر جے وی نے پوچھا۔ "کہاں سے آئے اور کہاں رہتے ہو۔!"

"دارالحکومت سے آیا ہوں اور اسی عمارت کی تیسری منزل پر رہتا ہوں۔!"

"پیشہ کیا ہے....؟"

"بزنس.... ترکاریوں کی ایکسپورٹ....!"

"تو پھر تم میرے لئے وقت کب نکال سکو گے۔!"

"وقت ہی وقت ہے میرے پاس۔ کیونکہ پیاز کے ویگن لوڈ ہو کر روانہ بھی ہو چکے ہیں۔ تین چار دن یہاں اور قیام رہے گا۔!"

"یہ تین چار دن میرے ساتھ کیوں نہیں گذارتے۔ میرے باغات میں ہر قسم کی تفریح کے سامان موجود ہیں۔!"

"بہت بہت شکریہ.... میں تیار ہوں۔!"

"بس تو پھر اٹھ ہی جاؤ.... اپنے ساتھ ہی کیوں نہ لے چلوں....!"

"تو پھر میں لے آؤں اپنا سوٹ کیس....!"

"ضرور.... ضرور.... جتنی جلد ممکن ہو سکے.... جاؤ.... جاؤ.... چائے کا بل میں ادا کر دوں گا۔!"

"نہیں جناب.... یہ نہیں ہو سکتا۔!"

"جلدی کرو.... واپس آکر ادا کر دینا....!"

عمران نے تیسری منزل پر پہنچ کر اپنے فلیٹ کا دروازہ کھولا۔ چند لمحے خاموش کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر آگے بڑھ کر سوٹ کیس اٹھایا جو سامنے ہی میز پر رکھا ہوا تھا۔ اُسے کھول کر ایک چھوٹا سا

وائر ریکارڈر نکالا اور اس کا ریکارڈنگ سوئچ دبا کر آہستہ آہستہ کہنے لگا۔ "جے وی خود ہی مجھ سے ملا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ میرا چہرہ شیخ چلی پینٹ کرنے کے لئے بہت موزوں ہے۔ لہٰذا میں نے اس کا موڈل بننا منظور کر لیا ہے۔ وہ مجھے اپنے ساتھ لئے جا رہا ہے۔ غالباً قیام فارمز والی عمارت میں ہو گا۔ ویسے اُس کی آسیب زدہ پرانی حویلی کو بھی نظر میں رکھا جائے۔"

وائر ریکارڈر کو باتھ روم میں واش بیسن کے نیچے ایک خلا میں رکھ کر پھر کمرے میں واپس آیا اور سوٹ کیس اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

جے وی کیفے میں اس کا منتظر تھا۔ لپک کر اٹھتا ہوا بولا۔ "میں نے بل کی ادائیگی کر دی۔ اس وقت سے تم جلال آباد میں میرے مہمان ہو۔!"

"اگر مہمان سمجھتے ہو تو خیر کوئی بات نہیں....!"

"میری میزبانی تمہیں زندگی بھر یاد رہے گی۔!" جے وی نے کہا اور اُسے ایک رولز رائیس گاڑی کے قریب لایا۔ ڈرائیور پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولے کھڑا تھا۔ جے وی نے عمران کا سوٹ کیس ڈرائیور کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "اس کو ڈگی میں رکھ دو۔!"

کچھ دیر بعد گاڑی تیزی سے کرناک کی طرف اڑی جا رہی تھی اور جے وی عمران سے کہہ رہا تھا۔ "میں نے کئی روایتی کردار پینٹ کئے ہیں تم دیکھ کر خوش ہو جاؤ گے۔!"

"مصوری میری سمجھ میں نہیں آتی۔!" عمران نے اکتاہٹ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "ابھی پچھلے دنوں شہر میں مصوری کا ہی کچھ گھپلا ہوتا رہا تھا۔ وہ کیا تھی چیز لیزا کی نواسی۔ ٹاؤن ہال میں دھول دھپہ ہو گیا تھا۔"

"وہ سب فراڈ تھا....!"

"کیا معاملہ تھا.... مجھے ٹھیک سے کچھ معلوم ہی نہ ہو سکا۔!"

"کچھ دھوکہ باز لوگوں نے پبلک کو ٹھگنے کی کوشش کی تھی۔ کوئی خاص بات نہیں میں پیشہ ور مصور نہیں ہوں۔ بس شوق ہے اپنی کوئی پینٹنگ آج تک فروخت نہیں کی۔!"

"تب تو تم سچ مچ بڑے آرٹسٹ معلوم ہوتے ہو۔!" عمران خوش ہو کر بولا۔

اُس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور چہرہ بھی کسی قدر متورم نظر آ رہا تھا۔ آرام کرسی پر نیم

دراز ویران ویران آنکھوں سے خلا میں گھورے جا رہی تھی۔ دفعتاً کسی کی آہٹ پر چونک کر سیدھی ہو بیٹھی۔ مڑ کر دیکھا۔ جے وی دروازے میں کھڑا مسکرا رہا تھا۔ وہ کرسی سے اٹھ گئی اور اُسے خون خوار نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔ "تمہیں اس کے لئے جوابدہ ہونا پڑے گا۔!"

"بڑی کینہ توز ہو۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم اُس واقعہ کو بھول گئی ہو گی۔!"

"تم کوئی خبیث روح ہو۔!" وہ دانت پیس کر بولی۔ "میں اُسے بھول سکوں گی کبھی.... درندے۔!"

"میں تمہیں زندہ جاوید بنا دوں گا۔ روٹھی ڈارلنگ۔ بہتیرے آرٹسٹوں نے زخمی افراد کی تصویریں بنائی ہوں گی لیکن میرا دعویٰ ہے کہ سر کے زخم کی تکلیف کا تاثر آنکھوں میں نہ دے سکے ہوں گے۔ میں یہ تاثر دوں گا۔ ذرا تمہارے دائیں گال کا ورم اُتر جائے پھر دیکھنا۔!"

"خدایا.... میں کس دیوانے کے ہتھے چڑھ گئی ہوں۔!"

"اوہ سمجھنے کی کوشش کرو.... میں تمہارا دشمن تو نہیں ہوں۔ تمہاری لازوال تصویر بنانے کے لئے میں نے تمہارے ساتھ یہ زیادتی کی تھی۔ آنکھوں میں سر کے زخم کی تکلیف کا تاثر پینٹ کرنے کے لئے۔!"

"تم جھوٹے ہو.... میں ایک اذیت پسند آدمی کے ہتھے چڑھ گئی ہوں۔ جب تم مجھے مار رہے تھے میں نے تمہاری سسکاریاں بھی سنی تھیں۔ تم اُس سے لذت اندوز ہو رہے تھے۔!"

"مجھے تو یاد نہیں۔ میں تو اس وقت بھی یہی سوچ رہا تھا کہ اب ایک لافانی شاہکار تخلیق کر سکوں گا۔!"

"تمہارے دماغ میں فتور ہے۔ اتنی دشواریوں سے حاصل ہونے والی کتاب نذر آتش کر دی۔!"

"تم اس کی فکر نہ کرو.... میں یہ جانتا ہوں کہ میں نے کیا کیا ہے۔ اچھا آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہیں اُس آدمی سے ملاؤں جس نے تہہ خانے میں تمہارا راستہ روکنے کی کوشش کی تھی۔!"

"میں اُس سے مل کر کیا کروں گی۔!"

"فکر مت کرو.... اب وہ تمہیں پہچان نہیں سکے گا۔!"

"مجھے اس کی فکر نہیں۔ میں کیوں ملوں اُس سے....!"

"تمہیں اُسے دیکھ کر تصدیق کرنی ہے کہ وہی آدمی تھا یا نہیں۔!"

"پہلے مجھے یہ بتاؤ.... کیا میں تمہاری قیدی ہوں۔!"

"کیسی باتیں کر رہی ہو۔ قیدی کیوں ہونے لگیں۔!"

"تو پھر اب میں یہاں نہیں رہنا چاہتی۔ مجھے جانے دو....!"

"اور یہ جو اتنی محنت میں نے تم پر کی ہے۔ اُسے ضائع ہو جانے دوں۔!" جے وی نے حیرت سے کہا۔

"محنت.... کیسی محنت.... میرا سر پھاڑ دینے کو محنت کہہ رہے ہو۔!"

"کیوں نہیں... میں اُسے اپنی فنی کدوکاوش کا ابتدائی مرحلہ کہتا ہوں۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔!"

"یا خدا مجھے اس دیوانے سے نجات دلا۔!" وہ چھت کی طرف دیکھ کر بولی۔

"مجھ سے نجات چاہتی ہو۔!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"ہاں.... میں اب تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔ تم سوئٹزر لینڈ میں ملے تھے تو میں تمہیں ایک روحانیت پسند اور اعلیٰ کردار کا آدمی سمجھتی تھی۔ تمہارے اس رجحان کا علم ہوتا تو کبھی ادھر کا رخ بھی نہ کرتی۔!"

"یہ باتیں پھر ہوتی رہیں گی.... اور میں تمہیں ایک اختیار دیتا ہوں جب دل چاہے میرا سر پھاڑ دو۔ چلو.... تصدیق کر دو کہ وہ آدمی وہی ہے جو تہہ خانے میں سہراب سے الجھا تھا۔!"

روتھی بادل ناخواستہ اُس کے ساتھ چل پڑی۔ ایک جگہ رک کر جے وی نے اس سے کہا۔

"اگر وہی ہو تو بس تم ایک بار اپنے سر کو اثباتی جنبش دینا۔!"

"اچھا....!" اُس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "لیکن وہ یہاں کیوں آیا.... کیا اُسے شبہ ہو گیا ہے۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں خود ہی اُسے لایا ہوں۔!"

"تم کیوں لائے ہو....!"

"اُس کی تصویر بناؤں گا۔!"

"تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ میرا اُس کا سامنا کرانے جا رہے ہو اگر اس نے مجھے پہچان لیا تو۔!"

"تو کیا ہوگا.... وہ یہاں سے نکل کر جا نہیں سکتا۔ ساری زندگی یہیں الجھائے رکھوں گا۔!"

"اب تمہاری زندگی ہی کتنی رہی ہے۔!" روتھی کو ہنسی آگئی۔

"چلو....!" وہ اُسے آگے بڑھاتا ہوا بولا۔

بالآخر وہ اُس کمرے میں پہنچے جہاں عمران سر کے بل کھڑا نظر آیا۔ دونوں دروازے کے قریب رک گئے۔ عمران کا منہ دوسری طرف تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اُس نے اُن کی آہٹ بھی نہ سنی ہو۔

"یہ کیا ہو رہا ہے....!" جے وی تھوڑی دیر بعد بولا۔

"دخل اندازی کی ضرورت نہیں ہے۔ چپ چاپ کسی جگہ بیٹھ جاؤ۔!" عمران نے اسی عالم میں کہا۔ "اور اس وقت میری شکل دیکھنے کی کوشش ہرگز نہ کرنا۔!"

"کیوں....؟"

"بحث کی ضرورت نہیں چپ چاپ بیٹھ جاؤ....!"

جے وی نے روتھی کی طرف دیکھ کر سر کو جنبش دی اور کرسیوں کی طرف اشارہ کیا اور پھر دونوں اُدھر ہی جا کر بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد عمران سیدھا ہو کر بولا۔ "میں غور و فکر کر رہا تھا۔!"

ادھر روتھی نے سر کو اثباتی جنبش دے کر تصدیق کر دی کہ جے وی کا خیال صحیح ہے۔

تہہ خانے والے معاملات میں اُسی شخص نے مداخلت کی تھی۔

"غور و فکر کرنے کا یہ طریقہ میرے لئے بالکل نیا ہے۔!" جے وی نے کہا۔

"تمہارے لئے نیا ہوگا لیکن چنگیز کی نسل کے لئے نیا نہیں ہے۔!"

"اوہو.... تو تم چنگیز کی نسل سے تعلق رکھتے ہو۔!"

"کیا تمہیں اس میں شبہ ہے۔!"

"میں نے یہ تو نہیں کہا....!"

"کیا یہ کسی اونچی جگہ سے گر پڑی تھیں۔!" عمران نے روتھی کے سر پر بندھی ہوئی پٹی کو بغور دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں.... میں نے اس کا سر دیوار سے لڑا دیا تھا۔!"

"ارے!" عمران اچھل پڑا پھر بولا۔ "کیا قصور ہوا تھا بیچاری سے اتنی بھولی بھالی تو لگتی ہے۔!"

"ضرورتاً ایسا کیا تھا....!"

"خدا کی پناہ تم نے ضرورتاً دیوار سے سر لڑا دیا تھا۔!"

"ہاں میں اس کی آنکھوں میں درد کا تاثر پینٹ کرنا چاہتا تھا۔!"

"یار کہیں تم مصوروں کے شیخ چلی تو نہیں ہو....!"

جے وی اُسے گھور کر رہ گیا۔ گفتگو اردو میں ہو رہی تھی۔ جے وی خاصی صاف ستھری اردو بولتا تھا۔ بہر حال روتھی اس گفتگو کے موضوع سے آگاہ نہ ہو سکی۔ خاموش بیٹھی کبھی عمران کی شکل دیکھتی تھی اور کبھی جے وی کی۔

"تم انگریز تو نہیں معلوم ہوتیں۔!" دفعتاً عمران نے روتھی کو انگلش میں مخاطب کیا اور وہ جواب دینے کی بجائے جے وی کی طرف دیکھنے لگی۔

"تکلف کی ضرورت نہیں۔!" جے وی بولا۔ "یہ میرا ایک موڈل علی عمران ہے۔ اس کے سوال کا جواب ضرور دو....!"

"میں سوئیس ہوں....!" روتھی عمران کی طرف دیکھ کر بولی۔

"ہائے سوئٹزرلینڈ کا کیا کہنا... اکثر اُسکے خواب دیکھتا ہوں۔ لیکن ابھی تک وہاں پہنچ نہیں سکا۔!"

"میں پہنچا دوں گا....!" جے وی مسکرا کر بولا۔

"بس تو پھر پہنچا ہی دو.... واپسی پر تمہارا شیخ چلی پینٹ کرا دوں گا۔!"

"کیا تم مجھے اتنا ہی احمق سمجھتے ہو مسٹر علی عمران کہ میں تمہیں شیخ چلی بنانے کے لئے یہاں لایا ہوں۔!"

"جو تم نے بتایا ہے وہی تو سمجھوں گا۔ یہاں لا کر جو کچھ بتانا چاہتے ہو وہ بھی بتا دو.... میں بالکل تیار ہوں۔!"

"تم نے میرے دوست سہراب کی تصویروں کی نمائش نہیں ہونے دی۔ آخر کیوں....؟"

"اچھا تو یہ بات ہے....!"

"ہاں یہی بات ہے اور اسے بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ میری مرضی کے بغیر تم یہاں سے نکل نہیں سکو گے۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ تمہیں اس سے کیا سروکار....!"

"سروکار نہ ہوتا تو دخل اندازی کیوں کرتا۔!"

"اچھا تو کرو دخل اندازی....!"

"وزارتِ خارجہ سے تمہارا کیا تعلق ہے۔!"

"وزارتِ خارجہ کے ڈپٹی سیکریٹری کی بیٹی شلی مجھے بہت اچھی لگتی ہے۔!" عمران نے کہا اور شرما کر سر جھکا لیا۔

"یعنی تم باقاعدہ طور پر وزارتِ خارجہ کے کوئی اہلکار نہیں ہو۔!"

"نوکری تو میں اپنے باپ کی بھی پسند نہیں کرتا۔!"

"لیکن میری معلومات کے مطابق تم بلیک میلر بھی ہو اور پولیس انفارمر بھی۔!"

"میں تمہاری معلومات کو چیلنج نہیں کر سکتا۔ ویسے اگر سہراب تمہارا دوست ہے تو وہ تصویریں تمہاری بنائی ہوئی ہوں گی کیونکہ سہراب آرٹسٹ نہیں ہے۔!"

"غیر ضروری ریمارک ہے۔!"

"پھر کیا سننا چاہتے ہو مجھ سے....؟"

"تم محض شلی کی وجہ سے اس معاملے میں ٹانگ اڑا بیٹھے تھے....؟" جے وی نے سوال کیا۔

"یہی سمجھ لو....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "جب یہ دیکھا کہ سہراب جیسا بدنام آدمی شلی میں دلچسپی لے رہا ہے تو مجھے متوجہ ہونا ہی پڑا۔!"

"وزارتِ خارجہ سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں تو پیاز کا ایکسپورٹر ہوں۔ جب بھی ادھر سودا کرنے آتا ہوں تو اس طرف کے بھی چکر ہو جاتے ہیں۔ اس بار یہ چکر ہو گیا۔!"

"پھر سر سلطان یہاں کیوں آئے تھے۔!"

"پتا نہیں.... مجھ سے تو ملاقات نہیں ہوئی ویسے اُن سے بھی جان پہچان تو ہے ہی.... بڑے ڈیڈی کے دوست ہیں۔!"

"میں جانتا ہوں.... لیکن وہ دونوں کون ہیں۔!"

"کن دونوں کی بات کر رہے ہو۔!"

"وہ یوروپین عورت.... اور وہ آدمی جس نے مونالیزا کا تعاقب کیا تھا۔!"

"وہ میرے پارٹنرز ہیں۔!"

"پیاز کے بزنس کے....!"

"بظاہر پیاز میں بھی ملوث ہیں۔ کھلا ہوا دھندا تو پیاز ہی کا ہے۔!"

"سہراب کہاں ہے....!"

"میں نہیں جانتا.... تہہ خانے کے بعد کا حال مجھے نہیں معلوم۔ میں نے اُسے وہیں باندھ کر ڈال دیا تھا۔ اُسے پولیس لے گئی ہو گی۔ مجھے یقین ہے۔!"

"اور ساجد جمالی....!"

"وہ میرے ہاتھوں مارا گیا.... مجھے گھیرنے کی کوشش کی تھی۔!"

"لیکن اُس کی لاش....!"

"اس سے پہلے نہیں ملے گی جب تک کہ کسی مین ہول سے گٹر کا پانی نہ اُبلنے لگے۔!"

"تو گویا دو قتل تمہارے کھاتے میں لکھ لئے جائیں....!"

"دوسرا کون سا....!" عمران نے سوال کیا۔

"ہوٹل آرٹ سرکل والا۔ روم سروس کا ویٹر تمہیں بخوبی شناخت کر سکتا ہے۔ کسی وقت بھی پولیس کے ہتھے چڑھ سکتے ہو۔ مجھے اسی پر حیرت ہے کہ تم علی الاعلان یہاں گھومتے پھر رہے ہو۔!"

"پولیس اُس ویٹر کو ساتھ لئے نہیں پھر رہی کہ دھر لیا جاؤں گا۔!"

"بہت دلیر ہو.... لیکن صورت سے شیخ چلی ہی لگتے ہو....!"

"کیا فرق پڑتا ہے....!" عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

"تم تہہ خانے میں کس طرح داخل ہوئے تھے۔!"

"جس طرح سب داخل ہوئے تھے۔!"

"تم جھوٹ بول رہے ہو....!"

"اسے جھوٹ سمجھنے کی وجہ جاننا چاہوں گا۔ کیونکہ تم وہاں موجود نہیں تھے۔!"

"وہاں تمہاری موجودگی پر شلی نے اظہار حیرت کیا تھا اور تم نے اُسے بتایا تھا کہ تم اُس راستے سے تہہ خانے میں داخل ہوئے تھے جس کا علم اُس کے دادا کے علاوہ اور کسی کو نہیں۔!"

"وہ تو میں نے یونہی ہوائی چھوڑی تھی اور شاید اس وقت وہاں سبھی انگلش میں گفتگو کر رہے تھے اسی لئے یہ بات تم تک پہنچ گئی۔!"

"کیا مطلب....؟"

"اب کیا میں اتنا بھی نہیں سمجھ سکتا کہ مونالیزا کی وہ نواسی تمہاری ہی بھیجی ہوئی تھی اور وہ کتاب تمہارے ہی پاس پہنچی ہے۔!"

"اتنے یقین کے ساتھ یہ بات کیسے کہی جا سکتی ہے۔!"

"تہہ خانے کے واقعات تم تک اُسی کے توسط سے پہنچ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا۔!"

"اس مرحلے پر میں تمہارے اس خیال کی تردید نہیں کروں گا۔!"

"میں بھی ایک بات پوچھ سکتا ہوں۔!"

"ضرور.... ضرور....!"

"کتاب تمہارے ہاتھ لگ چکی ہے۔ پھر اب یہ لایعنی تگ و دو کیوں؟ اس طرح تو تم خواہ مخواہ پولیس کی نظروں میں آ جاؤ گے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ سہراب مونالیزا کی نواسی کا پتا نہیں بتا سکا۔!"

جے وی کچھ نہ بولا لیکن وہ عمران کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا انداز سے لگ رہا تھا جیسے سوچ رہا ہو کہ بات آگے بڑھائے یا اسی جگہ ختم کر دے۔!

عمران نے روتھی کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ "کیا تمہاری تصویر بن چکی ہے۔!"

اس نے سر کو منفی جنبش دی۔ کچھ بولی نہیں۔

"جلدی سے بنا ڈالو تصویر....!" اس نے جے وی سے کہا۔ "ورنہ دوبارہ سر پھاڑنا پڑے گا۔!"

"کیا تم میرا مضحکہ اڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔!" جے وی نے غضبناک ہو کر پوچھا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ نہایت سنجیدگی سے مشورہ دینے کی کوشش کی تھی۔ درد کا تاثر آنکھوں سے آہستہ آہستہ مٹ رہا ہے۔!"

"یہ میرا مسئلہ ہے....!"

"میرا بھی ہو گیا ہے....؟"

"کیا مطلب....!"

"جس بیچاری نے تمہارے لئے اتنی مشقت کی اُسی کا سر پھاڑ دیا....!"

"میں نہیں سمجھا تم کیا کہہ رہے ہو.....!"

"کیا مونالیزا کی نواسی کا رول اسی نے نہیں ادا کیا تھا۔!"

"یہ تم کس طرح کہہ سکتے ہو۔!"

"اُس کی ایک عادت کی بنا پر۔ مونالیزا کی نواسی کے رول میں یہ اپنی اُس عادت پر قابو نہیں پا سکی تھی۔ ہر چند کہ آواز کی بناوٹ کو بدستور برقرار رکھا تھا۔!"

اور پھر اُس عادت کی تفصیل سننے کے بعد یک بیک جے وی بپھر کر بولا۔"اب میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔!"

"کیوں؟ کیا پہلے زندہ چھوڑ دینے کا ارادہ تھا....؟" عمران نے مضحکہ اڑانے کے سے انداز میں پوچھا۔

"تم جاؤ....!" جے وی روتھی کی طرف ہاتھ ہلا کر بولا۔

وہ چپ چاپ اٹھی اور کمرے سے نکل گئی۔ عمران جہاں تھا وہی بیٹھا رہا اور چہرے پر چھائی ہوئی حماقت پہلے سے بھی زیادہ گہری ہو گئی تھی۔ جے وی نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے اُسے گھورے جا رہا تھا۔

"تم یہی چاہتے تھے نا کہ تمہارا کام بن جائے اور الزام جائے سہراب کے سر....!" عمران نے جے وی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"کون سا کام....!"

"یہی کتاب کا حصول.... سہراب پولیس کو کسی طرح یقین نہیں دلا سکے گا کہ وہ لوئیسا کا پتا نہیں جانتا....!"

"سہراب پولیس کے قبضے میں نہیں ہے۔!"

"پھر تو بات ہی ختم ہو گئی۔ عیش کرو....!"

"تم بتاؤ گے کہ سہراب کہاں ہے۔!"

"اگر پولیس کے قبضے میں نہیں ہے تو تہہ خانے ہی میں ہو گا۔!"

"تمہارا خیال ہے کہ اُسے اُن لوگوں نے بند کر رکھا ہو گا۔!"

"پھر اور کیا خیال ہونا چاہئے۔!"

"نہیں تم خود کسی چکر میں ہو۔ بتاؤ سہراب کہاں ہے۔!"

"اب خواہ مخواہ دماغ نہ چاٹو ورنہ اٹھ کر گردن مروڑ دوں گا۔!" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"کوشش کر کے دیکھو.... کیا حشر ہوتا ہے۔!"

عمران دراصل یہی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اُسے روکے رکھنے کے لئے کونسا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ وہ اٹھ کر آہستہ آہستہ جے وی کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ وسطی میز پر رکھا ہوا گلدان چور چور ہو گیا۔ کسی جانب سے بے آواز فائر ہوا تھا۔ عمران رک کر میز کی طرف مڑا۔

"اگر مزید ایک قدم میری طرف بڑھاتے تو تمہاری کھوپڑی میں سوراخ ہو جاتا۔!" جے وی ہنس کر بولا۔

عمران پھر اُسی کرسی پر جا بیٹھا جس سے اٹھا تھا۔

"تم یہاں سے اُس وقت تک نہیں اٹھ سکو گے جب تک مجھ سے معاملات نہ کر لو گے۔!"

"یعنی اس کرسی پر سے اٹھ بھی نہیں سکتا۔!"

"ہرگز نہیں.... مار دیئے جاؤ گے۔ اٹھ کر دیکھو....!"

عمران کی نظر اُس روشن دان پر پڑ چکی تھی جس سے سائیلنسر لگے ہوئے پستول کی نال جھانک رہی تھی۔ وہ طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"اب کیا خیال ہے....!" جے وی اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"مجھ سے کس قسم کی معاملت کرنا چاہتے ہو۔!"

"تم کس راستے سے تہہ خانے میں گئے تھے....!"

"پیچیدہ معاملہ ہے.... محض بتانے سے تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا۔!"

"تم بتاؤ.... پوری حویلی میری دیکھی ہوئی ہے۔!"

"تم اس سے پہلے بھی اپنے طور پر دوسرا راستہ تلاش کرنے کی کوشش کر چکے ہو گے۔!"

"یہ کس بناء پر کہہ رہے ہو۔!"

"میرا اندازہ ہے۔!"

"اندازے کی وجہ پوچھ رہا ہوں۔!"

"بات اگر محض اس کتاب کی تھی تو اس قصے کو اب ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔!"

"تم خواہ مخواہ بحث کیوں کر رہے ہو۔!"

"اس لئے کہ میرا اصل بزنس تو یہی ہے۔!"

"تمہاری جان بچ جائے گی۔ اسی کو غنیمت سمجھو۔ مجھ سے کسی مالی منفعت کی توقع نہ رکھو۔!"

"میں سوچے سمجھے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتا خواہ توپ ہی کیوں نہ لگی ہوئی ہو۔!"

"سوچنے سمجھنے کے لئے کتنا وقت چاہیے۔!"

"بس تم کھسکو یہاں سے تاکہ میں پھر سر کے بل کھڑا ہو سکوں۔!"

"مجھ سے مکاری نہیں چلے گی۔!"

"اچھا تو پھر شیخ چلی ہی پینٹ کرنا شروع کر دو.....!"

"تم جو کچھ نظر آتے ہو وہ نہیں ہو.....!"

"غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرو..... مجھے سوچنے کے لئے مہلت چاہیئے۔ کیونکہ ابھی ایک قتل کا معاملہ اور بھی ہے۔!"

"کس قتل کا.....!"

"صمد نظامی..... جس کی لاش آرٹ گیلری کے باتھ روم میں پائی گئی تھی۔!"

"تمہیں اُس سے کیا سروکار.....!"

"مجھے معلوم تو ہونا ہی چاہیئے۔ کیونکہ اس قتل کا الزام بھی میرے ہی سر جا رہا ہے۔ ساجد اور سہراب دونوں نے اُس سے اپنی لاعلمی ظاہر کی تھی اور ان کی دلیل بھی معقول ہی تھی۔!"

"کیسی دلیل.....!"

"وہ اُسے آرٹ گیلری ہی میں قتل کر کے پولیس کو اپنے پیچھے کیوں لگاتے۔!"

"سوچتے رہو.....!" جے وی سر جھٹک کر بولا۔ "کل اسی وقت تک کی مہلت دے رہا ہوں۔ اگر مجھ سے تعاون نہ کیا تو زندہ نہ رہ سکو گے۔!" جے وی نے کہا اور کمرے سے نکل کر دروازہ مقفل کر دیا۔

جے وی پوری طرح کھل گیا تھا اور عمران کو بھی کسی قدر کھلنا پڑا تھا اور اب حالات دوسرے تھے۔ اُسے خاصا محتاط رہنا تھا۔

رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ جے وی آتش دان کے قریب بیٹھا اونگھ رہا تھا اور سامنے والے صوفے پر ایک سفید فام لڑکی بے خبر سو رہی تھی۔ دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور جے وی چونک پڑا۔ اٹھ کر اس میز کے قریب آیا جس پر انسٹرومنٹ رکھا ہوا تھا۔ فون کی گھنٹی کی آواز لڑکی پر اثر انداز نہیں ہوئی تھی وہ اُسی طرح سوتی رہی۔

"ہیلو.....!" جے وی ریسیور اٹھا کر کان سے لگاتا ہوا غرایا۔

"میں نمپا ہوں باس.....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا بات ہے۔!"

"دشمن کی حویلی میں ہمارا ایک آدمی پکڑ لیا گیا ہے۔!"

"کس بات پر.....!"

"شاید بوڑھے اور اُسکی پوتی کے درمیان ہونیوالی گفتگو سننے کی کوشش کی تھی۔ دوسرے آدمی نے مجھے اطلاع دی ہے۔ لیکن یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ کیا بات تھی اور کس حد تک سن سکا تھا۔!"

"دوسرے آدمی کی رسائی اُس تک ممکن ہو تو اُس سے کہو کہ معلوم کرے۔!"

"نہیں باس دوسرے آدمی کی رسائی اس تک ممکن نہیں کیونکہ اُسے بالکل الگ رکھا گیا ہے اور کڑی نگرانی کی جا رہی ہے۔!"

"بوڑھا ہوشیار ہو گیا ہے۔ تم لوگ بھی محتاط رہو۔!" جے وی نے کہا۔

"دوسرے آدمی کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اُسے وہاں سے ہٹا لیا جائے۔!"

"کوئی ضرورت نہیں..... وہیں رہنے دو۔ جسے انہوں نے پکڑا ہے اُس کے توسط سے وہ صرف تم تک پہنچ سکتے ہیں اس لئے صرف تم اپنی جگہ سے ہٹ جاؤ۔!"

"او کے باس.....!"

جے وی ریسیور کریڈل پر رکھ کر آتش دان کی طرف مڑا اور صوفے پر سوئی ہوئی لڑکی کو اس طرح دیکھنے لگا جیسے پہلی بار اُس کے وجود کا احساس ہوا ہو۔ آہستہ آہستہ صوفے کی طرف بڑھا اور قریب پہنچ کر اُس کے شانے پر ایک زوردار ہاتھ رسید کر دیا۔ وہ چیخ مار کر اٹھ بیٹھی اور اُسے قریب دیکھ کر اس طرح پیچھے ہٹی جیسے خدشہ ہو کہیں کاٹ نہ کھائے۔ جے وی نے قہقہہ لگا کر

کہا۔ "ڈرو نہیں.... آخر تم سمجھتی کیوں نہیں۔!"

"کیا سمجھوں....؟" وہ خوف زدہ سی آواز میں بولی۔ "تم تو مجھے پاگل بنا کر رکھ دو گے۔!"

"سب یہی کہتی ہیں۔!" وہ مغموم لہجے میں بولا۔ "کوئی بھی میرے درد کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتی۔!"

"تم پاگل ہو.... اور ہم سب کو پاگل بنا دو گے۔!"

"میں بہت بڑا آرٹسٹ ہوں۔ صرف کینواس پر تصویریں نہیں بناتا۔ بلکہ قدرت کے بنائے ہوئے خاکوں میں بھی رنگ بھرتا ہوں۔ میں تمہاری شخصیت بدل دوں گا۔ تم ہر وقت ایک خوفزدہ ہرنی نظر آؤ گی خوفزدگی کا تاثر تمہاری آنکھوں کی فطرت بن جائے گا اور تب یہ چہرہ کتنا حسین لگے گا۔ تمہارے چہرے کی بناوٹ اپنی تکمیل کے لئے خوفزدگی کا تاثر چاہتی ہے۔ روتھی کی آنکھوں میں عرصہ تک درد کا تاثر دیکھنے کے لئے میں نے اس کا سر پھاڑ دیا تھا۔!"

"تمہیں پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔!" وہ خوفزدہ انداز میں چیخی۔

"اس کی کسے پرواہ ہے.... اور ہو سکتا ہے پھانسی ہی میری تکمیل کر دے۔ اوہ بڑا اچھا خیال دیا ہے تم نے پھانسی۔ واہ...... شاید میرا اُبھرا یایا ہوا چہرہ اپنے حلقوں سے ابلتی ہوئی آنکھوں سمیت ہی وہ تاثر پیش کر سکے.... واہ....!"

جے وی جھوم جھوم کر ناچنے لگا.... اور وہ حیرت اور خوف کا ملا جلا تاثر آنکھوں میں لئے اُسے دیکھتی رہی۔ بالآخر وہ خود ہی رک گیا اور اُس کی طرف مڑ کر بولا۔ "اور اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اُسے میرے بارے میں سب کچھ بتا دو....!"

کسے بتادوں....!" اُس نے چونک کر پوچھا۔

"میرے نئے مہمان کو....!"

"اوہ.... اوہ.... جو اُس کمرے میں بند ہے۔!"

"ہاں وہی اُس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔!"

"صورت ہی سے بالکل بے وقوف نظر آتا ہے۔ لیکن اُس کے ساتھ تمہارا رویہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ پہلے تو بڑے دوستانہ انداز میں اُس کی آؤ بھگت کرتے رہے پھر قید کر دیا۔!"

"یہی رویہ تو تم لڑکیوں کے ساتھ بھی رہا ہے۔ پہلے مہمانوں کی طرح رکھا پھر قید کر دیا۔

لیکن تمہارے کمروں میں قفل نہیں ڈالتا میں سمجھتا ہوں کہ تم بھاگ جانے کی بھی جسارت نہیں کر سکتیں۔!"

"کاش میں اتنی مجبور نہ ہوتی۔!"

"تمہاری ہی طرح سب مجبور ہیں۔!"

"کب تک.... کبھی نہ کبھی تو....!"

"ہاں ہو سکتا ہے۔ کبھی تم سے خوش ہو کر تمہیں رہا کر دوں....!"

"تم کس طرح خوش ہو سکو گے۔!"

"وہ جو اس کمرے میں بند ہے اُسے اس پر آمادہ کرو کہ جو کچھ میں اُس سے معلوم کرنا چاہتا ہوں مجھے سچ سچ بتا دے۔!"

"اگر اُس نے بتا دیا تو....!"

"میں تمہیں سرٹیفکیٹ دے کر واپس کر دوں گا۔!"

"تم خود اُس پر تشدد کر کے کیوں نہیں معلوم کر لیتے۔!"

"میرا اندازہ ہے کہ وہ مر جائے گا لیکن زبان نہیں کھولے گا اور میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ زبان کھولے بغیر مر جائے۔!"

"میں سمجھ گئی.... تم چاہتے ہو کہ میں اُسے دوسری طرح سے آمادہ کروں۔!"

"جس طرح بھی ممکن ہو....!"

"اچھی بات ہے.... میں تیار ہوں۔!"

"تو اٹھو.... میں تمہیں اُس کے کمرے میں پہنچا دوں۔!"

تھوڑی دیر بعد وہ اسی کمرے میں موجود تھی۔ جہاں عمران بے خبر سو رہا تھا۔ گہری نیلی روشنی کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ جے وی دروازہ باہر سے مقفل کر کے واپس چلا گیا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ بستر کی طرف بڑھی اور جھک کر عمران کا شانہ ہلایا۔ وہ اٹھ بیٹھا اور اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اُسے دیکھنے لگا جیسے وہ زمین سے اُگی ہو۔

"گھبراؤ نہیں....!" وہ آہستہ سے بولی۔ "میں تمہاری ہمدرد ہوں۔ میرا نام فلسی ہے۔!"

"وہسکی....!" عمران خوش ہو کر بولا۔

"فلسی....!"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ کیا چاہتی ہو۔!"

"آہستہ بولو....!"

"اچھا....اچھا....!"

"ہم سب ایک دیوانے کے ہتھے چڑھ گئے ہیں۔!"

"اچھا....اُف فوہ....تو پھر....!"

"میں تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں۔!"

"اب تک اپنی مدد کیوں نہیں کی....!"

"اوہ.... ٹھہرو میں روشنی والا بلب جلادوں۔ تمہاری شکل صاف نہیں دکھائی دیتی۔!"

عمران سر ہلا کر رہ گیا۔ اس نے تیز روشنی والا بلب جلا کر نیلے بلب کا سوئچ آف کر دیا۔ روشنی میں عمران نے الوؤں کی طرح دیدے نچائے اور پھر احمقانہ انداز میں اُس کی شکل تکنے لگا۔

"بے حد خطرناک آدمی ہے۔!" وہ اسکے قریب بیٹھتی ہوئی آہستہ سے بولی۔ "تم اندازہ نہیں کر سکتے۔ ہم سب اُس کے قیدی ہیں۔ لڑکیوں کو بُری طرح مارتا ہے۔ ایک کا تو سر پھاڑ دیا۔!"

"وہ بھی قیدی ہے.... جس کا سر پھاڑ دیا۔!"

"ہاں وہ بھی قیدی ہے۔!"

"لیکن وہ تو باہر تھی.... وہاں سے کسی اور طرف کیوں نہیں چل دی۔!"

"ہم بھی باہر جاتے ہیں۔ لیکن ہماری نگرانی ہوتی رہتی ہے۔ ایک قدم بھی غلط اٹھائیں تو وہیں اُسی جگہ سزا مل جائے۔ اُس کے پاس ایسے بھی آدمی ہیں جو سائے کی طرح ہمارے ساتھ لگے رہتے ہیں لیکن ہم انہیں نہیں پہچانتے۔!"

"تب تو بڑا مزہ آتا ہوگا۔!" عمران خوش ہو کر بولا۔

"تم آخر اتنے مطمئن کیوں ہو۔ وہ تمہاری کھال اتار دے گا۔!"

"اچھا....!" عمران نے حیرت سے کہا اور پھر اس طرح منہ چلانے لگا جیسے کسی پسندیدہ شے کا ذائقہ یاد آگیا ہو۔

"وہ تم سے جو کچھ پوچھنا چاہتا ہے بتادو....!"

"ابھی تک تو کچھ بھی نہیں پوچھا۔!"

"جو کچھ بھی پوچھے سچ سچ بتادینا۔!"

"بہت اچھا....!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں سر کو جنبش دی۔

لیکن وہ اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔ جیسے اس کا رویہ ہی سمجھ میں نہ آیا ہو۔ پھر شاید سوچنے لگی تھی کہ اب تو بات ہی ختم ہو گئی۔ مزید کیا کہے۔ عمران بھی خاموشی سے بیٹھا ہوا ہونقوں کی طرح اُس کی شکل دیکھتا رہا۔

"وہ آخر تم سے کیا معلوم کرنا چاہتا ہے۔!" اس نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔

"بھلا میں کیا جانوں.... کہ وہ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتا ہے۔ ویسے میں بہت سی ایسی باتیں جانتا ہوں جو اُسے معلوم ہوں گی۔ مثلاً لومڑی انڈے نہیں دیتی دودھ دیتی ہے۔!"

"یہ تو میں بھی جانتی ہوں۔!" وہ اُسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"کیا تمہیں علم ہے کہ اس وقت الو کیا کر رہے ہوں گے۔!"

"ہاں اس وقت شکار کی تلاش میں ہوں گے۔!"

"تمہاری جنرل نالج بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔!" عمران نے حیرت سے کہا۔

"کیا تم بھی پاگل ہو....!" فلسی جھنجھلا کر بولی۔

"کس بات سے اندازہ لگایا۔!"

"موقعے کی نزاکت کا احساس کئے بغیر اوٹ پٹانگ باتیں کئے جا رہے ہو۔!"

"موقع ہی سمجھ میں نہیں آرہا پھر نزاکت کا احساس کیسے ہو۔!"

"وہ تمہیں یہاں کیوں لایا ہے۔!"

"میری تصویر بنائے گا۔!"

"یہ تو محض بہانہ ہے۔ اسی بہانے سے مجھے بُری طرح مارتا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"کہتا ہے کہ اس طرح میری آنکھوں میں ہمہ وقت خوف اور وحشت زدگی پائی جائے گی اور وہ اُسے پینٹ کرے گا۔ اس بُری طرح ہمارے جسموں کو نوچتا ہے کبھی کبھی کھال اُس کی چٹکیوں ہی میں رہ جاتی ہے۔!"

"ہوں.....!" عمران تفہیمی انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "تم سب چاہو تو بیک وقت مل کر لپٹ پڑو اور اُسے مار ڈالو.....!"

"ناممکن.... ہر وقت اُس کے آدمی نگرانی کرتے رہتے ہیں اور بے آواز فائر کرتے ہیں۔!"

"کیا اس طرح کوئی مر بھی چکا ہے۔!"

"پتا نہیں کتنے باغات میں دفن ہیں۔!"

"تمہیں کسی نہ کسی طرح پولیس کو مطلع کر دینا چاہئے تھا۔!"

"قطعی ناممکن.... ویسے ہم سفید فاموں میں سے تو کوئی بھی اس طرح نہیں مری۔ لیکن کئی مقامی لڑکیاں مر چکی ہیں۔ میرے سامنے کی بات ہے بڑی صحت مند اور طاقت ور لڑکی تھی۔ اُس نے جے وی کو گرا دیا تھا اور اس کا گلا گھونٹ رہی تھی کہ اچانک کسی جانب سے ایک بے آواز فائر ہوا اور وہ بیچاری ختم ہو گئی۔!"

"کیا تم لوگوں کا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔!"

"یہی تو دشواری ہے.....!"

"اُس کے ہاتھ کیسے لگیں.....!"

"یہ تو ہرگز نہیں بتاؤں گی۔ لیکن اگر تم نے میرے کہنے سے اُسے سب کچھ بتا دیا تو وہ مجھے رہا کر دے گا.... وعدہ کر چکا ہے۔!"

"اگر یہ بات ہے تو تمہیں کیوں بتاؤں۔ اُسی بیچاری کو نہ بتا دوں جسکا اُس نے سر پھاڑ دیا تھا۔!"

"کیوں اُسے کیوں بتاؤ گے.... وہ تو آئی نہیں تمہارے پاس.....!"

"بس جا کر اُسے بھیج دو.... سب بتا دوں گا۔!"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی میں آئی ہوں تمہارے پاس.....!"

"بات ہوئی کیوں نہیں۔ تم بھی تو نہیں بتا رہیں کہ اُس کے ہاتھ کیسے لگی تھیں۔!"

"وہ تو بس ایسا ہی معاملہ ہے کہ کسی کو بھی نہیں بتا سکتی۔!"

"اُدھر جے وی ڈکٹا فون پر اُن دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ اس کا سوئچ آف کر کے اٹھا اور کمرے سے نکل آیا۔ پھر ایک راہداری میں داخل ہو کر ایک دروازے پر دستک دی تھی جب تک دروازہ کھلا نہیں تھا دستک جاری ہی رہی تھی۔

روتھی سامنے کھڑی نظر آئی اس کی آنکھوں میں جھنجلاہٹ کے آثار تھے۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے مار بیٹھے گی۔!

"مجھے بے حد افسوس ہے بے بی.....!" جے وی نے بڑی لجاجت سے کہا۔ "اس وقت ایسی ہی ضرورت پیش آ گئی تھی ورنہ تمہیں تکلیف نہ دیتا۔!"

"کیا بات ہے۔!"

"اندر چلو تو بتاؤں.....!"

وہ پیچھے ہٹ گئی۔ غالباً جے وی کا یہ رویہ اُس کے لئے اتنا ہی حیرت انگیز تھا کہ اُس کی آنکھوں سے نیند اور جھنجلاہٹ کا ملا جلا تاثر بالکل غائب ہو گیا تھا۔

جے وی کمرے میں داخل ہو کر ایک کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "تم بھی بیٹھ جاؤ۔!" وہ بستر پر بیٹھ گئی۔

جے وی نے کہا۔ "عمران شاید اس پر آمادہ ہے کہ تمہیں وہ سب کچھ بتا دے گا جو میں اُس سے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم اُس سے معلوم کر سکیں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں سرٹیفکیٹ دے کر واپس کر دوں گا۔!"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ مجھے بتا دے گا۔!"

"میں نے فلسی کو اُس کے پاس بھیجا تھا اُس نے معلوم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے کہا کہ وہ تمہیں بتائے گا۔!"

"خصوصیت سے مجھے کیوں بتائے گا۔!"

"اس لئے کہ وہ تمہیں پہچان چکا ہے۔ تمہاری ایک عادت کی بناء پر۔!"

"ناممکن میں یقین نہیں کر سکتی۔ میں نے اپنی آواز تک بدل دی تھی۔!"

"میں کب کہتا ہوں کہ دانستہ تم سے کوتاہی ہوئی تھی۔!"

"سہراب تک کو تو شبہ ہو نہیں سکا تھا کہ میرے چہرے پر مونالیزا کا ماسک منڈھا ہوا ہے۔!"

"یہ میرے فن کا کمال تھا۔ لیکن تم اپنی اس عادت پر قابو نہیں پا سکی تھی کہ باتیں کرتے وقت ایک خاص انداز میں بار بار تھوک نگلتی ہو۔!"

"اوہ.....!" وہ حیرت سے منہ کھول کر رہ گئی۔

"بہر حال وہ تمہیں لوئیسا کی حیثیت سے پہچان چکا ہے۔!"

"تب تو وہ مجھ سے بھی بہت کچھ معلوم کرنا چاہے گا۔!"

"سب کچھ بتا سکتی ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔!"

"وہ سرکاری آدمی ہے۔!"

"قطعی نہیں.... بلیک میلر ہے۔ اگر کوئی بلیک میل ہونے سے انکار کردے تو پولیس انفارمر بن جاتا ہے۔!"

"تب بھی ہمارے لئے خطرناک ہی ثابت ہو سکتا ہے۔!"

"جب یہاں سے نکل سکے گا تب نا.....!"

"ہوں تو اس سے سب کچھ معلوم کر لینے کے بعد اُسے ٹھکانے لگا دو گے۔!"

"ظاہر ہے.....!" جے وی نے لاپرواہی سے کہا۔

"کیا معلوم کرنا ہے۔!"

"اُسی تہہ خانے کا دوسرا راستہ جس میں تم شلی کے ساتھ داخل ہوئی تھیں۔!"

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ مجھے کیوں بتادے گا۔!"

"میں نہیں جانتا... بہر حال دیکھنا یہی ہے کہ خصوصیت سے تمہیں ہی کیوں بتانا چاہتا ہے۔!"

روتھی ہنس دی اور وہ جھنجھلا کر بولا۔"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے۔!"

"ہنسنے ہی کی بات ہے جے وی.... تم اُس سے شکست کھا گئے.... تم....!" وہ اُس کے چہرے کی طرف انگلی اٹھا کر ہنستی رہی۔

"خاموش....!" جے وی بگڑ کر بولا۔"میں نہیں چاہتا کہ وہ میرا مطالبہ پورا کرنے سے پہلے مر جائے۔!"

"اوہو.... تو اُس پر تشدد کرنے کی بجائے لڑکیاں آزماؤ گے۔!"

"ہاں.... میں یہی چاہتا ہوں۔!"

"مجھ میں اس کی صلاحیت نہیں ہے۔ میں تھپڑ مار دیا کرتی ہوں۔!"

"اگر تمہاری موت ہی آگئی ہے تو ضرور تھپڑ مار دو گی۔!"

"آخر تم تہہ خانے کا دوسرا راستہ کیوں جاننا چاہتے ہو۔!"

"شاید تم اس چوٹ پر مزید چوٹ کھانا چاہتی ہو۔!"

"میں تو اب مرنا چاہتی ہوں۔!"

"اچھی بات ہے تو اب تم مر جاؤ گی۔!" جے وی غراتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر آگیا۔

وہ مسلسل عمران کا دماغ چاٹے جارہی تھی اُسے بتا رہی تھی کہ روتھی نہایت بور لڑکی ہے۔ وہ اسے برداشت نہ کر سکے گا۔ لہٰذا وہ اسے اپنے کمرے میں طلب کرنے کا خیال ترک کردے۔ اس کے برخلاف وہ خود اس کی رات کو بے حد حسین بنادے گی۔ جب وہ کسی طرح بھی اس پر آمادہ نہ ہوا تو جھلا کر بولی۔"واقعی تم اول درجے کے بیوقوف معلوم ہوتے ہو۔ روتھی برف کی سل ہے۔!"

"میں سردیوں میں بھی برف ہی استعمال کرتا ہوں۔!"

"مجھ سے تعاون نہ کرکے پچھتاؤ گے.... تمہاری کھال اُتار دی جائے گی۔!"

ٹھیک اُسی وقت دروازے کے دونوں پاٹ کھل گئے اور راہداری بے حد روشن ہوگئی۔ روتھی سامنے کھڑی دکھائی دی اور اس کے دائیں بائیں دو مسلح جاپانی کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔

"مس فلسیا تم باہر آجاؤ....!" ان میں سے ایک نے سخت لہجے میں کہا۔

"فلسی نے بُرا سا منہ بنایا اور عمران کو گھورتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔ روتھی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کمرے کے وسط میں آگئی۔ دوازے کے پاٹ آواز کے ساتھ بند ہوئے اور قفل میں کنجی گھومنے کی آواز آئی۔ عمران بستر پر بیٹھا احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا۔

"تم نے مجھے طلب کیا ہے....؟" روتھی نے اُس سے پوچھا۔

"بس اُس سے پیچھا چھڑانے کے لئے تمہارا نام لے لیا تھا۔ کیونکہ تمہارے علاوہ یہاں اور کسی کو نہیں جانتا۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ پھر یک بیک اچھل پڑا۔

"کیوں کیا بات ہے۔!" روتھی نے آہستہ سے پوچھا۔

"لیکن یہ بات تم تک کیسے پہنچ گئی۔ کیونکہ وہ تو یہاں سے ہلی بھی نہیں تھی۔!"

"تمہاری سرگوشیاں تک جے وی سن سکتا ہے۔ خواہ عمارت کے کسی حصے میں موجود ہو۔ تمہاری پوری گفتگو سننے کے بعد ہی اُس نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔!"

"بہت اچھا آدمی معلوم ہوتا ہے۔!" عمران خوش ہو کر بولا۔

"وہ جو کچھ معلوم کرنا چاہتا ہے اُسے بتا دو نا۔ فائدے میں رہو گے۔!"

"اُسے جہنم میں جھونکو..... تم اپنی بات کرو.....!"

"میں اپنی کیا بات کروں۔!"

"تمہیں اس جہنم سے نکل بھاگنے کا موقع ملا تھا..... لیکن تم پھر یہیں واپس آ گئیں۔!"

"اُس سے کوئی بھی نہیں بھاگ سکتا۔!"

"کوئی خاص وجہ.....!"

"بہت ہی خاص وجہ ہے لیکن کسی کو بھی نہیں بتائی جا سکتی۔!"

"میں سمجھتا ہوں۔ تم سب مساکسٹ ہو اور وہ خبیث سیڈسٹ ہے۔!"

"وہ سیڈسٹ ہو سکتا ہے لیکن ہم میں سے کوئی بھی اذیت طلبی کے مرض میں مبتلا نہیں ہے۔!"

"بڑی عجیب مجبوری ہے کہ تم لوگ اُس کے ہاتھوں پٹتی رہی ہو لیکن چھٹکارا نہیں حاصل کر سکتیں۔!"

"وہ تمہاری زندگی اجیرن کر دے گا۔!"

"میری فکر مت کرو..... میں تمہیں اس مصیبت سے نجات دلانا چاہتا ہوں۔!"

"اپنی خیر مناؤ..... نہ جانے کیوں وہ تم پر تشدد نہیں کرنا چاہتا ورنہ اب تک اگلوا چکا ہوتا۔!"

"مجھ پر اس سے بڑا اور کوئی تشدد ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی عورت میرے سر پر سوار ہو جائے۔!"

"شاید تم بھی پاگل ہی ہو.....!"

"کیا تم اُسے بھی پاگل ہی سمجھتی ہو۔!"

"وہ تو ہے ہی پاگل.....!"

"سمجھ میں نہیں آتا کہ اُس پاگل کو کسی کے تہہ خانے سے کیا سروکار.....!"

"یہ سوال تم اُسی سے کر سکتے ہو۔!"

"اگر میں تمہارا گلا گھونٹ کر خاتمہ کر دوں تو کیسی رہے۔!" عمران یک بیک بے حد سنجیدہ ہو کر بولا اور ساتھ ہی اُس کی آنکھوں سے وحشت بھی جھانکنے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے اُس کا چہرہ خوفناک ہو گیا۔ روتھی بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"میں تمہیں مار ڈالوں گا... میں نے کئی قتل کئے ہیں۔!" وہ سانپ کی طرح پھپھکارا اور دونوں

ہاتھ اس طرح اٹھائے ہوئے آہستہ آہستہ اُسکی طرف بڑھنے لگا جیسے سچ مچ گلا گھونٹ دے گا۔

روتھی چیخنے لگی۔ پھر جیسے ہی عمران نے قفل میں کنجی گھومنے کی آواز سنی اچھل کر ایسی پوزیشن میں آ گیا کہ دروازہ کھلتے ہی اُس کی اوٹ میں ہوتا۔ دروازہ کھلا اور پھر ایک اسٹین گن کی نال دکھائی ہی دی تھی کہ عمران نے اُس پر ہاتھ ڈال دیا۔ نال پر لگنے والی جھٹکے کے زور سے مسلح آدمی دھڑ سے کمرے کے اندر جھکا چلا آیا دوسرے ہی لمحے میں عمران کا گھٹنا اُس کی ٹھوڑی پر پڑا۔ کریہہ سی آواز اُس کے حلق سے نکلی اور اسٹین گن عمران کے ہاتھ میں آ گئی۔

پہلا برسٹ اس نے بجلی کے بلب پر مارا اور دوسرا راہداری میں۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز دور ہوتی چلی گئی۔ راہداری کے دو بلبوں پر بھی اس نے فائر کئے۔

اب دور تک اندھیرا تھا۔ روتھی دیوار سے لگی کھڑی بُری طرح کانپ رہی تھی۔ اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اب سانس رک جائے گی۔ وہ فائروں کی آوازیں سنتی رہی۔ ساتھ ہی سوچ رہی تھی کہ اب اُس کی لاش ہی ملے گی جو کچھ اُسے سمجھانا چاہتی تھی نہیں سمجھ سکا اور یہ تو اب کھلی ہوئی حقیقت تھی کہ اُس نے محض اداکاری کی تھی اُس پر حملہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ کوئی دخل اندازی کرے اور اُسے کچھ کر گذرنے کا موقع مل جائے۔ فائروں کی آوازیں اب دور کی معلوم ہو رہی تھیں۔

کچھ دیر بعد راہداری میں پھر قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور ٹارچ کی روشنی نظر آئی۔ روتھی بڑی پھرتی سے فرش پر لیٹ گئی اور آنکھیں بند کر لیں۔

کئی قدموں کی آوازیں آئی تھیں۔ پھر اُس نے جے وی کو کہتے سنا۔ "اسے یہاں سے اٹھا کر ہال میں لے چلو۔!"

کسی نے اُسے اپنے ہاتھوں پر اٹھایا تھا اور چل پڑا تھا۔ روتھی بدستور بیہوش بنی رہی۔ اُسے ڈر تھا کہ کہیں جے وی اُس پر مزید تشدد نہ کرے کیونکہ وہ نادانستہ طور پر عمران کی معاونت کر بیٹھی تھی۔ اُس کی بے اختیارانہ چیخوں کی بناء پر جے وی کے گرگے نے مداخلت کی تھی اور وہ اُس پر حملہ کر کے شاید نکل ہی گیا تھا۔

دوسری بار بھی اُسے فرش ہی پر لٹایا گیا۔ لیکن اس نے آنکھیں نہ کھولیں اتنے میں جے وی گرج کر بولا۔ "جاؤ اُسے تلاش کرو۔ اگر نکل گیا تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔!"

"یہاں سے کوئی نکل سکتا ہے باس.....!" اُس نے کسی کو کہتے سنا اور بدستور بیہوش بنی رہی۔ کئی قدموں کی آوازیں پھر سنائی دیں۔ دروازہ بند ہوا.....اور سناٹا چھا گیا۔ لیکن وہ اپنے قریب اب بھی کسی کی موجودگی محسوس کر رہی تھی۔ اُس کا اندازہ تھا کہ وہ جے وی کے علاوہ اور کوئی نہ ہوگا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اب اُسے کس طرح ہوش میں آنا چاہئے۔ دفعتاً اُس نے اپنے جسم میں حرکت پیدا کی اور خوفزدہ سی چیخوں کے ساتھ اٹھ بیٹھی۔

"خاموش رہو.....!" جے وی دہاڑا اور وہ اچھل کر اُس کی طرف مڑ گئی۔ جے وی اُسے قہر آلود نظروں سے گھورے جا رہا تھا۔

"مم.....مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو.....!" وہ خوف زدہ لہجے میں بولی۔

"تمہاری حماقت کی وجہ سے وہ نکل گیا.....؟"

"تو کیا اُس کے ہاتھوں مر جاتی۔ خدایا کتنا خوفناک لگ رہا تھا۔ میرا گلا دبا دینے کے لئے جھپٹا تھا اُسی وقت کسی نے دروازہ کھولا اس نے میرے گلے پر ہاتھ مارا پھر مجھے ہوش نہیں کہ کیا ہوا تھا۔!"

"اب میں اس کا قیمہ کر کے رکھ دوں گا۔ بچ کر کہاں جائے گا۔!"

*

شلی دادا جان کا کام کر کے واپس آگئی تھی۔ لیکن اس کا ذہن اس معاملے میں بُری طرح الجھا ہوا تھا۔ بار بار دل چاہتا تھا کہ وہ اُن کاغذات کے بارے میں اُن سے مزید پوچھ گچھ کر ڈالے لیکن ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔ رات کے ڈھائی بج گئے تھے اور وہ ابھی تک جاگ رہی تھی۔ سفر سے واپس آنے کے بعد لباس بھی نہیں تبدیل کیا تھا۔

دفعتاً فون کی گھنٹی اس طرح بجنے لگی جیسے اُسی لائن کے کسی انسٹرومنٹ کو ڈائیل کیا جا رہا ہو۔ وہ اٹھ بیٹھی۔ انسٹرومنٹ کے قریب آئی اور ریسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔ دادا جان کسی سے کہہ رہے تھے۔ "میں بالکل تیار ہوں۔ تھوڑی دیر بعد روانہ ہو جاؤں گا۔ آج اس قصے کو ختم کرنا ہے۔ اُس نے بہت ہاتھ پیر نکالے ہیں۔!"

"بہت اچھا جناب ہم سب بھی تیار ہیں۔ کمبخت نے زندگی تلخ کر رکھی ہے۔ ہم بھی دیکھیں گے کہ اُس کے پاس کتنا اسلحہ ہے اور کیسے کیسے جیالے اُس نے پال رکھے ہیں۔!" دوسری آواز آئی۔

"میں ابھی تک طرح دیتا رہا ہوں۔ تم لوگ فکر نہ کرو۔!" دادا جان نے کہا۔ "اس طرح لے

چلوں گا کہ اُسے کانوں کان خبر نہ ہو اور ہم ایک دم سے اُس کے سر پر پہنچ جائیں۔!"

"خدا کا شکر ہے کہ آپ نے تہیہ کر لیا.....!" دوسری آواز آئی۔ "ہم تو بہت عرصہ سے آپ کی مدد کے متمنی ہیں۔!"

"بس اب یہ قصہ ختم ہی ہو جائے گا۔!" دادا جان کی آواز آئی اور پھر رابطہ منقطع ہو گیا۔ شلی نے بھی ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ اس گفتگو سے اُسے کشت و خون کی بو آئی تھی۔ وہ کہاں جانے والے تھے۔ کیا کرنا چاہتے تھے کن لوگوں سے گفتگو ہوئی تھی۔ اوہ اُسے دیکھنا چاہئے ان پر نظر رکھنی چاہئے۔ خواہ کتنے ہی صحت مند کیوں نہ ہوں بوڑھے تو ہیں۔ اُس عمر کو پہنچ چکے ہیں جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ فاتر العقلی بھی ساتھ لاتی ہے۔ اُس نے بڑی پھرتی سے ملبوسات کی الماری کھول کر سیاہ پتلون اور سیاہ جیکٹ نکالی۔ لباس تبدیل کیا اور اعشاریہ دو پانچ کا براؤنی جیب میں ڈالا.....اور پھر کمپاؤنڈ میں پھیلی ہوئی تاریکی میں اُس کا سیاہ لباس بھی ضم ہو گیا۔

دادا جان کی ہلمین پھاٹک کے قریب ایک درخت کے نیچے کھڑی دکھائی دی چوکیدار کا کہیں پتا نہ تھا۔ کم از کم دادا جان کی موجودگی میں وہ ایسی غفلت کا ثبوت نہیں دے سکتا تھا۔ گاڑی کے دروازے مقفل نہیں تھے۔ اُس نے آہستہ سے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور کچھ سوچے سمجھے بغیر اندر بیٹھنے لگی اور پھر ٹھٹھک گئی۔ پچھلی سیٹ پر پڑے ہوئے کمبل کے نیچے کئی رائفلیں رکھی ہوئی تھیں اور کمبل کا کچھ حصہ سیٹ کے نیچے لٹک رہا تھا۔ ٹھیک اُسی وقت کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ دونوں سیٹوں کے درمیان دبک کر کمبل کا بقیہ حصہ اپنے اوپر ڈال لیتی۔ اگلی سیٹ کا دروازہ کھلا اور پھر بند ہوا۔ غالباً دادا جان ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکے تھے۔ شلی نے بڑی مشکل سے اس طویل سانس کو آہستہ آہستہ خارج کیا تھا جو یکلخت اُس کے پھیپھڑوں سے آزاد ہوئی تھی۔

انجن اسٹارٹ ہوا اور گاڑی حرکت میں آگئی۔ فوری طور پر تو شلی محض ہیجان کا پوٹ بن کر رہ گئی تھی۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ ٹھنڈا پسینہ جسم سے چھوٹنے لگا۔ کسی نہ کسی مرحلے پر دادا جان کو اس کی موجودگی کا علم ہو ہی جائے گا۔ پھر کیا ہوگا۔ وہ کس طرح جواب دہی کرے گی اور ان کا رویہ کیا ہوگا۔ پتا نہیں یہ کس قسم کی مہم ہے۔ پھر اُسے وہ سوٹ کیس یاد آیا جسے نصرت آباد پہنچا کر آئی تھی کیا یہ سب کچھ اسی کے سلسلے میں ہو رہا ہے۔ لیکن کیا ہو رہا ہے؟

گاڑی خاصی تیز رفتاری سے راستہ طے کر رہی تھی۔ قریباً پندرہ بیس منٹ بعد کسی جگہ رکی تھی۔ شلی اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کر سکی۔ باہر سے کئی قدموں کی آوازیں آئیں اور پھر دادا جان کو کسی سے پوچھتے سنا۔ "کتنے آدمی ہیں۔!"

"سات افراد ہیں....!" کسی نے جواب دیا۔

"کافی ہیں.... میرے ساتھ چار رائفلیں ہیں۔!" دادا جان کی آواز آئی۔

"تب تو چار آدمی اور بھی فراہم کئے جاسکتے ہیں۔!"

"جلدی کرو....!" دادا جان نے کہا اور شلی کا دل دھڑکتا ہوا حلق میں آگیا۔ اگر اسی جگہ ان چاروں رائفلوں کو نکالنے کے لئے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول لیا گیا تو کیا ہوگا....؟ لیکن اس قسم کا کوئی واقعہ پیش آنے سے پہلے ہی گاڑی حرکت میں آگئی تھی۔ اس نے دادا جان کو اونچی آواز میں کہتے سنا۔ "بس میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔!"

"طویل سانس لے کر رہ گئی۔ لیکن پھر سوچنے لگی۔ کہیں نہ کہیں تو اُسے سامنے آنا ہی پڑے گا۔ آخر یہ رائفلیں اٹھائی ہی جائیں گی سیٹ پر سے۔ کمبل ہٹے گا اور.... اور پھر کیا ہوگا۔ کیسی حماقت سرزد ہوئی تھی۔ اسے اپنے اوپر غصہ آنے لگا تھا۔ کوئی بات ہوئی دادا جان ننھے بچے تو نہیں تھے کہ ان کی نگرانی کے لئے دوڑی آئی تھی۔

کچھ دور چلنے کے بعد گاڑی پھر رک گئی.... اور دادا جان نے اونچی آواز میں کسی سے کہا۔

"یہاں سے بائیں جانب مڑنا ہے.... اس طرح پرانی حویلی کے عقب میں پہنچیں گے۔!"

گاڑی پھر حرکت میں آگئی۔ شلی کا ذہن گویا ہوا میں اڑ رہا تھا۔ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا ہے۔ کس طرح خود کو دوسروں سے پوشیدہ رکھے گی۔ پتا نہیں یہ کس قسم کی مہم ہے۔ وہ ملازم جسے اُن دونوں نے مل کر پکڑا تھا حویلی ہی کے ایک کمرے میں قید تھا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ اُس کے اور دادا جان کے درمیان کس قسم کی گفتگو ہوئی تھی۔ آخر وہ کس کا جاسوس تھا؟ اور ابھی دادا جان نے کسی پرانی حویلی کا حوالہ دیا تھا....؟ دفعتاً اُسے عمران یاد آیا۔ پرانی حویلی.... عمران.... جے وی.... اوہ.... خداوند.... کہیں یہ جے وی کے خلاف تو کوئی مہم نہیں ہے۔ کہیں یہ سفر کرناک کی طرف تو نہیں ہو رہا۔ کیا دادا جان اور جے وی کے درمیان اس حد تک دشمنی ہے۔ کیا وہ ملازم جے وی ہی کا جاسوس تھا....؟ خدا جانے کیا چکر ہے۔

ایک بار پھر اس کی سانس پھولنے لگی۔ اچانک دادا جان نے پھر گاڑی روک دی۔ شائد پچھلی گاڑی بھی رک گئی تھی اور کوئی دوڑتا ہوا ان کی گاڑی کی طرف آیا تھا۔

"فائروں کی آوازیں ہیں....!" اس نے قریب پہنچ کر کہا۔ "اور اُدھر ہی سے آتی معلوم ہوتی ہیں۔!"

"یہیں رک جاؤ.... دادا جان کی آواز آئی۔ ساتھ ہی شلی نے بھی فائروں کی آوازیں سنیں اور اب وہ گاڑی کے قریب کئی آدمیوں کی آوازیں سن رہی تھی۔ اُدھر دادا جان کسی سے کہہ رہے تھے۔ "پچھلے دنوں ایک سرکاری جاسوس بھی اُس کے بارے میں پوچھ گچھ کرتا پھر رہا تھا۔!"

"تو پھر جناب عالی اگر یہ پولیس کی مداخلت ہے....!" کوئی جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا۔

"ہاں... اگر یہ پولیس کی مداخلت ہے تو پھر ہمیں اس سے دور ہی رہنا چاہئے۔!" دادا جان بولے۔

"کہیں وہ آپس ہی میں نہ لڑ گئے ہوں۔!" کوئی بولا۔ "جے وی نے بھانت بھانت کے جانور پال رکھے ہیں۔!"

"میں تو کہتا ہوں نواب صاحب...!" تیسری آواز آئی۔ "ادھر آئے ہیں تو کچھ ہو ہی جائے۔!"

"نہیں... یہ معلوم کئے بغیر کہ پولیس کا معاملہ تو نہیں ہے۔ میں کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا۔!"

"ٹھیک نواب صاحب....!" کوئی قریب ہی بولا۔ "فی الحال ہمیں محتاط رہنا چاہئے۔ آپ نے کسی سرکاری جاسوس کا ذکر کیا تھا۔!"

"اور وہ مرکز کا آدمی تھا۔ صوبائی نہیں۔!" دادا جان بولے۔

"تب تو جناب ہمیں فوراً واپس ہو جانا چاہئے۔!" کسی نے کہا۔

"ٹھیک ہے.... جاؤ گاڑی میں بیٹھو.... تصدیق کئے بغیر خطرہ مول لینا ٹھیک نہیں۔!" دادا جان نے کہا۔

"کون ہے۔ ٹھہر جاؤ.... ورنہ مار دیئے جاؤ گے۔!" کسی قدر دور سے آواز آئی۔

"تم کون ہو....!" دادا جان نے للکارا۔

اب شلی کے لئے ممکن نہیں تھا کہ اُسی پوزیشن میں رہ جاتی۔ سر پر سے کمبل ہٹا کر کھڑکی سے جھانکا۔ اُن پر کئی ٹارچوں کی روشنیاں پڑ رہی تھیں۔

"تم لوگ چاروں طرف سے گھیر لئے گئے ہو۔ لہٰذا جس نے بھی اپنے اسلحے کو استعمال کرنے

کی کوشش کی تو مارا جائے گا۔ ہم اسٹین گنوں سے مسلح ہیں۔!" کسی نے کہا۔

یہ غالباً اُنہی لوگوں میں سے تھا جنہوں نے انہیں للکارا تھا۔ پھر کسی ٹارچ کی روشنی گاڑی میں بھی رینگ آئی اور ساتھ ہی باہر کسی نے کہا۔ "آہا نواب وارث صاحب ہیں اور ان کے ساتھ بندوقچی بھی ہیں۔ واہ.... اس وقت یہاں ہماری حدود میں۔!"

"ہم ادھر سے گذر رہے تھے فائرنگ کی آوازیں سن کر رکے ہیں۔!" دادا جان بولے۔

"یا جے وی کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے۔!"

"بکواس بند کرو....!" نواب صاحب گرجے۔

"آپ کا کوئی آدمی رائفل تو سیدھی کر دیکھے۔!"

"ہمیں کیا ضرورت ہے۔ ہم اپنی راہ لیں گے۔!" نواب صاحب کے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا۔

"کوئی ہل بھی نہیں سکتا یہاں سے اب تو یہ قافلہ جے وی صاحب کے سامنے پیش ہوگا۔ ہم اپنی حدود میں کسی کو بھی داخل ہونے نہیں دیتے۔!"

"اچھی بات ہے.... ہم بھی دیکھیں گے....؟" دادا جان کی گرجدار آواز گونجی ہی تھی کہ اسٹین گن کا برسٹ مارا گیا.... اور گاڑی اچھل کر رہ گئی۔ ٹائر پھٹنے کا دھماکہ الگ سے سنا گیا تھا۔ پھر دوسرا برسٹ مارا گیا.... اور پچھلی گاڑی کا کوئی ٹائر بھی ناکارہ ہو گیا۔

"اچھا.... تو.... نپٹ لیا جائے گا تم خبیثوں سے۔!" دادا جان آپے سے باہر ہو گئے۔

"بہتر یہی ہوگا نواب صاحب کہ ہاتھ اٹھائے ہوئے گاڑی سے اُتر آیئے۔!"

"نہیں دادا جان....!" شلی آہستہ سے بولی اور نواب صاحب چونک پڑے۔ شلی پھر بولی۔

"میں اس آدمی پر فائر کرنے جا رہی ہوں۔!"

"تت.... تم.... اوہ.... شلی میں تم سے تنگ آ گیا ہوں۔!"

"میں فائرنگ شروع کر رہی ہوں۔!"

"نہیں.... چپ چاپ بیٹھی رہو.... گاڑیاں بیکار ہو چکی ہیں۔ سب مارے جائیں گے اور تم.... یہ تم نے کیا کیا....؟"

شلی کچھ نہ بولی۔ اُدھر وہ آدمی برابر کہے جا رہا تھا کہ وہ سب نہتے ہو جائیں اور جو گاڑیوں پر

بیٹھے ہوئے ہیں نیچے اُتر آئیں۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہا تھا کہ للکارنے والوں کا کہنا مان لیا جاتا۔ گاڑیاں بیکار ہو چکی تھیں۔

انہوں نے ان کا سارا اسلحہ قبضے میں کر لیا اور اب وہ سب پوری طرح ان کی ٹارچوں کی روشنی میں تھے۔

"آہا.... صاحبزادی بھی ہیں۔!" کسی نے شلی کو دیکھ کر کہا۔

"خاموش رہو....!" نواب صاحب گرجے.... اور شلی سوچ رہی تھی کہ اس کا پستول محفوظ ہے کسی نے اُس کے قریب آنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس عالم میں جے وی کے سامنے پیش کئے گئے کہ ان کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ صرف شلی اور اُس کے دادا کے ساتھ یہ رعایت کی گئی تھی کہ ان کے ہاتھ نہیں باندھے گئے تھے۔

"حضور نواب صاحب کو کرسی پیش کی جائے۔!" جے وی مضحکہ اڑانے کے سے انداز میں بولا۔

"انکل جے وی آپ سے اس کی توقع نہیں تھی۔!" شلی بول پڑی۔

"مجھے حیرت ہے کہ تم بھی اس مہم میں شریک ہو۔!"

"کیسی مہم اور کہاں کی مہم...!" شلی نے حیرت سے کہا۔ "ہم شتلوار سے آ رہے تھے۔ فائروں کی آوازیں سن کر رک گئے۔ پھر ان لوگوں نے ہمیں گھیر لیا۔ گاڑیوں کے ٹائروں پر فائر کئے۔!"

"ادھر ہی سے گذرنے کی کیا ضرورت تھی۔!"

"ارے تو کیا ہم ایک دوسرے کے دشمن ہیں کہ ایک دوسرے کی زمینوں پر سے نہ گزریں گے۔!"

"اتنا اسلحہ کیوں ساتھ تھا....!"

شلی کچھ کہنے ہی والی تھی کہ نواب صاحب گرج کر بولے۔ "اب کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے پتا نہیں یہ سور خود کو کیا سمجھتا ہے۔!"

"کوئی بات نہیں.... کوئی بات نہیں.... نواب صاحب آپ رشتے میں مجھ سے بڑے ہیں میں نے بُرا نہیں مانا۔ لیکن میں ان سب کے سامنے آپ سے گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔!"

"تم کیا گفتگو کرو گے مجھ سے....!"

"مونالیزا۔۔۔!"

شلی چونک پڑی اور نواب صاحب غرائے۔ "بکواس بند کرو۔!"

"ہرگز نہیں نواب صاحب.... اتفاق سے یہ موقع ہاتھ آگیا ہے۔ اگر یہ معاملہ طے نہ ہوا تو آپ سبھوں کی لاشیں وہیں گاڑیوں کے قریب پائی جائیں گی اور نہایت سادہ سی کہانی پولیس کو سناؤں گا۔ یہ لوگ پتا نہیں کس ارادے سے چڑھ کر آئے تھے۔ میرے آدمیوں نے بھی اندھیرے میں ڈاکو سمجھ کر مقابلہ کیا۔ آپ لوگوں کی لاشوں کے قریب آپ کی رائفلیں بھی پائی جائیں گی۔!"

"ڈاکو تم ہو.....!" نواب صاحب گرجے۔

"میں کالا چور بھی ہوں۔!" جے وی ہنس کر بولا۔ "پھر؟ پولیس کو اس سے کیا....؟"

شلی نے کنکھیوں سے ادھر ادھر دیکھا۔ تین اسٹین گنیں اُن کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ دفعتاً ایک آدمی ہال میں داخل ہو کر جے وی سے بولا۔ "وہ کئی معلوم ہوتے ہیں باس۔!"

"بکواس مت کرو.... ایک آدمی تمہارے ہاتھ نہیں لگ سکا اور اب تم کئی آدمیوں کی بات کر رہے ہو۔!"

"ہم پر کئی طرف سے فائر ہوئے تھے۔!"

"احمق اندھیرے میں تم آپس ہی میں گولیاں ضائع کرتے رہے ہو۔ اُسے تلاش کرو۔ اگر نکل گیا تو تمہاری کھالیں جسموں پر نہیں ہوں گی۔!"

"تلاش جاری ہے باس....!" اس نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"نواب صاحب جلد فیصلہ کیجئے۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔!" جے وی بولا۔

نواب صاحب نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

جے وی نے ان لوگوں کی طرف اشارہ کر کے کہا جن کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ "انہیں یہاں سے لے جاؤ اور کہیں بند کر دو....!" آدمیوں میں سے دو انہیں ہال سے باہر لے گئے اور ایک اسٹین گن سیدھی کئے وہیں کھڑا رہا۔

"تم دروازے کے قریب ٹھہرو....!" جے وی نے اُس سے کہا۔ اب یہاں ان چاروں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

"اگر آپ فرمائیں تو شلی کو بھی یہاں سے ہٹا دیا جائے۔!" جے وی نے نواب صاحب سے کہا۔

"نہیں یہ میرے ساتھ ہی رہے گی۔!" وہ سخت لہجے میں بولے۔

"کوئی مضائقہ نہیں.... ہاں تو اب کیجئے معاملے کی بات....!"

"کیسا معاملہ.....!"

"کیا مجھے پوری کہانی دہرانی پڑے گی۔!" جے وی کا لہجہ بھی سخت تھا۔

"تمہاری لایعنی باتوں پر کوئی یقین نہیں کرے گا۔!"

دفعتاً جے وی شلی کے پاس آ کھڑا ہوا اور اُسے گھورتا ہوا بولا۔ "تمہاری پتلون کی جیب میں پستول ہے۔!"

شلی نے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا لیکن جے وی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور مسلح آدمی سے بولا۔

"بوڑھا اپنی جگہ سے ہٹے تو برسٹ مار دینا۔!"

"نہیں تم پستول نکال لو.....!" شلی گھگھیائی۔

جے وی نے بائیں ہاتھ سے پستول نکال لیا اور نواب صاحب سے بولا۔ "اتنی تیاریوں سے آئے تھے۔ یہ بھی مسلح تھی۔!"

نواب صاحب کچھ نہ بولے سختی سے ہونٹ بھینچے کھڑے رہے۔

"بتاؤ.... اسے کہاں رکھا ہے۔!" جے وی غرایا۔ "تم لوگوں کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ وہ ہاتھ نہ آجائے۔!"

"شلی تو نے بہت بُرا کیا کہ میری لاعلمی میں چلی آئی۔!" نواب صاحب بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔

"میں کیا پوچھ رہا ہوں.... وارث علی خان۔!" جے وی دہاڑا۔

دفعتاً ایک آدمی اندر آیا اور ہانپتا ہوا بولا۔ "باس تین ملٹری والے۔!"

"کیا بک رہا ہے۔!"

"تین ملٹری والے فائرنگ کی آواز سن کر اندر گھس آئے ہیں۔!"

"بغیر اجازت....؟" جے وی دہاڑا۔

"وہ تو تلاشی بھی لیتے پھر رہے ہیں باس....!"

"اے جاؤ.... اسے رکھ دو....!" جے وی نے اُس آدمی سے کہا جو دروازے کے قریب اسٹین گن لیے کھڑا تھا۔ پھر اُس نے شلی کا پستول اپنی جیب میں ڈال لیا اور ٹھیک اسی وقت تین فوجی ہال میں داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں اعشاریہ چار پانچ کے ریوالور تھے۔

"اسٹین گن زمین پر ڈال دو....!"

"ڈال دے زمین پر....!" جے وی نے کہا۔ "یہ اسٹین گن ہماری نہیں ہے۔ ایک ایسے آدمی کی ہے جو یہاں گھس آیا تھا۔ فائرنگ کرتا رہا لیکن میرے آدمیوں نے فرار ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔!"

جے وی کے آدمی نے اسٹین گن فرش پر گرادی جسے ایک فوجی نے بائیں ہاتھ سے اٹھایا ہی تھا کہ عمران اسی دروازے سے داخل ہوتا ہوا بولا۔ "یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ میری اسٹین گن تو میرے ہاتھوں میں ہے.... یہ دیکھو....!"

"یہی تھا.... یہی تھا....!" جے وی زور سے چیخا۔

"کیا تمہارے پاس اس اسٹین گن کا پرمٹ ہے۔!" ایک فوجی نے جے وی سے سوال کیا۔

"میں کہتا ہوں یہ آدمی....!"

"اخاہ.... نواب صاحب.... محترمہ شلی آپ لوگ یہاں کہاں۔!" عمران جے وی کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی بول پڑا۔

"کیوں....؟ تمہیں اس پر حیرت کیوں ہے۔!" نواب صاحب نے پُر وقار انداز میں کہا۔

"جے وی ہمارا عزیز ہے۔!"

شلی کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

اُدھر جے وی نے فوجیوں کو للکارا۔ "تمہیں یہاں قدم رکھنے کی جرأت کیسے ہوئی۔!"

"انہیں شاید صمد نظامی کے قاتل کی تلاش ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اچھا تو یہ تمہارے ساتھی ہیں۔ جعلی فوجی۔!" جے وی نے سر ہلا کر کہا۔

"دروازہ بند کر دو!" عمران نے ایک فوجی سے کہا اور اس نے آگے بڑھ کر دروازہ بولٹ کر دیا۔

"لیکن تم چاروں یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جاسکو گے۔!" جے وی بولا۔

"میں پوچھتا ہوں تم نواب صاحب کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔!" عمران نے جے وی سے سوال کیا۔

"پتا نہیں تم کہاں کی ہانک رہے ہو۔!" نواب صاحب بولے۔ "جے وی میرے پیچھے کیوں پڑنے لگا۔!"

شلی نے پھر حیرت سے اپنے دادا کی طرف دیکھا اور نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا۔

"جناب نواب صاحب.... یہ تو محض اتفاق تھا کہ جے وی کا اندازہ غلط نکل گیا۔ ورنہ آپ بوکھلا کر اس کا مطالبہ پورا کر دیتے۔ جے وی بہت باخبر آدمی ہے۔ جیسے ہی آپ دیکھتے کہ محکمہ

خارجہ آپ کی طرف متوجہ ہو گیا ہے۔ آپ گھبرا کر اس کا مطالبہ پورا کر دیتے۔ لیکن آپ اتفاق سے یہاں موجود ہی نہیں تھے اور وہ اپنا پروگرام شروع کر چکا تھا۔ اسے بھی کئی دن بعد معلوم ہوا کہ آپ جلال آباد میں موجود نہیں ہیں۔!"

"میں کہتا ہوں بکواس بند کرو.... اور یہاں سے چلے جاؤ.... ورنہ میں ڈپٹی کمشنر کو فون کر دوں گا۔!" جے وی دہاڑا۔

"اس دشواری کی بناء پر فوجی آئے ہیں مسٹر جے وی۔ ڈپٹی کمشنر تو تمہارا یار ہے۔ ویسے اب تم ڈپٹی کمشنر کو بھی فون کر سکتے ہو۔ اجازت ہے۔!" عمران نے اسٹین گن سے فون کی طرف اشارہ کیا۔

"تم یہاں سے بچ کر نہیں نکل سکتے۔!" جے وی پھر للکارا۔

"نکلنے کی تو بات ہی مت کرو.... میں نے ابھی تک اس عمارت کے باہر قدم ہی نہیں نکالا۔ سیدھا روتھی کے کمرے سے چلا آرہا ہوں اور یقین کرو کہ تمہارا ڈراپ سین ہو چکا ہے۔ تم نے روتھی کی موجودگی میں صمد نظامی کو گولی ماری تھی۔ کیونکہ اس نے تمہیں ہوٹل آرٹ سرکل والے کمرے میں روتھی کے ساتھ دیکھ لیا تھا۔ اُس وقت جب روتھی مونالیزا کی ہمشکل بنی ہوئی تھی۔!"

دفعتاً عمران نے اپنی اسٹین گن اوپر اٹھا کر ایک برسٹ مارا اور فوراً ہی لوٹ لگا گیا کیونکہ اس نے جے وی کے ہاتھ میں بھی کوئی چیز دیکھ لی تھی۔ جے وی کا کیا ہوا فائر اس کے اوپر سے گذر گیا دوسرا برسٹ اُس نے فرش پر پڑے ہی پڑے مارا۔ اس دوران میں دو فوجیوں نے بھی دو روشندانوں پر فائر کئے تھے۔

اُدھر جے وی لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے جا لگا.... پستول اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا تھا جسے شلی نے جھپٹ کر اٹھا لیا۔

عمران نے جے وی کے پیروں کے قریب برسٹ مارا تھا۔ اُسے کوئی گولی نہیں لگی تھی۔ بس بوکھلاہٹ میں لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا تھا اور شلی والا پستول بھی اس کے ہاتھ سے چھوٹ پڑا تھا۔

"جے وی کے ہتھکڑیاں لگا دو....!" عمران نے ایک فوجی سے کہا۔

"غنڈے ہتھکڑیاں لگائیں گے....!" جے وی نے حقارت سے کہا۔ "چلو بتاؤ تمہارا مطالبہ کیا ہے۔ بھونکنے والے کتوں کا منہ بند کرنے کے لئے میرے پاس بہت کچھ ہے۔!"

"دس ملین ڈالر.... سوئٹزر لینڈ میں....!"

"شکل دیکھی ہے اپنی....!" جے وی بولا۔

"میں تمہیں ایسا نہیں سمجھتی تھی۔!" شلی آپے سے باہر ہوگئی۔ "لیکن میں اُس رشوت کا پول کھول دوں گی۔!"

"رشوت....!" جے وی ہنس کر بولا۔ "کیا تم لوگ اسے کوئی سرکاری آدمی سمجھتے ہو۔ یہ بلیک میلر ہے۔!"

شلی نے اپنا پستول اٹھا کر عمران پر فائر جھونک مارا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اچانک فائر کردے گی۔ وہ تو خود اس کا ہاتھ بہک گیا تھا ورنہ گولی کہیں نہ کہیں ضرور لگتی۔ نواب صاحب نے شلی کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر پستول نیچے گرادیا۔

"انہیں قابو میں رکھئے نواب صاحب....!" عمران نے کہا۔ "لیکن اب آپ بھی پستول کو ہاتھ نہ لگائیے گا۔!"

ایک فوجی نے آگے بڑھ کر پستول اٹھا لیا اور عمران نے جے وی سے کہا۔ "اپنے ہاتھ ہتھکڑیوں کے لئے پیش کردو....!"

"چلو ختم کرو.... ہم کہیں اطمینان سے بیٹھ کر گفتگو کریں گے۔!" جے وی ہنس کر بولا۔

دو فوجی ایسی پوزیشن میں آگئے تھے کہ اپنے بچاؤ کے ساتھ ساتھ روشندانوں پر نظر رکھ سکتے۔

"بات چیت کے لئے پہلے بھی بہت وقت تھا۔ لیکن اب کچھ نہیں ہوسکتا۔!" ایک فوجی ہتھکڑیوں کا جوڑا لے کر اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"ٹھہرو....!" جے وی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تمہارا مطالبہ بہت زیادہ کا ہے۔ شاید تم مذاق کررہے ہو۔ میں نے اتنی بڑی رقم کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھی۔ ایک کروڑ ڈالر.... یعنی ایک ارب روپیہ....!"

"کیا تم سمجھتے ہو کہ میں اتنی دیر تک روتھی سے صرف صمد نظامی کے قتل کی کہانی سنتا رہا ہوں۔ وہ بات تو ایک جملے میں ختم ہوگئی تھی۔!" عمران اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"تم آخر چاہتے کیا ہو....!"

"تمہاری گرفتاری....!"

"تمہیں اس سے کیا فائدہ پہنچے گا۔!"

"صرف مجھے ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کو اس سے بڑا فائدہ پہنچے گا۔ ورنہ دوسری صورت میں گھر گھر منشیات کی کاشت ہونے لگے گی۔!"

"اوہ تو اس کتیا نے یہ بھی بتادیا....!"

"شاید نہ بتاتی لیکن تمہارے اذیت پسندانہ رجحان سے ساری لڑکیاں تنگ آگئی ہیں۔!"

"فوجیوں کو اس کا اختیار نہیں کہ وہ کسی غیر فوجی کو گرفتار کرسکیں۔!"

"دیکھنے کے فوجی ہیں.... ورنہ ان کا تعلق تو محکمہ خارجہ کی اسپیشل سروس سے ہے۔!"

"خوب.... خوب.... تو اس کا یہ مطلب ہے کہ نواب وارث علی پر بھی ضرب پڑے گی۔!" جے وی وحشیانہ انداز میں ہنس کر بولا۔

"آخر یہ سب کیا ہورہا ہے۔!" شلی زور سے بولی۔

"تمہاری سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے۔ اس لئے تم خاموش رہو۔ یا پھر ہوسکتا ہے کہ تم جانتی ہو۔ ورنہ نواب صاحب تمہیں ساتھ کیوں لاتے۔!"

"فوجی نے جے وی کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالنے کی کوشش کی ہی تھی کہ جے وی نے اچھل کر اُس کی ناک پر اپنا سر دے مارا۔ وہ کراہ کر الٹ گیا۔ احمقانہ فعل تھا کیونکہ جے وی چاروں طرف سے گھرا ہوا تھا اور وہ سب مسلح تھے۔ فوجی کو گرا کر اس نے نواب وارث علی پر چھلانگ لگائی اور دیوانوں کی طرح انہیں نوچنا کھسوٹنا شروع کردیا۔ بالکل ایسا ہی لگتا تھا جیسے اچانک کسی قسم کا دورہ پڑگیا ہو۔ فوجیوں نے اپنے ریوالور سیدھے کرلئے تھے لیکن فائر نہ کرسکے کیونکہ وہ نواب صاحب سے بُری طرح چمٹ گیا تھا۔ شلی ہسٹریائی انداز میں چیخے جارہی تھی۔ پھر اُس نے آگے بڑھ کر دونوں کو الگ کرنے کی کوشش کی تھی یک بیک وہ نواب صاحب کو چھوڑ کر شلی سے لپٹ گیا اور اُسے نوچ نوچ کر کہتا رہا۔ "ارے تم کو تو میں بھول ہی گیا تھا۔ ارے تم ارے تم....!"

شلی تکلیف سے بلبلا اٹھی۔ عمران اسٹین گن تیسرے فوجی کو تھما کر ان کی طرف جھپٹا اور جے وی کی گدی پر ایک زوردار ہاتھ رسید کردیا۔ شلی پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑگئی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ عمران کا دوسرا ہاتھ اس کی کنپٹی پر پڑا تھا۔

بالآخر کسی اکھڑے ہوئے درخت کی طرح وہ فرش پر ڈھ گیا!

"اب ہتھکڑیاں لگادو....!" عمران پیچھے ہٹ کر ہاتھ جھاڑتا ہوا بولا۔ شلی بدحواس ہوکر ایک کرسی پر گر گئی تھی اور نواب صاحب اس پر جھکے ہوئے آوازیں دے رہے تھے۔ شاید وہ بے ہوش ہوگئی تھی۔

نواب صاحب مضطربانہ انداز میں عمران کی طرف مڑے۔

"دیکھی آپ نے کالی بلا کی تباہ کاری۔!" عمران اُن کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"کک.... کیا مطلب....!"

"بھولے مت بنئے نواب صاحب میں آپ کے کمرے سے تہہ خانے میں پہنچا تھا۔ اس راستے سے جو آپ کے علاوہ اور کسی کے علم میں نہیں۔ میں اُس کالی بلا کو دیکھ چکا ہوں.... اور آپ کی سیاہ جلد والی ڈائری اب میرے قبضے میں ہے۔!"

"نن.... نہیں....!" وہ آگے پیچھے جھولتے ہوئے بولے۔ اُن کی آنکھوں میں ایسا تاثر تھا جیسے وہ بالکل بے نور ہو چکی ہوں.... اور پھر وہ بھی فرش پر آگرے۔

"لے بھئی.... تینوں غائب....!" عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا اور ان فوجیوں کی طرف دیکھنے لگا جو خاموش کھڑے شاید سوچ رہے تھے کہ اب کیا کرنا چاہئے۔

ساجد جمالی اور سہراب بھی گرفتار شدگان کی بھیڑ میں دھکیل دیئے گئے تھے۔ جے وی سمیت اُس کے سارے آدمی پکڑ لئے گئے تھے۔ نواب صاحب ہسپتال میں تھے۔ ان کا بلڈ پریشر بڑھ گیا تھا اور شلی ابھی تک اس سے لاعلم تھی کہ ان پر کیا گزری تھی اور وہ بے ہوش کس بناء پر ہوئے تھے اور بلڈ پریشر بڑھنے کا محرک کیا تھا۔

سر سلطان کو ایک بار پھر جلال آباد آنا پڑا تھا اور ڈپٹی سیکریٹری مسعود وارث کو بھی عمران ہی کے ایماء پر ساتھ لائے تھے۔ عمران ہی نے سر سلطان کو وہاں پہنچنے کا مشورہ دیا تھا اور وہ اس پر کسی قدر جھنجلائے ہوئے بھی تھے۔

"آخر مجھے کیوں دوڑایا ہے تم نے۔ کتاب کی بات تو ختم ہو چکی تھی۔!" انہوں نے اُس سے بڑے خراب لہجے میں سوال کیا۔

"کتاب کا قصہ تو محض حویلی میں گھسنے کا بہانہ تھا۔!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "اگر نواب وارث یہاں موجود ہوتے تو مونالیزا کی نواسی کو حویلی ہی میں روکے رکھنے کی کوشش کرتے اور پھر اسی دوران میں اُسے جے وی کی طرف سے دوسری ہدایات مل جاتیں اور وہ اپنا اصل کام شروع کر دیتی۔!"

"پتا نہیں کیا اوٹ پٹانگ ہانک رہے ہو....؟"

"مسعود وارث صاحب کی موجودگی میں اخلاقاً تفصیل نہیں بتا سکتا۔!"

"عمران میں تھپڑ مار دوں گا۔!" سر سلطان واقعی بگڑ گئے اور مسعود وارث کا موڈ بھی کسی قدر خراب ہو گیا تھا۔

"برا ماننے کی ضرورت نہیں۔!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "مسٹر مسعود وارث کیا آپ کو تہہ خانے کے کسی دوسرے راستے کا بھی علم ہے۔!"

"نہیں.... کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔!"

"ہے.... اور آپ کے والد صاحب کے علاوہ اور کسی کے علم میں نہیں لیکن میں اُسے ڈھونڈھ لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ وہ اتفاقاً دریافت ہو گیا تھا۔!"

"اچھا تو پھر....؟"

"فی الحال آپ کی موجودگی میں اس سے آگے نہیں بڑھوں گا۔؟"

"تم تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جاؤ۔!" سر سلطان نے مسعود وارث سے کہا اور اس کے وہاں سے چلے جانے کے بعد عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "خوابوں کی باتیں ہیں ورنہ ہم جیسے تو ایسے معاملات میں پاگل کہلائیں اور پکڑ کر پاگل خانے میں بند کر دیئے جائیں۔ موصوف کو عشق بھی ہوا تو ایک تصویر سے۔!"

"تم واقعی مار تو نہیں کھاؤ گے۔!" سر سلطان کو پھر غصہ آ گیا۔

"یقین کیجئے۔ میرے پاس دستاویزی ثبوت موجود ہے۔ خود انہی کے ہاتھ کی تحریر ایک پرانی ڈائری۔ یہ اُن کے جوانی کے زمانے کی بات ہے۔ مونالیزا کی تصویر ان کے حواس پر چھا گئی تھی۔ اُن دنوں جے وی بھی نیا نیا جوان ہوا تھا اور خود نواب صاحب کے الفاظ میں اول درجے کا بدمعاش بھی تھا۔ اتنا بدمعاش کہ باپ نے اُس کی طرف سے توجہ ہی ہٹا لی تھی۔ جے وی نے نواب صاحب کو پٹی پڑھائی کہ اٹلی میں انہیں مونالیزا کی کوئی ہم شکل ضرور مل جائے گی۔ کیونکہ وہ ایک عام سا اطالوی چہرہ ہے۔ نواب صاحب اس سفر پر آمادہ ہو گئے۔ وہ انہیں سارے اٹلی میں گھماتا پھرا۔ لیکن کوئی ایسی نہ ملی جو مونالیزا سے مشابہ ہوتی۔ اسی دوران میں ان کا گزر وہاں کے ایک سرکاری عجائب گھر میں ہوا اور انہوں نے وہاں سیاہ رنگ کا ایک لائف سائز بسٹ دیکھا جو مونالیزا سے اس حد تک مشابہ تھا کہ اس کی تاریخ ہی کے ساتھ کسی کی رائے بھی اُس کے کارڈ پر موجود تھی کہ شائد ڈاونچی نے سنگتراشی کے اسی قدیم نمونے سے متاثر ہو کر مونالیزا کی تخلیق کی تھی اور مونالیزا کا کوئی وجود نہیں تھا۔ جے وی نے کہا کاش ایسا ہی کوئی بسٹ نواب صاحب کے بھی ہاتھ

لگ جاتا تو وہ اُس سے کسی حد تک تسکین پا جاتے۔ اب اُس نے ان پر اُس بسٹ کا بھوت سوار کرانا شروع کیا۔ نواب صاحب روزانہ اُس میوزیم میں جاتے اور دیر تک اُس بسٹ کو دیکھتے رہتے۔ آخر ایک دن جے وی نے کہا کہ وہ ان کے لئے ویسا ہی ایک بسٹ کسی سنگتراش سے تیار کرا سکتا ہے لیکن قیمت بہت زیادہ ادا کرنی پڑے گی۔ نواب صاحب اس پر تیار ہوگئے۔ تین چار دن بعد جے وی نے ویسا ہی ایک بسٹ ان کے حوالے کر کے قیمت وصول کرلی اور پھر اچانک انہیں اطلاع ملی کہ وہ بسٹ اُس میوزیم سے چوری ہوگیا ہے جس کی بناء پر بڑی سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔ وہ بے حد نروس ہوئے۔ جے وی سے باز پرس ہوئے لیکن وہ ہنس کر ٹال گیا اور بولا اب تو جو کچھ ہونا تھا ہوگیا۔ تم فکر نہ کرو چپ چپاتے یہاں سے نکال لے جانا میرا کام ہے۔ اس طرح اٹلی کی ایک تاریخی یادگار چوری ہو کر یہاں پہنچ گئی اور نواب صاحب نے اُسے اس طرح چھپا کر رکھا کہ ان دونوں سے آگے یہ بات نہ بڑھ سکی۔ وہ دراصل نوادرات میں سے ہے اور اب لاکھوں پونڈ کی مالیت رکھتا ہے۔ جے وی عرصہ سے اس چکر میں تھا کہ کسی طرح اُسے دوبارہ حاصل کر کے کسی بین الاقوامی چور بازار میں اُس کی بڑی سے بڑی قیمت وصول کرلے۔ اپنے طور پر اس نے کئی بار حویلی کی تلاشی لینے کی کوشش کی۔ لیکن اس کے حصول میں کامیاب نہ ہو سکا۔ لہٰذا اب آخر اس نے ایسا چکر چلایا کہ نواب صاحب یا تو مونالیزا کی ہمشکل کو دیکھتے ہی پھر پاگل ہو جائیں اور وہ اُن سے وہ بسٹ اگلوا لے۔ پھر محکمہ خارجہ اُن کی طرف متوجہ ہو جائے اور وہ بدنامی کے ڈر سے خود ہی اُسے جے وی کے حوالے کردیں۔ اس کیلئے اُس نے یہ تدبیر کی کہ سہراب کو ذریعہ بنا ڈالا۔ اُسے شاید علم تھا کہ سہراب ہماری لسٹ پر ہے۔ لہٰذا اُس نے مسعود وارث صاحب کے بنگلے میں پُر اسرار حالات پیدا کرنے شروع کئے اور ہم نے جس کی نگرانی شروع کی وہ سہراب تک پہنچا۔ اُدھر سہراب یہاں حویلی میں گھسنے کی فکر کر رہا تھا۔ لیکن اس سے لاعلم تھا کہ وہ خود کس قسم کی سازش کا شکار ہو رہا ہے۔ بہر حال جے وی نے وہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ ہم سہراب سے آگے نہ بڑھ سکتے اور جے وی تک تو اس صورت میں پہنچنا قطعی محال ہوتا اگر مجھے تہہ خانے کا وہ راستہ نہ معلوم ہو جاتا۔ اس راستے کے اختتام پر ایک چھوٹی سی کوٹھری میں میں نے وہ سیاہ پتھر کا بسٹ رکھا ہوا دیکھا تھا اور وہیں سے وہ ڈائری بھی ہاتھ لگی تھی جس نے جے وی تک رہنمائی کی۔!"

"میں اُس بسٹ کو دیکھنا چاہتا ہوں....!" سر سلطان بولے۔

"اب وہ وہاں موجود نہیں ہے۔ شاید نواب صاحب نے اُسے کہیں اور پہنچا دیا ہے لیکن ڈائری

بدستور میرے قبضے میں ہے۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ اس کیس میں وارث کی کیا پوزیشن ہوگی۔!"

"یہ آپ جانیں.... فی الحال تو میں نے جے وی کے خلاف صمد نظامی کے قتل کا مقدمہ ترتیب دیا ہے اور اُسکا تعلق ایک بہت بڑے بین الاقوامی گروہ سے ثابت کرنیکی کوشش کی ہے۔!"

"یونہی خواہ مخواہ....؟"

"جی نہیں.... وہ ایک انتہائی خطرناک مُنشّی پودا اگانے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ خطرناک اس لئے کہ اُسے علی الاعلان گھروں میں لگایا جا سکے گا اور کوئی اعتراض نہ کر سکے گا۔!"

"پھر ہانکنے لگے....!" سر سلطان نے آنکھیں نکالیں۔

"یقین کیجئے.... وہ پیوند کاری کے کسی طریقے کو اپنا کر ایسے گلاب پیدا کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے جس کی پنکھڑیوں میں حشیش کے پتوں کا اثر پایا جاتا ہے۔ اس کے پاس جو وہ ڈھیر ساری سفید لڑکیاں پائی جاتی ہیں وہ دراصل اس سے ایسے ہی گلابوں کی کاشت کرنے کی ٹریننگ لیتی ہیں۔ مختلف گروہوں سے جے وی کا رابطہ ہے اور وہ اس ٹریننگ کے سلسلے میں سوئٹزر لینڈ کے بینکوں میں اپنا بیلنس بے تحاشا بڑھا رہا ہے۔ طبعاً خطرناک قسم کا اذیت پسند بھی ہے۔ بے تحاشا مظالم ڈھاتا ہے اُن لڑکیوں پر لیکن وہ اُس سے بھاگ بھی نہیں سکتیں۔ بھاگیں تو گروہ کے ہاتھوں اپنی سزا کو پہنچیں۔ ہر لڑکی نے فرداً فرداً تحریری بیان دیا ہے۔ کئی مقامی لڑکیوں کے قتل کا الزام بھی جے وی پر ہے۔ جن کی لاشوں تک کا پتہ نہیں چل سکا۔ لیکن ان کے غائب ہو جانے کی رپورٹوں کا ریکارڈ مقامی پولیس کے پاس موجود ہے۔!"

"وہ جہنم میں جائے.... میری سمجھ میں نہیں آتا کہ نواب وارث کا کیا ہوگا....؟"

"ہو سکتا ہے بلڈ پریشر ہی آپ کی مشکلات کا حل بن جائے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"وہ مر بھی سکتے ہیں اور اگر مرنے کا ارادہ نہ رکھتے ہوں تو بس ایک ڈپلومیٹک انجکشن....!"

"کیا بکواس ہے....!"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ ویسے مجھے صرف جے وی سے سروکار ہے۔ چوری کا وہ مال انہوں نے اٹلی میں خریدا تھا وہ جانیں اور سیکریٹری برائے وزاتِ خارجہ۔!"

"لیکن وہ بسٹ غائب کہاں ہوگیا۔!"

"میرا خیال ہے کہ شلی جانتی ہوگی۔ ان کی رازدار معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ ان کے ساتھ جے وی کی حویلی میں کیوں پائی جاتی۔!"

سر سلطان اُسے غور سے دیکھتے ہوئے بولے۔ "تم ٹھیک کہتے ہو۔!"

پھر وہ اُس کمرے سے اٹھ کر شلی کے پاس چلے گئے تھے۔ دوبارہ عمران سے ملے تو بتایا کہ "شلی اس کے علاوہ کچھ نہیں بتا سکی کہ انہوں نے اس سے ایک بہت وزنی سوٹ کیس نصرت آباد والی حویلی میں بھجوایا تھا۔"

"تو پھر ٹرائی کیجئے۔!"

"وہاں دیکھوں گا۔ لیکن آخر شلی تمہارا سامنا کرنے پر کیوں آمادہ نہیں ہوتی۔!"

"ارے اُس نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہوتا۔ میرے پہنچنے سے قبل وہ دونوں جے وی سے جھگڑا کرتے رہے تھے۔ لیکن جب میں نے وہاں ان کی موجودگی کا سبب پوچھا تو بڑے خلوص سے مجھے آگاہ کیا کہ جے وی اُن کا رشتہ دار ہے۔ حالانکہ جے وی نے ان کے گیارہ ساتھیوں کو باندھ رکھا تھا اور وہ خود بھی اسٹین گنوں کے نشانے پر تھے۔ پھر بات بڑھنے پر جے وی نے مجھے رشوت کی پیش کش کی۔ میں نے اپنا مطالبہ ظاہر کیا تو بی شلی نے مجھ پر فائر جھونک مارا۔ یقین کیجئے کہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اس لئے غافل تھا۔ بس اُسی کا ہاتھ بہک گیا ورنہ آپ اس وقت کہہ رہے ہوتے کہ سوراخ والا عمران تو نہ کبھی دیکھا نہ سنا۔!"

"ارے ہاں.... وہ فوجی کون تھے تمہارے ساتھ....!"

"خاور، چوہان اور نعمانی۔ جے وی کے ساتھ جانے سے قبل ان کے لئے میسج ریکارڈ کر کے چھوڑ گیا تھا۔ میں نے ان تینوں کو قطعی الگ تھلگ رکھا تھا۔ تاکہ اشد ضروری معاملات میں انہیں کام پر لگا سکوں۔!"

وہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولے۔ "میں چاہتا ہوں کہ وہ سوٹ کیس نصرت آباد سے تم ہی لاؤ۔ لیکن اگر شلی ساتھ نہ ہوئی تو تم اس میں کامیاب نہ ہو سکو گے۔!"

"بس تو پھر اُس بیچاری کی شرمندگی دور ہونے کا انتظار فرمائیے۔ اس سے پہلے تو ممکن نہیں۔!"

سر سلطان کچھ نہ بولے اور عمران جیب میں چیونگم کا پیکٹ تلاش کرنے لگا۔

﴿ختم شد﴾